سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام

تفسیر القرآن

وھو

الھدیٰ و الفرقان

جلد ششم

سورۂ بنی اسرائیل

من تصنیف جناب فضیلت مآب قدسی صفات سید السادات الکرام نجم الہند و الاسلام
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول آمد مجتہد زمان ورآمد متکلمین پیشینیان و پسینیان
آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان علیہ الرحمۃ و الغفران

حسب فرمائش
منشی فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور

مطبع نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع ہوئی

قیمت

تصنیفات سرسید احمد خان صاحب بہادر مرحوم و مغفور

الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ

یعنی وہ دلچسپ کتاب جس میں مرحوم سرسید احمد خان صاحب علیہ الرحمۃ نے تاریخ عرب اور پاک اسلام کی مذہبی تاریخ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے [illegible] موضوع [illegible] آنحضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن کریم پڑھنے تھے ایسے تسلی بخش اور سچے دندان شکن دیے ہیں جو قابل دید ہیں۔ درحقیقت اس مرحوم و مغفور نے اس کتاب کی تصنیف سے مذہب پاک اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو ہر طرح قابل تعریف و تحسین ہے اور ممکن نہیں کہ اس لغوی کے ساتھ کوئی اور صاحب ایسی بے مثال تصنیف کر سکے اور لطف یہ کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فصیح زبان اردو میں۔ جو مسلمان کہ سچے دل سے قوم اسلام کے ہمدرد اور ترقی خواہ اور اسلام کے صداقت سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہے کہ اس بے بہا کتاب کو ضرور مطالعہ فرمائیں۔ [illegible] تعلیم یافتہ مسلمان جو عربی زبان کی عدم واقفیت ہونے کے علاوہ انگریزی فلسفہ اور منطق سے باخبر ہیں وہ اس کتاب میں نہایت مدلل اور [illegible] تسلی بخش [illegible] دیکھیں گے۔ گو اس کتاب میں [illegible] نہایت دلچسپ مضامین ہیں مگر ہم مختصر طور پر تھوڑے سے مضامین کی فہرست ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس کتاب میں ایک دیباچہ اور بارہ خطبے شامل ہیں۔

دیباچہ میں یہ بحثیں ہیں۔ مذہب کیا چیز ہے [illegible] اسلام صحیح طور پر کن احکام کا مجموعہ ہے۔ ان کتابوں پر بحث جو عیسائی اور مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سر ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد کے جواب میں یہ کتاب لکھی ہے۔ خطبہ اول۔ عرب کی [illegible] قومیں [illegible] لفظ [illegible] کی تحقیق حضرت ابراہیم اور حضرت [illegible] پر محققانہ بحثیں۔ حضرت ہاجرہ کی [illegible] پر بحث۔ خطبہ دوم۔ عرب [illegible] بت پرستی [illegible] اور ذکر حج [illegible] جاہلیت میں۔ رسوم ازدواج۔ خطبہ سوم۔ عرب [illegible] پر بحث [illegible] سے اسلام کی مناسبت اور الہامی مذاہب۔ خطبہ چہارم۔ اسلام انسان کے لئے رحمت اور [illegible] کثرت ازدواج طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں۔ یہودیوں، عیسائیوں [illegible] خطبہ پنجم۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں پر محققانہ بحث۔ خطبہ ششم۔ مذہبی [illegible] معتبر ہونے اور [illegible] خطبہ ہفتم۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب و نزول پر بحثیں۔ خطبہ ہشتم۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔ خطبہ نہم۔ آنحضرت کے نسب پر محققانہ بحث شجرہ نسب آنحضرت مع شجرہ [illegible] کتاب۔ خطبہ دہم۔ بشارات نسبت آنحضرت کے جو توریت اور انجیل میں ہیں۔ خطبہ یازدہم۔ [illegible] شق صدر و معراج کی تحقیق۔ خطبہ دوازدہم۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کے [illegible] اس کتاب کے شروع میں مرحوم سرسید کی رنگین عکسی تصویر بھی ہے یہ کتاب نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کی گئی ہے۔ قیمت مجلد [illegible] قیمت بلا جلد [illegible]

سرسید مرحوم و مغفور کے آخری مضامین

یہ [illegible] قدر اور مستند مضامین [illegible] مرحوم سرسید نے ابتدائے یکم شوال ۱۳۱۳ ہجری لغایت ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۵ ہجری تک نہایت دلسوزی کے ساتھ لکھے اور آخری مضمون لکھتے لکھتے [illegible] دائمی مفارقت کر کے اپنے مالک حقیقی کی طرف تشریف لے گئے۔ راقم نے اس خیال سے کہ یہ گوہر بے بہا ضائع نہ ہو جاویں نہایت [illegible] جمع کر کے طبع کرائے اور یہ مضامین اسی قوم کے نام نامی پر [illegible] وہ جگر گوشے [illegible] عمر بھر [illegible] تیر ملامت [illegible] سختیاں سہتا رہا۔ [illegible] کبھی [illegible] حرف شکایت لب تک نہ لایا [illegible] اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ قوم کی یاد میں جیا۔ قوم کی دھن میں مرا [illegible] قوم اس مغفور کی کہاں تک [illegible] قیمت [illegible]

احکام طعام اہل کتاب

مسلمانوں کو ہنود اور نصاریٰ کے ساتھ کھانا کھانے کی کیوں نسبت اسلامی احکام اس میں سرسید مرحوم نے نہایت معتبر احادیث اور قرآن پاک کی آیات جمع کر کے اس پر بحث کی ہے نہایت خوبی سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس امر میں کیا تعلیم دی ہے۔ قیمت [illegible]

سُورَہ بنی اِسْرَائیل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ	خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان پاک ہے وہ جو

(سبحان الذی) معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جس قدر اختلاف ہے غالباً اور کسی امر میں اس قدر اختلاف نہ ہوگا اُن اختلافات کا بیان کرنا اور اُن کی تنقیح کرنا سب سے مقدم امر ہے اور اس لئے ہم ہر ایک امر کو معہ اُن کے اختلافات کے جُدا جُدا بیان کرتے ہیں ٭

زمانۂ معراج

بخاری میں شریک کی روایت سے ایک حدیث ہے جس کے یہ الفاظ ہیں " قبل ان یوحی الیہ " یعنی اِسراء آنحضرت کو وحی آنے یعنی نبی ہونے سے پہلے ہوئی تھی مگر خود محدثین نے بیان کیا ہے کہ وہ الفاظ اسرا سے متعلق نہیں ہیں چنانچہ اُس حدیث کی اس بحث کو بھی بیان کرینگے اس وقت اُن اختلافات کو بیان کرتے ہیں جو اسرا یا معراج سے متعلق ہیں ٭

اس باب میں کہ معراج کب ہوئی مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں ٭

۱- ہجرت سے ایک برس پہلے ربیع الاول کے مہینہ میں ٭

۲- ہجرت سے ایک برس پانچ مہینے پہلے شوال کے مہینہ میں۔ بعضوں نے کہا کہ رجب کے مہینہ میں ٭

۳- ہجرت سے اٹھارہ مہینے پیشتر ٭

۴- ہجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ذی الحجہ میں ٭

۵- ہجرت سے تین برس پہلے ٭

۶- نبوت سے پانچ برس بعد ٭

۷- نبوت سے بارہ برس بعد بعضوں کے نزدیک قبل موتِ ابی طالب اور بعضوں کے نزدیک بعد موتِ ابی طالب ٭

۸- نبوت سے تیرھویں برس ربیع الاول یا رجب میں ٭

۹- ہجرت سے سولہ مہینے قبل ذیقعدہ کے مہینہ میں اور بعضوں کے نزدیک ربیع الاول میں ٭

۱۰- ستائیسویں تاریخ رجب کے مہینہ میں ٭

لے گیا	اَسْرٰی

۱۱- رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو ÷

۱۲- ستائیسویں تاریخ رمضان کے مہینہ میں ہفتہ کی رات کو ÷

یہ تمام اختلافات جو ہم نے بیان کئے عینی شرح بخاری میں مندرج ہیں اور اُس کی عبارت بلفظہٖ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں ÷

عینی میں لکھا ہے کہ معراج کے وقت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں نبوت سے پہلی ہوئی

واختلف فی وقت المعراج فقیل انہ کان قبل المبعث وھو شاذ الا اذا حمل علی انہ وقع فی المنام فلہ وجہ وقیل کان قبل الھجرۃ بسنۃ فی ربیع الاول وھو قول الاکثرین حتی بالغ ابن حزم فنقل الاجماع علی ذلك وقال السدی قبل الھجرت بسنۃ وخمسۃ اشھر واخرجہ من طریقہ الطبری والبیھقی فعلی ھذا کان فی شوال وحکی ابن عبد البر انہ کان فی رجب وجزم بہ النووی وقیل بثمانیۃ عشر شھر احکاہ ابن البر ایضا وقیل کان قبل الھجرۃ بسنۃ وثلاثۃ اشھر فعلی ھذا یکون فی ذی الحجہ وبہ جزم ابن فارس وقیل کان قبل الھجرۃ بثلاث سنین حکاہ ابن الاثیر وحکی عیاض عن الزھری انہ کان بعد المبعث بخمس سنین وروی ابن ابی شیبہ من حدیث جابر وابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم قال ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یوم الاثنین وفیہ بعث وفیہ عرج بہ الی السماء وفیہ مات ÷
(صفحہ ۸۰ عینی شرح بخاری جلد ۸) ÷

یہ قول شاذ ہے لیکن اگر اُس کا واقع ہونا خواب میں خیال کیا جائے تو بے وجہ نہیں ہے۔ بعض ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول میں مانتے ہیں۔ یہ قول اکثر لوگوں کا ہے یہاں تک کہ ابن حزم نے اس پر اجماع اُمت ہونا بیان کیا ہے۔ اور سدّی کے نزدیک ہجرۃ سے ایک برس پانچ مہینے پہلے ہوئی اس قول کو طبری اور بیہقی نے بیان کیا ہے۔ اس قول کی بنا پر معراج ماہ شوال میں ہوئی۔ اور ابن عبدالبر نے ماہ رجب میں بیان کیا ہے۔ نووی بھی اسی کو مانتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہجرۃ سے اٹھارہ مہینے پہلے ہوئی۔ ابن البر نے اس قول کو بھی بیان کیا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہجرۃ سے ایک برس تین مہینے پہلے ہوئی۔ اس کی بنا پر ذی الحجہ کا مہینہ تھا ابن فارس اسی قول کو مانتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہجرۃ سے تین برس پہلے ہوئی۔ اس کو ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے زہری سے حکایت کی ہے کہ معراج نبوت سے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن ابی شیبہ نے عباس اور جابر سے روایت کی ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور اسی دن نبوت ملی اور اسی دن معراج اور اسی دن وفات ہوئی ÷

عینی میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ معراج نبوت کے بارھویں سال ہوئی۔ بیہقی نے موسےٰ

وکان الاسراء فی السنۃ الثانیۃ عشر من النبوۃ وفی روایۃ البیھقی من طریق موسی بن عقبہ عن الزھری

بن عقبہ سے اور اُس نے زہری سے روایت کی ہے کہ معراج مدینہ جانے سے ایک برس پہلے ہوئی۔

بِعَبْدِهٖ	اپنے بندے کو

انہ اسری بہ قبل خروجہ الی المدینۃ بسنۃ وعن السدی قبل مہاجرتہ لستۃ عشر شہرا فعلی قولہ یکون الاسراء فی شہر ذیقعدۃ وعلی قول الزہری یکون فی ربیع الاول وقیل کان الاسراء لیلۃ السابع والعشرین من رجب وقد اختارہ الحافظ عبد الغنی بن سرور المقدسی فی سیرتہ ومنہم من یزعم انہ کان فی اول لیلۃ جمعۃ من شہر رجب ثم قیل کان قبل موت ابی طالب وذکر ابن الجوزی انہ کان بعد موتہ فی سنۃ اثنتی عشرۃ للنبوۃ ثم قیل کان فی لیلۃ السبت لسبع عشرۃ لیلۃ خلت من رمضان فی السنۃ الثالثۃ عشر للنبوۃ وقیل کان فی ربیع الاول وقیل کان فی رجب۔ (صفحہ ۹۰ جلد ثانی عینی شرح بخاری)

اور سدی کا قول ہے کہ ہجرت سے سولہ ماہ پہلے پس اسکے قول کے موافق ماہ ذیقعدہ میں اور زہری کے قول کے موافق ربیع الاول میں بعض کہتے ہیں ستائیسویں رجب کو ہوئی حافظ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے اپنی سیرت میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض کا گمان ہے ماہ رجب کو جمعہ کی اول شب میں ہوئی - پھر بعض کا قول ہے کہ ابو طالب کے مرنے سے پہلے ہوئی اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کے مرنے کے بعد نبوت کے بارھویں سال ہوئی - پھر کوئی کہتا ہے کہ نبوت کے تیرھویں سال رمضان کی سترہ تاریخ کو ہفتہ کی رات کو ہوئی - اور کوئی کہتا ہے کہ ربیع الاول میں کوئی کہتا ہے رجب میں ❊

یہ روایتیں اس قدر مختلف ہیں کہ کوئی علانیہ قرینہ یا دلیل بیّن اُن میں سے کسی روایت کو مرجح کرنے کی نہیں ہے - قرآن مجید سے اس بات پر یقین ہو سکتا ہے کہ اسراء جس کا دوسرا نام معراج ہے رات کو واقع ہوئی اور احادیث مختلفہ سے جو امر مشترک اور نیز قرآن مجید سے بطور دلالت النص پایا جاتا ہے وہ اس قدر ہے کہ زمانہ نبوت میں معراج ہوئی اور یہ بات کہ کب ہوئی بسبب اختلاف روایات واحادیث محقق ثابت نہیں ہو سکتا - پس ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علما تعدد معراج اور اسرا کے قائل ہوئے اور معراج اور اسرا کو دو جداگانہ واقعے قرار دئیے چنانچہ عینی شرح بخاری میں لکھا ہے ❊

واختلفوا فی المعراج والاسراء ہل کانا فی لیلۃ واحدۃ او فی لیلتین وہل کانا جمیعا فی الیقظۃ او فی المنام او احدہما فی الیقظ والاخر فی المنام فقیل ان الاسراء کان مرتین مرۃ بروحہ مناما ومرۃ بروحہ وبدنہ یقظۃ ومنہم من یدعی تعدد الاسراء فی الیقظۃ ایضا حتی قال انہ اربع اسراءات وزعم بعضہم ان بعضہا کان بالمدینۃ ووفق ابو شامۃ فی روایات حدیث الاسراء بالجمع بالتعدد فجعل ثلاث اسراءات مرۃ من مکۃ الی بیت المقدس فقط علی البراق ومرۃ من مکۃ الی السموات علی البراق ایضا ومرۃ من مکۃ الی بیت المقدس

کہ معراج اور اسرا میں اختلاف ہے کہ دونوں ایک رات میں ہوئے یا دو راتوں میں اور دونوں جاگتے میں ہوئیں یا خواب میں یا ایک خواب میں - اور ایک بیداری میں - بعض کا قول ہے اسرا دو نوں مرتبہ ہوئی - ایک دفعہ خواب میں روح کے ساتھ - اور ایک دفعہ روح اور بدن کے ساتھ بیداری میں بعض کے نزدیک بیداری میں کئی دفعہ اسرا ہوئی - یہاں تک کہ بعض چار دفعہ اسرا کے قائل ہوئے ہیں - اور بعض نے گمان کیا ہے کہ ان میں سے بعض مدینہ میں ہوئیں - ابو شامہ نے حدیث

لَیۡلًا	ایک رات
ثم الی السموات بجم من السلف والخلف علی ان الاسراکان ببدنه وروحه واما من مکة الی بیت المقدس فبنص القرآن ۔ (عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)	اسرا کی مختلف روایتوں میں تین مرتبہ اسراء مان کر توفیق کی ہے۔ ایک دفعہ مکہ سے بیت المقدس تک براق پر۔ دوسری دفعہ مکہ سے آسمانوں تک

براق پر۔ تیسری دفعہ مکہ سے بیت المقدس تک پھر آسمانوں تک۔ متقدمین اور متاخرین سب متفق ہیں کہ اسرا بدن اور روح کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور مکہ سے بیت المقدس تک جانا تو نص قرآنی سے ثابت ہے ۔

ان تمام روایتوں پر لحاظ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اُس اختلاف کے جو زمانہ معراج میں ہے نسبت نفس معراج یا اسراء کے حسب تفصیل ذیل علما میں اختلاف ہوگیا ہے ۔

۱۔ بعضوں کا قول ہے کہ اسرا اور معراج دو جداگانہ واقعات ہیں ۔

۲۔ بعضوں کا قول ہے کہ ایک دفعہ صرف اسرا ہوئی اور ایک دفعہ اسراء معہ معراج ۔

۳۔ بعضوں کا قول ہے کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسراء کے اور ایک دفعہ معہ اسرا کے ۔

۴۔ بعض کا قول ہے کہ اسراء معہ معراج کے دو دفعہ ہوئی ۔

۵۔ اکثر علما کا یہ قول ہے جو قول مقبول بھی ہے کہ اسراء و معراج ایک دفعہ ایک ساتھ ایک ہی رات میں ہوئی ۔

یہی قول صحیح اور متفق علیہ ہے اور احادیث سے جو امر مشترک پایا جاتا ہے اور جو قرآن مجید کی دلالت النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی یہی ہے مگر ہم اس مقام پر اُن تمام اقوال کو جن سے یہ اختلاف ظاہر ہوتے ہیں ذیل میں لکھتے ہیں ۔

اقوال اُن علما کے جو اسراء اور معراج کو دو جداگانہ واقعے کہتے ہیں

جو لوگ کہ الاسرا اور معراج کو علٰحدہ علٰحدہ دو واقعے قرار دیتے ہیں اُن کا بیان یہ ہے ۔

ابن دحیہ کا یہ قول کہ خود بخاری کا میلان اس پر ہے کہ لیلۃ الاسراء الگ واقعہ ہے۔

| جنح البخاری الی ان لیلة الاسراء کانت غیر لیلة المعراج لانه افرد لکل منهما ترجمة۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰) ۔ | اور لیلۃ المعراج الگ واقعہ۔ اور وہ دلیل یہ لاتا ہے کہ بخاری نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا ترجمۃ الباب قرار دیا ہے (اور واضح ہو بخاری |

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	مسجد حرام سے

کا ترجمۃ الباب بطور استنباط مسائل کے سمجھا جاتا ہے ۔

ترجمۃ ابواب البخاری

باب حدیث الاسراء وقول اللہ تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ۔

(بخاری صفحہ ۵۴۸) ۔

بخاری نے ایک علیحدہ باب میں لکھا ہے کہ یہ باب ہے حدیث اسراء کا اور خدا کے اُس قول کا جہاں اُس نے فرمایا ہے "پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصے تک" ۔

کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء

(بخاری صفحہ ۵۰)

اور دوسرے علیحدہ باب میں لکھا ہے کہ یہ باب ہے اس بیان میں کہ اسرا میں نماز کیونکر فرض ہوئی ۔

مگر اس دلیل کو خود علامہ حجر عسقلانی نے رد کیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ اس سے دونوں

ولا دلالۃ فی ذلک علی التغائر عندہ بل کلامہ فی اول الصلوٰۃ ظاہر فی اتحادھما وذلک انہ ترجم باب کیف فرضت الصلوٰۃ لیلۃ الاسراء والصلوٰۃ انما فرضت فی المعراج فدل علی اتحادھما عندہ وانما افرد کلا منھما بترجمۃ لان کلا منھما یشتمل علی قصۃ مفردۃ وان کانا وقعا معا ۔

(فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۵۰) ۔

کا جدا جدا ہونا بخاری کے نزدیک نہیں نکلتا بلکہ کتاب الصلوٰۃ کے عنوان سے دونوں کا ایک ہونا ظاہر ہے ۔ کیونکہ اُس نے لکھا ہے ۔ کہ لیلۃ الاسراء میں نماز کیونکر فرض ہوئی اور نماز یقیناً معراج میں فرض ہوئی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخاری کے نزدیک دونوں واقعے ایک ہیں جدا جدا ترجمۃ الباب اس لئے قرار دیا ہے کہ ان میں الگ الگ قصے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی ساتھ واقع ہوئے ہیں ۔

اور بعض علماے متاخرین بھی قصہ اسرا اور معراج کو دو واقعے سمجھتے ہیں علامہ حجر عسقلانی نے

وقال بعض المتاخرین کانت قصۃ الاسراء فی لیلۃ والمعراج فی لیلۃ متمسکا بما ورد فی حدیث انس من روایۃ شریک من ترک ذکر الاسراء وکذا فی ظاھر حدیث مالک بن صعصعہ ۔

(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ۔

لکھا ہے ۔ بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اسرا ایک رات میں ہوئی اور معراج ایک رات میں اُن کی حجت یہ ہے کہ انس کی حدیث میں جو شریک سے مروی ہے اسرا کا ذکر نہیں اور ایسا ہی مالک بن صعصعہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔

مگر خود علامہ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ متاخرین نے ان روایتوں کی بنا پر اسرا کا ایک رات میں اور معراج کا دوسری رات میں ہونا خیال کیا ہے مگر اُن روایتوں سے اسرا اور معراج

مسجد اقصےٰ کو	اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

ولا كن ذلك لا يستلزم التعدد بل هو محمول على ان بعض الرواة ذكر مالم يذكره الآخر۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱)

کا علیحدہ علیحدہ واقع ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے تعدد واقع لازم نہیں آتا۔ بلکہ یہ خیال کیا جاتا ہے بعض راویوں نے جو بیان کیا ہے اس کو دوسرے راویوں نے ترک کر دیا ہے۔

جن کے گمان میں اسرا الگ واقع ہے۔ ان کی دلیل شداد ابن اوس کی حدیث ہے

واحتج من زعم ان الاسراء وقع مفردا بما اخرجه البزار والطبرانی وصححه البیهقی فی الدلائل من حدیث شداد بن اوس قال قلنا یا رسول الله كیف اسری بك قال صلیت صلاة العتمة بمكة فاتانی جبریل بدابة فذكر الحدیث فی مجیئه بیت المقدس وما وقع له فیه قال ثم انصرف بی فمررنا بعیر لقریش بمكان كذا فذكره قال ثم اتیت اصحابی قبل الصبح بمكة۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱)

جس کو بزار اور طبرانی نے بیان کیا اور بیہقی نے دلائل میں اس کی تصحیح کی ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیونکر اسرا ہوئی فرمایا کہ میں نے عشا کی نماز مکہ میں پڑھی پھر جبریل میرے پاس سواری (براق) لایا۔ پھر بیت المقدس جانا اور وہاں جو کچھ گذرا سب بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ واپسی میں ہمارا قریش کے اونٹوں پر فلاں جگہ گذر ہوا۔ پھر اس کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ میں صبح سے پہلے مکہ میں اپنے اصحاب کے پاس آگیا۔

اقوال اُن علما کے جو کہتے ہیں کہ ایک دفعہ صرف اسراء ہوئی اور ایک دفعہ اسرا مع معراج کے

بعض نے کہا ہے کہ اسرا بیداری میں دو دفعہ ہوئی۔ پہلی دفعہ پیغمبر خدا بیت المقدس سے

وقیل كان الاسراء مرتین فی الیقظة فالاولی رجع من بیت المقدس وفی صبیحته اخبر قریشا بما وقع والثانیة اسری به الی بیت المقدس ثم عرج به من لیلته الی السماء الی آخر ما وقع ولم یقع لقریش فی ذلك اعتراض لان ذلك عندهم من جنس قول ان الملك یاتیه من السماء فی اسرع من طرفة عین وكانوا یعتقدون استحالة ذلك من قیام الحجة علی صدقه بالمعجزات الباهرة لكنهم عاندوا فی ذلك واستمروا علی تكذیبه فیه بخلاف اخباره انه جاء بیت المقدس فی لیلة واحدة ورجع فانهم صرحوا بتكذیبه فیه فطلبوا منه نعت بیت المقدس لمعرفتهم به وعلمهم بانه ما كان رآه قبل ذلك فامكنهم استعلام صدقه فی ذلك

لوٹے اور اُس کی صبح کو جو کچھ دیکھا قریش سے بیان کیا۔ دوسری دفعہ بیت المقدس تک گئے پھر وہاں سے اُسی رات آسمانوں پر گئے۔ قریش نے اس واقعہ پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ اُن کے نزدیک یہ ایسا ہی تھا جیسے اُن کا یہ قول کہ فرشتہ آسمان سے پلک جھپکنے سے بھی پہلے آتا ہے اور اُس کو محال سمجھتے تھے حالانکہ روشن معجزات کا واقع ہونا اُن کے سچے ہونے کی دلیل تھی لیکن اُنہوں نے اس پر مخالفت کی اور برابر پیغمبر خدا کو

الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ	جس کے گرداگرد ہم نے برکت دی تھی

بخلاف المعراج - (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ✤ کو اس میں جھٹلاتے رہے - برخلاف اس کے کہ آپ نے ایک رات میں بیت المقدس جانے اور وہاں سے پھر آنے کی خبر دی اس واقعہ میں اُنہوں نے کھلم کھلا پیغمبر خدا کی تکذیب کی اور بیت المقدس کا حال پوچھا کیونکہ وہ اس سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ پیغمبر خدا نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا - پس معراج کے برخلاف اس میں اُن کو رسول اللہ کے سچے ہونے کی آزمایش کا موقع ملا ✤

اور ام ہانی کی حدیث میں ابن اسحٰق اور ابو یعلی کے نزدیک وہی مضمون ہے جو ابو سعید

وفی حدیث امہانی عند ابن اسحٰق وابی یعلی نحو ما فی حدیث ابی سعید - فان ثبت ان المعراج کان مناما علی ظاہر روایۃ شریک عن انس فینتظم من ذلک ان الاسراء وقع مرتین - مرۃ علی انفرادہ - ومرۃ مضموما الیہ المعراج وکلاھما فی الیقظۃ - (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ✤

کی حدیث میں ہے - پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ معراج خواب میں ہوئی تھی جیسا کہ شریک کی روایت میں انس سے مروی ہے تو اس سے معلوم ہو گا کہ اسرا دو بار ہوئی - ایک بار تنہا اور ایک بار معراج کے ساتھ اور دونوں دفعہ حالت بیداری میں ہوئی ✤

اقوال اُن علما کے جو کہتے ہیں کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسرا کے اور ایک دفعہ معہ اسرا کے

والمعراج وقع مرتین - مرۃ فی المنام علی انفرادہ توطئۃ وتمہیدا - ومرۃ فی الیقظۃ مضموما الی الاسراء (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ✤

فتح الباری میں ہے کہ معراج دو بار ہوئی - ایک بار بطور تمہید کے تنہا خواب میں ہوئی اور ایک بار اسرا کے ساتھ جاگتے میں ✤

امام ابو شامہ کا میلان معراج کے کئی بار واقع ہونے کی طرف ہے - اور سند میں اُس حدیث

وجنح الامام ابو شامۃ الی وقوع المعراج مرارا واستند الی ما اخرجہ البزار وسعید بن منصور من طریق ابی عمران الجونی عن انس رفعہ قال بینا انا جالس فجاء جبریل فوکز بین کتفی فقمنا الی شجرۃ فیہا مثل وکری الطائر فقعدت فی احدھما وقعد جبریل فی الآخر فارتفعت حتی سدت الخافقین الحدیث - وفیہ ففتح لی باب من السماء ورایت النور الاعظم

کو بیان کرتے ہیں جو بزار اور سعید بن منصور نے ابو عمران جونی سے اور اُس نے انس سے مرفوعاً روایت کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مَیں بیٹھا تھا کہ جبرئیل آئے اور میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھ مارا - پھر ہم دونوں ایک درخت کے پاس گئے جس میں پرندوں کے دو گھونسلے سے رکھے تھے - ایک میں جبرئیل اور ایک

لِنُرِيَهٗ	تاکہ دکھاویں ہم اُس کو

وازادونہ حجاب فرف الدر والیاقوت ـ قال العلامۃ ابن الحجر ورجالہ لا بأس بہم الا ان الدارقطنی ذکر لہ علۃ تقتضی ارسالہ وعلی کل حال فہی قصۃ اخری الظاہر انہا وقعت بالمدینۃ ولا بعد فی وقوع امثالہا و انما المستبعد وقوع التعدد فی قصۃ المعراج التی وقع فیہا سوالہ عن کل نبی و سوال اہل کل باب ہل بعث الیہ وفرض الصلوات الخمس وغیر ذلک فان تعدد ذلک فی الیقظۃ لا یتجہ فیتعین رد بعض الروایات المختلفۃ الی بعض او الترجیح الا انہ لا بعد فی جمیع وقوع ذلک فی المنام توطئۃ ثم وقوعہ فی الیقظۃ علی وفقہ کما قدمنہ ـ

(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) ٭

میں مَیں بیٹھ گیا ـ پھر مَیں بلند ہوُا یہاں تک کہ آسمان و زمین سے گذر گیا ـ اسی حدیث میں ہے کہ میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا ـ اور مَیں نے نورِ اعظم کو دیکھا اور اُس سے ورے ایک پردہ تھا موتیوں اور یاقوت کا ـ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں کوئی عیب نہیں ہے ـ مگر دارقطنی نے ایک ایسی علت بیان کی ہے جس سے اُس کا مرسل ہونا معلوم ہوتا ہے بہرحال یہ ایک اور قصہ ہے اور ظاہرا وہ مدینہ میں ہوُا ـ اور ایسے واقعوں کے ہونے میں کوئی تعجب نہیں ہے ـ اور اگر تعجب انگیز ہے تو معراج کے قصہ کا کئی بار ہونا ہے جس میں ہر نبی کا سوال اور ہر آسمان کے دربان کا سوال کہ کیا ادھر بھیجے گئے ہیں ـ اور پانچ نمازوں کا فرض ہونا مذکور ہے ـ کیونکہ حالت بیداری میں اس قصہ کے کئی بار واقع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پس بعض مختلف روایتوں کو بعض کی طرف پھیرنا یا اُن میں سے ایک کو ترجیح دینی ضرور ہے ـ مگر اس میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ یہ سب خواب میں تمہید کے طور پر ہوُا ہو پھر اُس کے موافق بیداری میں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ٭

ومن المستغرب قول ابن عبد السلام فی تفسیرہ کان الاسراء فی النوم والیقظۃ ووقع بمکۃ والمدینۃ فان کان یرید تخصیص المدینۃ بالنوم ویکون کلامہ علی طریق اللف والنشر غیر المرتب فیحتمل ویکون الاسراء الذی اتصل بہ المعراج وفرضت فیہ الصلوات فی الیقظۃ بمکۃ والآخر فی المنام بالمدینۃ وینبغی ان یزاد فیہ ان الاسراء فی المنام تکرر بالمدینۃ النبویۃ ـ

(فتح الباری جلد سابع صفحہ ۱۵۲) ٭

اور ابن عبد السلام کا قول اس حدیث کی تفسیر میں اور بھی عجیب ہے کہ اسرار خواب و بیداری اور مکہ اور مدینہ میں ہوئی اگر اُس کی مراد یہ ہے کہ مدینہ میں خواب میں ہوئی اور اُس کا کلام بطور لف و نشر غیر مرتب کے ہو تو احتمال ہے کہ ایسا ہی ہو اور اسرار جس کے ساتھ معراج ہوئی جس میں نمازیں فرض ہوئیں حالت بیداری میں مکہ میں ہوئی ہو اور دوسری خواب میں مدینہ میں ـ اور اتنی بات اور بڑھانی چاہیئے کہ اسرا خواب میں کئی بار مدینہ میں ہوئی ٭

مِنْ اٰيٰتِنَا	کچھ اپنی نشانیاں

اقوال اُن علما کے جو اسرا کا مع معراج کے دو دفعہ ہونا بیان کرتے ہیں

ہاں بعض حدیثوں میں وہ باتیں ہیں جو بعض کی مخالف ہیں۔ اسی لئے بعض اہل علم کا میلان اس طرف ہے کہ یہ سب کچھ دو مرتبہ ہوا ایک مرتبہ نیند میں بطور تمہید اور پیش بندی کے اور دوسری مرتبہ جاگتے ہیں۔ جیسا کہ فرشتہ کے اول اول وحی لانے میں ہوا۔ اور میں اس کتاب کے شروع میں ابن میسرۃ تابعی کبیر وغیرہ کا یہ قول ذکر کر چکا ہوں کہ یہ نیند کی حالت میں ہوا ✣

نعم جاء فی بعض الاخبار، یخالف بعض ذلك فجنح لاجل ذلك بعض اهل العلم منهم الی ان ذلك كله وقع مرتين مرة فی المنام توطئة وتمهيدا ومرة ثانية فی اليقظة كما وقع نظير ذلك فی ابتداء مجئ الملك بالوحی فقد قدمت فی اول الكتب ما ذكره ابن ميسرة التابعی الكبير وغيره ان ذلك وقع فی المنام (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰) ✣

اور مہلب شارح بخاری نے اس قول کو ایک گروہ کی جانب سے بیان کیا ہے اور ابونصر قشیری نے اور ابو سعید نے شرف المصطفٰی میں کہا ہے کہ پیغمبر کو کئی بار معراج ہوئی بعض دفعہ خواب میں اور بعض دفعہ بیداری میں ✣

وحكاه (ای مهلب) عن طائفة وابو نصر بن القشيری وابو سعيد فی شرف المصطفٰی قال كان للنبی صلی الله عليه وسلم معاريج منها ما كان فی اليقظة ومنها ما كان فی المنام۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰) ✣

اب ہم اُن حدیثوں اور روایتوں کو نقل کرتے ہیں جن میں بیان ہے کہ اسرا اور معراج ایک ہی دفعہ اور ایک رات میں ہوئی تھیں اور انہیں روایتوں کو ہم تسلیم کرتے ہیں ✣

اقوال اُن علما کے جو اسرا اور معراج دونوں کا ایک رات میں ہونا تسلیم کرتے ہیں

جمہور علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ اسرا، اور معراج دونوں ایک رات میں واقع ہوئیں۔ ظاہرا وہ لوگ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسرا، رکھتے ہیں اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک جانے کا معراج۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ اور اکثر علما اس پر متفق ہیں۔ کہ بیت المقدس تک آنحضرت بجسدہ گئے پھر آسمانوں کی طرف بلند کئے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے ✣

والاكثر علی انه اسری بجسده الی بيت المقدس ثم عرج به الی السموات حتی انتهی الی سدرة المنتهی (تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۴۷۵) ✣

بیشک وہ سُننے والا ہے اور دیکھنے والا (۱)	اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱)

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ علمائے متقدمین نے احادیث کی مختلف ہونے کے سبب سے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اسرا اور معراج دونوں ایک رات میں حالت بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ بعثت کے بعد واقع ہوئیں۔ تمام علمائے محدثین۔ فقہا اور متکلمین اسی کے قائل ہیں۔ اور تمام احادیث صحیحہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ عقل کے نزدیک محال نہیں ہے تاکہ تاویل کی ضرورت ہو +

وقد اختلف السلف بحسب اختلاف الاخبار الواردة فمنهم من ذهب الى ان الاسراء والمعراج وقعا فى ليلة واحدة فى اليقظة بجسد النبى صلى الله عليه وسلم وروحه بعد المبعث والى هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين وتواردت عليه ظواهر الاخبار الصحيحة ولا ينبغى العدول عن ذلك اذ ليس فى العقل ما يحيله حتى يحتاج الى تاويله۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰) +

علامہ حجر عسقلانی نے دوسرے مقام پر یہ لکھا ہے۔ کہ اسرا کے بعد معراج کے ایک ہی رات میں واقع ہونے کی تائید مسلم کی اُس روایت سے ہوتی ہے جو ثابت نے انس سے روایت کی ہے۔ اس کے اول میں ہے کہ براق لایا گیا۔ پھر میں اُس پر سوار ہوا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچا۔ پھر وہاں کا حال بیان کر کے کہا کہ پھر ہم آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے اور ابن اسحٰق نے ابو سعید خدری کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ جب میں بیت المقدس کی سیر سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی لائی گئی۔ پھر پوری حدیث بیان کی اور مالک بن صعصعہ کی حدیث کے شروع میں ہے کہ پیغمبر خدا نے اُن سے لیلۃ الاسراء کا ذکر کیا۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔ پھر اگرچہ اس نے اس حدیث میں بیت المقدس تک جانے کا ذکر نہیں کیا۔ مگر اشارہ کر گیا ہے اور اپنی روایت میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اور یہی معتبر ہے +

ويؤيد وقوع المعراج عقب الاسراء فى ليلة واحدة رواية ثابت عن انس عند مسلم ففى اوله اتيت بالبراق فركبت حتى اتيت بيت المقدس فذكر القصة الى ان قال ثم عرج الى السماء الدنيا وفى حديث ابى سعيد الخدرى عند ابن اسحٰق فلما فرغت مما كان فى بيت المقدس اتى بالمعراج فذكر الحديث۔ ووقع فى اول حديث مالك بن صعصعة ان النبى صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسرى به فذكر الحديث فهو وان لم يذكر فيه الاسراء الى بيت المقدس فقد اشار اليه وصرح به فى روايته فهو المعتمد۔

(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱) +

جن روایتوں میں اسرا کو علیحدہ اور معراج کو علیحدہ دو چیزیں قرار دیا ہے۔ ان کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ بلکہ اسرا اور معراج کو ایک دوسرے کا متحد المعنی یا مرادف تصور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں صرف لفظ اسریٰ واقع ہوا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ" مگر اس کے بعد فرمایا ہے

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ	اور ہم نے دی موسے کو کتاب

"لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر" یہ آخر فقرہ ایک قسم کے عروج پر دلالت کرتا ہے جس کے سبب لفظ معراج مستعمل ہوگیا ہے پس معراج اور اسرا کا مفہوم متحد ہے۔ اور یہ ایک ہی واقعہ ایک ہی رات میں اور ایک ہی دفعہ واقع ہوا تھا ❖

جن علما نے اسرا اور معراج کا ہونا متعدد دفعہ تسلیم کیا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ اسرا اور معراج کے متعلق جو حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں وہ آپس میں بے انتہا مختلف ہیں علما نے ان تمام حدیثوں کی تطبیق کرنے کے خیال سے وہ تمام شقوق اختیار کرلی ہیں جو اُن حدیثوں اور روایتوں سے پیدا ہوتی تھیں ❖

ہم اس طریق کو صحیح نہیں سمجھتے۔ مختلف حدیثوں میں جو تطبیق پیدا کرنی نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ بشرطیکہ اُن میں تطبیق ہوسکے۔ جو حدیثیں اس قسم کی ہیں کہ جن میں ایسے امور کا بیان ہے جو عادۃً یا امکاناً واقع ہوتے رہتے ہیں اور جن میں کوئی استبعاد عقلی نہیں ہے اگر ایسے امور میں مختلف حدیثیں ہوں تو کہا جاسکتا ہے۔ کبھی ایسا ہوگا اور کبھی ویسا مگر ایسی حدیثوں میں جن میں ایسے امور کا بیان ہو جن کا واقع ہونا عادۃً یا عقلاً ممکن نہ ہو تو صرف اُن حدیثوں کے اختلاف کے سبب اُن کے تعدد وقوع کا قایم کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک اور کسی طرح پر یہ امر ثابت نہ ہوگیا ہو کہ اُن حدیثوں میں جو واقعہ مذکور ہے۔ وہ متعدد دفعہ واقع ہوا ہے۔ اُس وقت تک صرف اختلاف احادیث سے جن کی صحت بسبب اختلاف کے خود معرض بحث میں ہے اُس کا تعدد وقوع تسلیم نہیں ہوسکتا۔ یہ تو مصادرہ علے المطلوب ہے ❖

شاہ ولی اللہ صاحب بھی حجۃ اللہ البالغہ میں باب القضا فی الاحادیث المختلفہ میں لکھتے

الاصل ان یعمل بکل حدیث الا ان یمتنع العمل بالجمیع للتناقض و انہ لیس فی الحقیقۃ اختلاف ولکن فی نظرنا فقط فاذا ظہر حدیثان مختلفان فان کانا من باب حکایۃ الفعل فحکی صحابی انہ صلے اللہ علیہ وسلم فعل شیئاً وحکی اٰخر انہ فعل شیئاً اٰخر فلا تعارض ویکونان مباحین ان کانا من باب العادۃ دون العبادۃ۔ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۳) ❖	ہیں کہ اصل یہ ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے جب تک کہ تناقض کے ہونے سے سب پر عمل کرنا ناممکن ہو۔ اور یہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے بلکہ فقط ہماری نظر میں اختلاف ہے۔ پس اگر دو مختلف حدیثیں ہوں۔ اور دونوں میں پیغمبر خدا کا کوئی فعل مذکور ہو۔ اس طرح کہ ایک صحابی بیان

کرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا اور دوسرا صحابی کوئی اور فعل بیان کرے تو اُن میں کوئی تعارض نہ ہوگا اور دونوں مباح ہونگے اگر وہ عادت کے متعلق ہوں نہ عبادت کے ❖

جو لوگ اسرا اور معراج کو متحد مانتے ہیں اور ایک ہی ساتھ اُس کا واقع ہونا قبول کرتے ہیں

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى	اور ہم نے اُس کو کیا ہدایت

اُن کے بھی باہم دوسری طرح پر اختلاف ہے ایک گروہ اعظم کی یہ رائے ہے کہ معراج ابتدا سے اخیر تک بجسدہ اور جاگنے کی حالت میں ہوئی تھی۔ ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ معراج ابتدا سے آخر تک سونے کی حالت میں یعنی بالروح بطور خواب کے ہوئی تھی۔ ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک بجسدہ جاگنے کی حالت میں اور وہاں سے آسمانوں تک بالروح ہوئی تھی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک چوتھی رائے قائم کی ہے کہ معراج بجسدہ ہوئی تھی اور جاگنے میں مگر بجسد برزخی بین المثال والشہادۃ چنانچہ ان سب رایوں کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:-

قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے۔

ثم اختلف السلف والعلماء هل كان اسرٰ بروحه او جسده على ثلاث مقالات فذهبت طائفة الى انه اسراء بالروح وانه رؤيا منام مع اتفاقهم ان رؤيا الانبياء وحى وحق والى هذا ذهب معاوية وحكى عن الحسن والمشهور عنه خلافه واليه اشار محمد ابن اسحاق وحجتهم قوله تعالى وما جعلنا الرؤيا التى اريناك الا فتنة للناس وما حكوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم وقول انس وهو نائم فى المسجد الحرام وذكر القصة ثم قال فى اخرها فاستيقظت وانا بالمسجد الحرام۔ وذهب معظم السلف والمسلمين الى انه اسرٰ بالجسد فى اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عباس وجابر وانس وحذيفة وعمر وابى هريرة ومالك ابن صعصعه وابى حبة البدرى وابن مسعود وضحاك وسعيد ابن جبير وقتادة وابن المسيب وابن شهاب وابن زيد والحسن وابراهيم ومسروق ومجاهد وعكرمه وابن جريج وهو دليل قول عائشة وهو قول الطبرى وابن حنبل وجماعة عظيمة من المسلمين وهو قول اكثر المتاخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والمفسرين۔ وقالت طائفة كان الاسراء بالجسد يقظة الى بيت المقدس والى السماء بالروح واحتجوا بقوله سبحان الذى اسرى بعبده ليلا

پھر اگلے لوگوں اور عالموں کے اسرار کے روحانی یا جسمانی ہونے میں تین مختلف قول ہیں۔ ایک گروہ اسرا کی روح کے ساتھ اور خواب میں ہونے کا قائل ہے۔ اور اس پر بھی متفق ہیں کہ پیغمبروں کا خواب وحی اور حق ہوتا ہے۔ معاویہ کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری کو بھی اسی کا قائل بتاتے ہیں۔ لیکن اُن کا مشہور قول اس کے برخلاف ہے۔ اور محمد ابن اسحٰق نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اُن کی دلیل ہے خدا کا یہ فرمانا کہ نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے اور حضرت عائشہ کا یہ قول کہ نہیں کھویا میں نے رسول اللہ کے جسم کو یعنی آپ کا جسم مبارک معراج میں نہیں گیا تھا اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ اس حالت میں کہ میں سوتا تھا اور انس کا یہ قول کہ آنحضرت اُس وقت مسجد حرام میں سوتے تھے۔ پھر معراج کا قصہ بیان کر کے آخر میں کہا کہ میں جاگا اور اُس وقت مسجد حرام میں تھا بہت سے اگلے لوگ اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ اسرا جسم کے ساتھ اور

لِبَنِيٓ اِسۡرَآءِيۡلَ	بنی اسرائیل کے لئے

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ غایۃ الاسرا فوقع التعجب بعظیم القدرۃ والتمدح بتشریف النبی محمد بہ واظہار الکرامۃ لہ بالاسراء الیہ ولوکان الاسراء بجسدہ الی زائد علی المسجد الاقصیٰ لذکرہ فیکون ابلغ فی المدح۔
(قاضی عیاض شفا صفحہ ۸۵ و ۸۶) ❖

جاگنے کی حالت میں ہوئی اور یہی بات حق ہے۔ ابن عباس۔ جابر۔ انس۔ حذیفہ۔ عمر۔ ابی ہریرہ۔ مالک بن صعصعہ۔ ابوحبۃ البدری۔ ابن مسعود۔ ضحاک۔ سعید بن جبیر۔ قتادہ۔ ابن المسیب۔ ابن شہاب۔ ابن زید۔ حسن۔ ابراہیم مسروق۔
مجاہد۔ عکرمہ۔ اور ابن جریج سب کا یہی مذہب ہے۔ اور حضرت عایشہ کے قول کی یہی دلیل ہے اور طبری۔ ابن حنبل اور مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا یہی قول ہے۔ متاخرین میں سے بہت سے فقیہ۔ محدث۔ متکلم اور مفسر اسی مذہب پر ہیں۔ ایک گروہ بیت المقدس تک جسم کے ساتھ بیداری میں جانے اور آسمانوں پر روح کے ساتھ جانے کا قائل ہے۔ اُن کی دلیل خدا کا یہ قول ہے جہاں فرمایا پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک یہاں اسرا کی انتہا مسجد اقصےٰ بیان کی ہے۔ پھر ایسی بڑی قدرت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بزرگی دینے اور اپنے پاس بلانے سے اُن کی بزرگی ظاہر کرنے پر تعریف کی اور تعجب کیا ہے اور اگر مسجد اقصےٰ سے اوپر بھی جسم کے ساتھ جاتے تو اس کا ذکر کرنا تعریف کے موقع پر زیادہ مناسب تھا ❖

اور یہی عبارت جو شفا قاضی عیاض میں ہے عینی شرح بخاری میں نقل کی گئی ہے۔ مگر شفا قاضی عیاض میں حضرت عایشہ کی روایت میں جہاں لفظ مافقدت کا ہے۔ وہاں صرف لفظ مافقد ہے بغیر (ت) کے (عینی شرح بخاری جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹) ❖

اور مولوی احمد حسن مراد آبادی کی تصحیح و تحشی سے جو شفا قاضی عیاض چھاپی گئی ہے اُس میں لکھا ہے۔ وروی عنہا (عن عایشۃ) مافقد بصیغۃ المجہول وھو اظہر فی الاحتجاج یعنی فقد مجہول کے صیغہ سے بغیر (ت) کے ہے اور صاحب معالم التنزیل نے بھی روایت عایشہ میں لفظ فقد بغیر تار کے بیان کیا ہے ❖

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کو مسجد اقصےٰ تک

واسری بہ الی المسجد الاقصیٰ ثم الی سدرۃ المنتہیٰ والی ماشاء اللہ وکل ذلک بجسدہ فی الیقظۃ ولکن ذلک فی موطن ھو برزخ بین المثال والشہادۃ جامع لاحکامہما فظہر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی الروحیۃ اجسادا ولذلک بان لکل

پھر سدرۃ المنتہےٰ تک اور جہاں تک خدا نے چاہا معراج ہوئی اور یہ سب واقعہ جسم کے ساتھ بیداری میں ہوا لیکن ایسی حالت میں کہ وہ حالت عالم مثال اور عالم شہادت کے برزخ میں

الا تتخذوا	کہ نہ پکڑو

في بعض من ترتيب الوقائع تعبير وقد ظهر لحزقيل وموسى وغيرهم نحو من تلك الوقائع وكذلك الاولياء الامة ليكون علو درجاتهم عند الله كحالهم في الرؤيا والله اعلم۔

(حجۃ اللہ البالغۃ صفحہ ۳۸۷) ❊

اُن دونوں احکام کی جامع تھی۔ روح کے آثار جسم پر طاری ہوئے اور روح اور روح کی کیفیتیں جسم کی شکل میں آگئیں۔ اسی لئے ان میں سے ہر ایک واقعہ کی ایک جدا تعبیر ہے حزقیل اور موسٰے وغیرہ انبیا پر بھی ایسے ہی حالات گذر چکے ہیں۔ اسی طرح کے واقعات اولیاے اُمت کو پیش آتے ہیں تاکہ اُن کے مرتبے خدا کے نزدیک بلند ہوں جیسے کہ اُن کا حال خواب میں ہوتا ہے ❊

ان چار صورتوں کے سوا اور کوئی صورت معراج کی نہیں ہوسکتی۔ اور اس لئے ہم کو ضرور ہے کہ ان چاروں صورتوں میں سے کوئی صورت معراج کی اختیار کریں۔ اور جس صورت کو اختیار کریں اُس کی دلیلیں بیان کریں۔ اور جو اعتراض اُس پر وارد ہوتے ہوں اُن کے جواب دیں مگر قبل اس کے کہ اس امر کو اختیار کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول صحاح سبعہ کی اُن حدیثوں کو نقل کریں جو معراج سے متعلق ہیں۔ اور اُن کے اختلافات کو بتائیں۔ اور تنقیح کریں کہ اُن مختلف حدیثوں سے کیا امر ظاہر ہوتا ہے اور اگر کسی حدیث کو ترجیح دیں۔ تو وجہ ترجیح کو بیان کریں۔ واضح ہو کہ مؤطا امام مالک اور ابو داؤد میں کوئی حدیث متعلق معراج کے نہیں ہے بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ہیں جن کو ہم بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں ❊

احادیث بخاری

حدثنا يحيى ابن بكير قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابو ذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج عن سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبرئيل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغه في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبرئيل عليه السلام لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبرئيل قال هل معك احد قال نعم معي محمد فقال ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنيا فاذا رجل قاعد على يمينه اسودة وعلى يساره اسودة

حدیث کی ہم سے یحیےٰ بن بکیر نے اُس نے کہا حدیث کی ہم سے لیث نے یونس سے اور اُس نے ابن شہاب سے اور اُس نے انس بن مالک سے اُنھوں نے کہا ابو ذر بیان کرتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق ہوئی اور مَیں اُس وقت مکہ میں تھا۔ پھر جبریل نازل ہوئے اور اُنھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا۔ پھر حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے

مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا ؕ ﴿۲﴾

[illegible] يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى فقال
مرحبا بالنبى الصالح والابن الصالح قلت لجبريل
من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودة عن يمينه
وشماله نسم بنيه فاهل اليمين منهم اهل الجنة و
الاسودة التى عن شماله اهل النار فاذا نظر عن يمينه
ضحك واذا نظر قبل شماله بكى حتى عرج بى الى السماء
الثانية فقال لخازنها افتح فقال له خازنها مثل ما قال
الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد فى السموات
آدم وادريس وموسى وعيسى وابراهيم ولم يثبت
كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد آدم فى السماء
الدنيا وابراهيم فى السماء السادسة - قال انس فلما
مر جبريل عليه السلام بالنبى صلى الله عليه وسلم
بادريس قال مرحبا بالنبى الصالح والاخ الصالح
فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى
فقال مرحبا بالنبى الصالح والاخ الصالح قلت
من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال
مرحبا بالنبى الصالح والاخ الصالح قلت من هذا
قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبى
الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا
ابراهيم - قال ابن شهاب فاخبرنى ابن حزم ان ابن
عباس وابا حبة الانصارى كانا يقولان قال النبى
صلى الله عليه وسلم ثم عرج بى حتى ظهرت لمستوى
اسمع فيه صريف الاقلام - قال ابن حزم وانس
بن مالك قال النبى صلى الله عليه وسلم ففرض الله
عز وجل على امتى خمسين صلوة فرجعت بذلك
حتى مررت على موسى فقال ما فرض الله لك على امتك
قلت فرض خمسين صلواة - قال فارجع الى ربك فان
امتك لا تطيق - فراجعت فوضع شطرها - فرجعت
الى موسى قلت وضع شطرها - فقال راجع ربك
فان امتك لا تطيق ذلك فراجعت فوضع شطرها
فرجعت اليه فقال ارجع الى ربك فان امتك لا تطيق
ذلك فراجعته فقال هى خمس وهى خمسون لا يبدل القول لدى

میرے سوا کوئی کارساز ﴿۲﴾

کی انگلی [illegible]
دیا۔ پھر میرے سینہ کو برابر کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا
اور آسمان تک لے گئے۔ جب میں آسمان دنیا
تک پہنچا۔ تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے
محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولدے۔ اُس نے
کہا کون ہے؟ جبریل نے کہا میں ہوں اُس نے
پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا ہاں میرے
ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا بلائے
گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ جب دروازہ کھلا۔ ہم آسمان
اول پر چڑھے دیکھا تو ایک شخص بیٹھا ہوا ہے
جس کے دائیں طرف بہت سی دھندلی صورتیں
ہیں۔ دائیں طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں
طرف دیکھ کر روتا ہے۔ اُس نے کہا مرحبا اے
نبی صالح اور فرزند صالح۔ میں نے جبریل سے
پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جبریل نے کہا یہ آدم ہے
اور یہ دھندلی صورتیں جو اس کے دائیں اور
بائیں طرف ہیں۔ اس کی اولاد کی روحیں ہیں
ان میں سے دائیں طرف والی جنتی ہیں۔ اور
بائیں طرف والی دوزخی اسی لئے دائیں طرف
دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے
پھر مجھ کو دوسرے آسمان تک لے گئے۔ اور
اُس کے محافظ سے کہا کھول۔ اس محافظ نے
بھی وہی کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا۔ پھر
دروازہ کھل گیا۔ انس کہتے ہیں کہ پھر ذکر کیا
کہ آسمانوں میں آدم۔ ادریس۔ موسٰے۔
عیسٰے اور ابراہیم سے ملے اور ان کے ٹھکانا

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ	(۱۷) اولاد اُس قوم کی جس کو ہم نے چڑھا لیا تھا نوح کے ساتھ

فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع ربك فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی سدرۃ المنتہیٰ وغشیہا الوان لا ادری ماھی ثم ادخلت الجنۃ فاذا ھی جبائل (جنابذ) اللؤلؤ واذا ترابہا المسك +

(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی صفحات ۰ ۵ ۱ و ۵ ۱)+

کی تعیین نہیں کی سوائے اس کے کہ پہلے آسمان پر آدم اور چھٹے آسمان پر ابراہیم سے ملنے کا ذکر کیا ہے انس کہتے ہیں جب جبریل علیہ السلام پیغمبر خدا کے ساتھ ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے - اُنہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح - میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں - پھر موسےٰ پر گذر ہوا اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح - مَیں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ موسےٰ ہیں پھر مَیں عیسےٰ کے پاس پہنچا - اُنہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح - مَیں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ عیسےٰ ہیں - پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا - اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور فرزند صالح - مَیں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ ابراہیم ہیں - ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حبۃ انصاری دو نوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ پھر مجھ کو چڑھا لے گیا یہاں تک کہ میں ایسی جگہ پہنچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا - ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں - جب میں واپس ہو کر موسےٰ کے پاس آیا تو اُنہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا مَیں نے کہا پچاس نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائیے - آپ کی اُمت سے یہ فرض ادا نہ ہو سکیگا - مَیں پھر گیا تو خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا پھر موسےٰ کے پاس آیا اور مَیں نے کہا ایک حصہ اُن میں سے خدا نے کم کر دیا - کہا پھر جائیے آپ کی امت اس کا بھی تحمل نہ کر سکیگی - مَیں پھر گیا - خدا نے ایک حصہ اور کم کر دیا - پھر جب موسےٰ کے پاس آیا تو کہا پھر جائیے آپ کی اُمت یہ بھی ادا نہ کر سکیگی - مَیں پھر خدا کے پاس گیا - کہا پانچ نمازیں ہیں اور وہی پچاس کی برابر ہیں - میرا یہ قول نہیں بدلتا - مَیں موسےٰ کے پاس آیا تو کہا پھر جائیے مَیں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے - پھر جبریل مجھے لے چلا - یہاں تک کہ میں سدرہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس پر رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت میں نہیں جانتا - پھر میں جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ موتی کے قبے ہیں اور اس کی مٹی مشک خالص ہے +

حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے اور کہا مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

إِنَّهُ كَانَ

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام عن قتادة
وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد
وهشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان
فذكر رجلا بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب
ملآن حكمة وايمانا فشق من النحر الى مراق البطن ثم
غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ حكمة وايمانا واتيت
بدابة ابيض دون البغل وفوق الحمار البراق فانطلقت
مع جبريل حتى اتينا السماء الدنيا قيل من هذا قال
جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه
قال نعم مرحبا به ولنعم المجيئ جاء فاتيت على آدم فسلمت
عليه فقال مرحبا بك من ابن ونبي فاتينا السماء الثانية
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل
وارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء
فاتيت على عيسى ويحيى فقالا مرحبا بك من اخ ونبي
فاتينا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل
ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء فاتيت على يوسف
فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء
الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قيل
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد ارسل اليه قيل نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيئ جاء فاتيت على ادريس
فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء
الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل ومن معك
قيل محمد قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به
ولنعم المجيئ جاء فاتينا على هارون فسلمت عليه فقال
مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء السادسة قيل من هذا
قيل جبريل قيل ومن معك قيل محمد صلى الله عليه وسلم
قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجيئ
جاء فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال مرحبا بك من
اخ ونبي فلما جاوزت بكى فقيل ما ابكاك قال يارب
هذا الغلام الذي بعث بعدي يدخل الجنة من

بیشک وہ تھا

حدیث بیان کی ہم سے سعید اور ہشام نے، کہا
اُنھوں نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے
اُس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن
مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اُس نے
فرمایا رسول خدا نے کہ میں کعبہ کے پاس کچھ
سوتا کچھ جاگتا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو
شخصوں کے درمیان پھر سونے کا لگن حکمت
اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ پھر میرا سینہ
پیٹ کے نرم جگہ تک چیرا گیا۔ پھر اندر کی چیز
(دل) آبِ زمزم سے دھو کر حکمت اور ایمان
سے بھر دیا۔ اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا
جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ یعنی
براق۔ پھر میں جبریل کے ساتھ چلا۔ یہاں تک
کہ ہم پہلے آسمان تک پہنچے۔ پوچھا گیا کہ کون ہے
کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے
گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں آدم کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا
اے فرزند اور نبی پھر میں عیلے اور یحیے کے پاس
آیا دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم
تیسرے آسمان پر پہنچے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا
جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں اُس نے پوچھا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں۔ کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر
میں یوسف کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا۔
کہا مرحبا تجھ پر اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے
آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا

ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ	(۳) اولاد اُس قوم کی جس کو ہم نے چڑھالیا تھا نوح کے ساتھ

فرجعت الی موسی فقال ارجع ربك فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی سدرۃ المنتہی وغشیہا الوان لا ادری ماھی ثم ادخلت الجنۃ فاذا ھی حبائل (جنابذ) اللؤلؤ واذا ترابہا المسك +

(صحیح بخاری مطبوعۂ دہلی صفحات ۵۰ و ۵۱) +

کی تعیین نہیں کی سوائے اس کے کہ پہلے آسمان پر آدم اور چھٹے آسمان پر ابراہیم سے ملنے کا ذکر کیا ہے انس کہتے ہیں جب جبریل علیہ السلام پیغمبر خدا کے ساتھ ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے ۔ اُنہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں ۔ پھر موسٰے پر گذر ہؤا اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ موسٰے ہیں پھر میں عیسٰے کے پاس پہنچا ۔ اُنہوں نے کہا اے نبی صالح اور برادر صالح ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ عیسٰے ہیں ۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا ۔ اُنہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور فرزند صالح ۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ ابراہیم ہیں ۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابوحبۃ انصاری دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ پھر مجھ کو چڑھا لے گیا یہاں تک کہ میں ایسی جگہ پہنچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا ۔ ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں ۔ جب میں واپس ہو کر موسٰے کے پاس آیا تو اُنہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائیے ۔ آپ کی اُمت سے یہ فرض ادا نہ ہوسکیگا ۔ میں پھر گیا تو خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا پھر موسٰے کے پاس آیا اور میں نے کہا ایک حصہ اُن میں سے خدا نے کم کر دیا ۔ کہا پھر جائیے آپ کی امت اس کا بھی تحمل نہ کرسکیگی ۔ میں پھر گیا ۔ خدا نے ایک حصہ اور کم کر دیا ۔ پھر جب موسٰے کے پاس آیا تو کہا پھر جائیے آپ کی اُمت یہ بھی ادا نہ کرسکیگی میں پھر خدا کے پاس گیا ۔ کہا پانچ نمازیں ہیں اور وہی پچاس کی برابر ہیں ۔ میرا یہ قول نہیں بدلتا ۔ میں موسٰے کے پاس آیا تو کہا پھر جائیے میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے ۔ پھر جبریل مجھے لے چلا ۔ یہاں تک کہ میں سدرہ کے پاس پہنچ گیا اور اُس پر رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت میں نہیں جانتا ۔ پھر میں جنت میں داخل ہؤا اور دیکھا کہ موتی کے قبے ہیں اور اس کی مٹی مشک خالص ہے +

حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے اور کہا مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

إِنَّهُ كَانَ

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام عن قتادة
وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد
وهشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان
فذكر رجلا بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب
ملان حكمة وايمانا فشق من النحر الى مراق البطن ثم
غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ حكمة وايمانا واتيت
بدابة ابيض دون البغل وفوق الحمار البراق فانطلقت
مع جبريل حتى اتينا السماء الدنيا قيل من هذا قال
جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه
قال نعم مرحبا به ولنعم المجيء جاء فاتيت على آدم فسلمت
عليه فقال مرحبا بك من ابن ونبي فاتينا السماء الثانية
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل
وارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجيء جاء
فاتيت على عيسى ويحيى فقالا مرحبا بك من اخ ونبي
فاتينا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل
ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيء جاء فاتيت على يوسف
فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء
الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قيل
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد ارسل اليه قيل نعم
قيل مرحبا به ولنعم المجيء جاء فاتيت على ادريس
فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء
الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل ومن معك
قيل محمد قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به
ولنعم المجيء جاء فاتينا على هارون فسلمت عليه فقال
مرحبا بك من اخ ونبي فاتينا السماء السادسة قيل من هذا
قيل جبريل قيل ومن معك قيل محمد صلى الله عليه وسلم
قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجيء
جاء فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال مرحبا بك من
اخ ونبي فلما جاوزت بكى فقيل ما ابكاك قال يا رب
هذا الغلام الذي بعث بعدي يدخل الجنة من

بیشک وہ تھا

حدیث بیان کی ہم سے سعید اور ہشام نے، کہا
اُنھوں نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے
اُس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن
مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اُس نے
فرمایا رسول خدا نے کہ میں کعبہ کے پاس کچھ
سوتا کچھ جاگتا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو
شخصوں کے درمیان پھر سونے کا لگن حکمت
اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا - پھر میرا سینہ
پیٹ کے نرم جگہ تک چیرا گیا - پھر اندر کی چیز
(دل) آب زمزم سے دھو کر حکمت اور ایمان
سے بھر دیا - اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا
جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا - یعنی
براق - پھر میں جبریل کے ساتھ چلا - یہاں تک
کہ ہم پہلے آسمان تک پہنچے - پوچھا گیا کہ کون ہے
کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے
گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر
میں آدم کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا
اے فرزند اور نبی پھر میں عیسٰے اور یحیٰے کے پاس
آیا دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم
تیسرے آسمان پر پہنچے پوچھا یہ کون ہے - کہا
جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں اُس نے پوچھا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں - کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر
میں یوسف کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا -
کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے
آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا

عَبۡدًا شَكُوۡرًا ﴿۳﴾	ایک بندہ شکر کرنیوالا ﴿۳﴾

امته افضل مما یدخل من امتی فاتینا السماء السابعة
قیل من ھذا قیل جبریل قیل ومن معك قیل محمد قیل
وقد ارسل الیه مرحبا به ولنعم المجیئ جاء فاتیت علی
ابراھیم فسلمت علیه فقال مرحبا بك من ابن ونبی فرفع
لی البیت المعمور فسالت جبریل فقال ھذا البیت
المعمور یصلی فیه کل یوم سبعون الف ملك اذا
خرجوا لم یعودوا الیه آخر ما علیھم ورفعت لی سدرة المنتھی
فاذا نبقھا کانه قلال ھجر وورقھا کانه آذان الفیول
فی اصلھا اربعة انھار نھران باطنان ونھران ظاھران
فسالت جبریل فقال اما الباطنان ففی الجنة واما
الظاھران فالفرات والنیل - ثم فرضت علی خمسون
صلوة فاقبلت حتی جئت موسی فقال ما صنعت
قلت فرضت علی خمسون صلوة قال انا اعلم بالناس منك
عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة وان امتك لا تطیق
فارجع الی ربك فسله فرجعت فسالته فجعلھا اربعین
ثم مثله ثم ثلثین ثم مثله فجعل عشرین ثم مثله
فجعل عشرا فاتیت موسی فقال مثله فجعلھا خمسا فاتیت
موسی فقال ما صنعت قلت جعلھا خمسا فقال مثله
قلت سلمت فنودی انی قد امضیت فریضتی وخففت
عن عبادی واجزی الحسنة عشرا وقال ھمام عن قتادہ
عن الحسن عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیه
وسلم فی البیت المعمور +
(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی صفحات
۴۵۵ و ۴۵۶) +

تیرے ساتھ اور کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں - کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا
کیا خوب آنا ہوا پھر میں ادریس کے پاس آیا اور
اُن کو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی
پھر میں پانچویں آسمان پر پہنچا - پوچھا کون ہے
کہا جبریل کہا تیرے ساتھ اور کون ہے کہا
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - کہا کیا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر ہم
ہارون کے پاس پہنچے میں نے اُن کو سلام
کیا - کہا مرحبا تم پر اے نبی اور برادر پھر ہم
چھٹے آسمان پر پہنچے پوچھا کون ہے کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ
علیہ وسلم ہیں پوچھا کہ بلائے گئے ہیں - کہا
ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر میں موسے
کے پاس پہنچا - اُن کو میں نے سلام کیا - کہا مرحبا
اے برادر اور نبی - جب میں وہاں سے بڑھا تو
وہ روئے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو - کہا اے
خدا یہ لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا ہے -
اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت والوں سے
زیادہ جنت میں داخل ہونگے - پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے کہا کون ہے - کہا جبریل کہا تیرے
ساتھ کون ہے - کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - پوچھا کہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا
کیا خوب آنا ہوا - پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے
فرزند اور نبی پھر بیت المعمور میرے قریب لایا گیا میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ بیت المعمور
ہے - اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں - اور جب یہاں سے نکلتے ہیں تو پھر کبھی
نہیں آتے - پھر سدرۃ المنتہے مجھ سے نزدیک ہوا - جس کے بیر ہجر کے مشکوں کے برابر بڑے
تھے اور پتے ہاتھیوں کے کان کی برابر تھے - چار نہریں اس کی جڑ میں سے نکلتی تھیں میں نے

وَقَضَيْنَآ	اور ہم نے حکم بھیجدیا

جبریل سے پوچھا تو کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں ہیں - اور دو ظاہر فرات اور نیل ہیں پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر میں موسٰے کے پاس آیا - پوچھا آپ نے کیا کیا - میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں - کہا میں لوگوں کے حال سے آپ سے زیادہ واقف ہوں - مَیں نے بنی اسرائیل کی اصلاح میں سخت تکلیف اُٹھائی ہے - آپ کی اُمت اُس کا تحمل نہ کرسکیگی آپ خدا کے پاس پھر جائیے - اور درخواست کیجیئے مَیں پھر گیا اور خدا سے سوال کیا تو چالیس نمازوں کا حکم دیا - پھر ایسا ہی ہوا پھر تیس کا حکم دیا پھر ایسا ہی ہوُا پھر بیس کا حکم دیا - پھر ایسا ہی ہوُا پھر دس کا حکم دیا پھر مَیں موسٰے کے پاس آیا پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا - پھر خدا نے پانچ نمازوں کا حکم دیا مَیں پھر موسٰے کے پاس آیا - کہا آپ نے کیا کیا مَیں نے کہا اب پانچ کا حکم دیا ہے موسٰے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا - مَیں نے کہا اب تو مَیں قبول کرچکا - پھر آواز آئی کہ ہم نے اپنا فرض جاری کیا - اور اپنے بندوں کو آسانی دی - اور ہم ایک نیکی کے بدلے دس کا ثواب دینگے - ہمام نے قتادہ سے اُس نے حسن سے اور اُس نے ابو ہریرہ سے اور اُنہوں نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہے کہ یہ واقعہ بیت المعمور میں ہوُا ؂

حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام بن

قال حدثنا هدبه بن خالد قال حدثنا همام بن يحيى حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسرى به بينما انا في الحطيم وربما قال في الحجر مضطجعا اذا اتاني آت فقد قال وسمعته يقول فشق ما بين هذه الى هذه يعني من ثغرة نحره الى شعرته وسمعته يقول من قصته الى شعرته فاستخرج قلبي ثم اتيت بطست من ذهب مملوة ايمانا فغسل قلبي ثم حشي ثم اعيد ثم اتيت بدابة دون البغل وفوق الحمار ابيض وهو البراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه فانطلق بي جبريل حتى اتى السماء الدنيا فاستفتح فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك آدم فسلم عليه فسلمت عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح

یحییٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُس نے مالک بن صعصعہ سے کہ پیغمبر خدا نے ذکر کیا اُن سے معراج کی رات کا کہ اُس حالت میں کہ مَیں حطیم میں تھا اور کبھی کہا مَیں حجر میں کروٹ پر سوتا تھا - کہ ایک آنے والا آیا پھر اُس نے چیرا اور مَیں نے سُنا کہ فرمایا یہاں سے یہاں تک چاک کیا یعنی گلے کے گڑھے سے بالوں کی جگہ تک اور مَیں نے سُنا کہ فرمایا سینہ کے سرے سے بالوں کی جگہ تک پھر میرا دل نکالا پھر ایمان سے بھرا ہوُا سونے کا لگن لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا پھر بھر اگیا پھر وہیں رکھ دیا گیا جہاں پہلے تھا - پھر ایک جانور سواری کا لایا گیا خچر سے

اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ

والنبی الصالح ثم صعد حتی اتی السماء الثانیة
فاستفتح قیل من هذا قال جبریل قیل ومن معك
قال محمد قیل وقد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به
فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت اذا یحیی وعیسی
وهما ابنا الخالة قال هذا یحیی وعیسی فسلم علیهما
فسلمت فردا ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی
الصالح ثم صعد بی الی السماء الثالثة فاستفتح
قیل من هذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد
قیل وقد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به فنعم المجیء
جاء ففتح فلما خلصت اذا یوسف قال هذا یوسف
فسلم علیه فسلمت علیه فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی
السماء الرابعة فاستفتح قیل من هذا قال جبریل
قیل ومن معك قال محمد قیل وقد ارسل الیه قال
نعم قیل مرحبا به فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت
اذا ادریس قال هذا ادریس فسلم علیه فسلمت علیه
فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسة فاستفتح
قیل من هذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد
قیل وقد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به فنعم
المجیء جاء فلما خلصت فاذا هارون قال هذا هارون
فسلم علیه فسلمت علیه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح
والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء السادسة
فاستفتح قیل من هذا قال جبریل قیل ومن معك
قال محمد قیل وقد ارسل الیه قال نعم قال مرحبا به فنعم
المجیء جاء فلما خلصت فاذا موسی قال هذا موسی فسلم
علیه فسلمت علیه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی
الصالح فلما تجاوزت بکی فقیل له ما یبکیك قال ابکی
لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من امته اکثر
ممن یدخلها من امتی ثم صعد بی الی السماء السابعة
فاستفتح جبریل قیل من هذا قال جبریل [illegible]

بنی اسرائیل کے پاس

چھوٹا گدھے سے بڑا سفید رنگ کا اور وہ براق
تھا جو منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا میں اُس پر
سوار ہوا اور جبریل میرے ساتھ چلے یہاں تک
کہ پہلے آسمان پہنچا اور اُس نے دروازہ کھلوانا
چاہا - پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا گیا تیرے
ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہا
کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا
ہوا پھر دروازہ کھل گیا جب میں وہاں پہنچا تو
دیکھا کہ وہاں آدم ہیں - جبریل نے کہا کہ یہ
آپ کے باپ آدم ہیں اُن کو سلام کیجئے میں
نے سلام کیا - آدم نے سلام کا جواب دیا پھر
کہا اے فرزند صالح اور نبی صالح مرحبا ! پھر
چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا -
اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہے کہا
جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلعم
ہیں کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا
خوب آنا ہوا پھر دروازہ کھل گیا - جب میں
وہاں پہنچا تو دیکھا کہ یحیےٰ و عیسےٰ ہیں - اور
وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں - جبریل نے
کہا یہ عیسےٰ اور یحیےٰ ہیں اُن کو سلام کیجئے -
میں نے سلام کیا - دونوں نے جواب دیا -
پھر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح - پھر
مجھ کو تیسرے آسمان پر چڑھا لے گیا - پھر اُس
نے دروازہ کھلوانا چاہا - پوچھا گیا کون ہے
کہا جبریل - کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - کہا بلائے گئے ہیں -

فی الکتب	کتاب میں
قال محمد قیل وقد بعث الیه قال نعم قال مرحبا به فنعم المجیئ جاء فلما خلصت فاذا ابراھیم قال ھذا ابوك فسلم علیه قال فسلمت علیه فرد السلام فقال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ثم رفعت بی سدرۃ المنتھیٰ فاذا نبقھا مثل قلال ھجر واذا ورقھا مثل اذان الفیلة قال ھذا سدرۃ المنتھیٰ واذا اربعة انھار نھران باطنان ونھران ظاھران فقلت ما ھذان یا جبریل قال اما الباطنان فنھران فی الجنة واما الظاھران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من عسل فاخذت اللبن فقال ھی الفطرۃ انت علیھا وامتك ثم فرضت علی الصلوات خمسون صلوات کل یوم فرجعت فمررت علی موسیٰ فقال بم امرت قال بخمسین صلوات کل یوم قال ان امتك لا تستطیع خمسین صلوۃ کل یوم و انی واللہ قد جربت الناس قبلك وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربك فسلہ التخفیف لامتك فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم فرجعت الی موسیٰ فقال بم امرت قلت امرت بخمس صلوات کل یوم قال ان امتك لا تستطیع خمس صلوات کل یوم وانی قد جربت الناس قبلك وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربك فسلہ التخفیف لامتك قال سالت ربی حتی استحییت ولکنی ارضیٰ واسلم قال فلما جاوزت نادیٰ منادٍ امضیت فریضتی وخففت عن عبادی (صفحات ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ صحیح بخاری مطبوعہ دھلی) ٭	کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا۔ پھر دروازہ کھل گیا اور میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں یوسف ہیں۔ جبریل نے کہا کہ یہ یوسف ہیں۔ اُن کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ یوسف نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح پھر مجھ کو چوتھے آسمان پر چڑھا لے گیا وہاں بھی دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا بُلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر دروازہ کھل گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا وہاں ادریس ہیں۔ جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں اُن کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا ادریس نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح۔ پھر مجھ کو پانچویں آسمان پر چڑھا لے گیا اور وہاں بھی دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا جب میں پہنچا تو دیکھا وہاں ہارون ہیں۔ جبریل نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا ہارون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح پھر مجھ کو چھٹے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا کہ پوچھا

گیا کہ کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر میں پہنچا تو دیکھا وہاں موسیٰ ہیں

لَتُفْسِدُنَّ	کہ البتہ تم فساد کرو گے

جبریل نے کہا یہ موسٰے ہیں ان کو سلام کیجئے۔ مَیں نے سلام کیا۔ موسٰے نے جواب دیا پھر کہا مرحبا لمے برادر صالح اور نبی صالح۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھا موسٰے روئے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہا مَیں اس لئے روتا ہوں کہ اس لڑکے کی امت کے لوگ جو میرے بعد مبعوث ہوا ہے۔ میری امت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے پھر مجھ کو ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کیا طلب کئے گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر جب میں پہنچ گیا تو دیکھا وہاں ابراہیم ہیں۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے دادا ابراہیم ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ مَیں نے سلام کیا سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا اے فرزند صالح اور نبی صالح پھر سدرۃ المنتہٰے مجھ سے نزدیک ہوا مَیں نے دیکھا کہ اُس کے پھل ہجر مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھیوں کے کان کی برابر ہیں۔ جبریل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ مَیں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہیں۔ کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہر نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا۔ پھر ایک ظرف شراب سے دوسرا دودھ سے اور تیسرا شہد سے بھرا ہوا پیش کیا گیا مَیں نے دودھ کو پسند کیا جبریل نے کہا یہی آپ کی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت پیدا ہوئی ہے۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں اُلٹا پھرا اور موسٰے کے پاس آیا پوچھا کیا حکم ہوا۔ مَیں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے کہا آپ کی اُمت پچاس نمازیں ہر روز ادا نہیں کر سکیگی۔ اور خدا کی قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح میں سخت تکلیف اُٹھا چکا ہوں۔ خدا کے پاس پھر جائیے۔ اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں کم کر دیں۔ اور مَیں پھر موسٰے کے پاس آیا۔ موسٰے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ مَیں پھر گیا اور خدا نے دس اور کم کر دیں پھر موسٰے کے پاس آیا موسٰے نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا مَیں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ پھر موسٰے کے پاس آیا پھر بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ مَیں پھر گیا تو ہر روز دس نمازوں کا حکم ہوا۔ جب میں موسٰے کے پاس آیا تو پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ مَیں پھر گیا اور اب کی دفعہ ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا۔ لوٹ کر موسٰے کے پاس آیا تو پوچھا کیا ہوا مَیں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ کہا آپ کی امت

فِی الْاَرْضِ	زمین میں

ہر روز پانچ نمازیں ادا نہیں کر سکیگی - میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح میں تکلیف اُٹھا چکا ہوں - آپ پھر جائیے اور اپنی امت کے لئے کمی کی درخواست کیجئے - کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہاں تک کہ مجھے شرم آئی اب تو میں راضی ہوں اور اسی کو قبول کرتا ہوں - کہا جب میں اُس مقام سے چلا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر آسانی کی ÷

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن قتادة وقال لی خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد عن قتادة عن ابی العالية حدثنا ابن عم نبيكم صلی الله عليه وسلم يعنی ابن عباس عن النبی صلی الله عليه وسلم قال رأيت ليلة اسری بی موسى رجلا آدم طوالا جعدا كانه من رجال شنوءة ورأيت عيسى رجلا مربوعا مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس ورأيت مالكا خازن النار والدجال فی آيات اراهن الله اياه فلا تكن فی مرية من لقائه قال انس وابو بكرة عن النبی صلی الله عليه وسلم تحرس الملائكة المدينة من الدجال (صحیح بخاری صفحہ ۴۵۹) ÷

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے غندر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اور کہا مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے سعید نے قتادہ سے اُس نے ابو العالیہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے یعنی ابن عباس نے پیغمبر خدا سے فرمایا میں نے دیکھا معراج کی شب موسٰے کو لمبے قد کا اور گھونگریالے بالوں والا گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ کے مردوں میں سے ہیں - اور میں نے عیسےٰ کو دیکھا میانہ قد میانہ بدن رنگت مائل بسرخی وسفیدی بال چھوٹے ہوئے - اور میں نے دیکھا مالک محافظ دوزخ کو اور دجال کو اُن نشانیوں میں جو خدا نے دکھائیں - پس نہ شک کر تو اس کے دیکھنے میں - روایت کی انس نے اور ابو بکرہ نے پیغمبر خدا سے کہ فرشتے مدینہ کو دجال سے بچاتے اور اُس کی نگہبانی کرتے ہیں ÷

حدثنا عبدان حدثنا عبد الله حدثنا يونس عن الزهری وحدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسة حدثنا يونس عن ابن شهاب قال قال انس بن مالك كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتی وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدری ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغها فی صدری ثم اطبقه ثم اخذ بيدی فعرج بی الی السماء فلما جاء الی السماء الدنيا

حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس نے زہری سے اور ہم سے حدیث بیان کی احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عنبسہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا اُس نے کہا انس بن مالک نے ابوذر حدیث بیان کرتے تھے کہ پیغمبر خدا

متن تبیین

قال جبریل لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبریل قال معك احد قال معي محمد قال ارسل الیه قال نعم ففتح فلما علونا السماء الدنیا اذا رجل عن یمینه اسودة وعن یساره اسودة فاذا نظر قبل یمینه ضحك واذا نظر قبل شماله بکی فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا یا جبریل قال هذا آدم وهذه الاسودة عن یمینه وعن شماله نسم بنیه فاهل الیمین منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر قبل یمینه ضحك واذا نظر قبل شماله بکی ثم عرج بي جبریل حتی اتی السماء الثانیة فقال لخازنها افتح فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذکر انه وجد في السموات ادریس وموسی وعیسی وابراهیم ولم یثبت لي کیف منازلهم غیر انه قد ذکر انه قد وجد آدم في السماء الدنیا وابراهیم في السادسة وقال انس فلما مر جبریل بادریس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادریس ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسی ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا عیسی ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهیم قال ابن شهاب واخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري کانا یقولان قال النبي صلی الله علیه وسلم ثم عرج بي جبریل حتی ظهرت لمستوی اسمع صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالك قال النبي صلی الله علیه وسلم ففرض الله علی خمسین صلوة فرجعت بذلك حتی امر بموسی فقال موسی ما الذي فرض ربك علی امتك قلت فرض علیهم خمسین صلوة قال فراجع ربك فان امتك لا تطیق ذلك فرجعت فراجعت ربي فوضع شطرها فرجعت الی موسی فقال راجع ربك فذکر مثله فوضع شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال ذلك ففعلت فوضع شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال ارجع ربك فان امتك

دو دفعہ

نے فرمایا - میرے گھر کی چھت شق کی گئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا - پھر جبریل نازل ہوا اور میرا سینہ چیر کر آب زمزم سے دھویا پھر حکمت و ایمان سے بھرا ہوا سونے کا لگن لایا اور اس کو میرے سینہ میں الٹ دیا - پھر اُس کو برابر کر دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے چلا جب پہلے آسمان پر پہنچا جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول کہا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کوئی ہے کہا میرے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - کہا بلائے گئے ہیں کہا ہاں پھر دروازہ کھل گیا - اور ہم آسمان اول پر جا پہنچے میں نے دیکھا ایک مرد ہے جس کے دائیں بائیں بہت سی صورتیں ہیں - دائیں طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے - اُس نے کہا مرحبا نبی صالح اور فرزند صالح میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے کہا یہ آدم ہیں اور یہ صورتیں جو ان کے دائیں بائیں ہیں - اُن کی اولاد کی روحیں ہیں - ان میں سے دائیں طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں - اس لئے دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں - پھر جبریل مجھ کو دوسرے آسمان پر چڑھا لے گیا - اور محافظ سے کہا کھول اس محافظ نے بھی وہی کہا جو پہلے محافظ نے کہا تھا - پھر کھل گیا انس کہتے ہیں کہ ابوذر نے آسمانوں پر ادریس - موسٰے - عیسٰے اور ابراہیم کا ملنا تو بیان کیا مگر اُن کے مقامات کی تعیین نہیں کی سوا

وَلَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ﴿۴﴾	اور البتہ تم بڑھ جاؤ گی بڑھ جانا بہت بڑا ﴿۴﴾

لاتطيق ذلك فرجعت فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لايبدل القول لدي فرجعت الى موسى فقال اجع ربك فقلت قد استحييت من ربي ثم انطلق حتى اتى بي السدرة المنتهى فغشيها الوان لاادري ما هي ثم ادخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسك -

(صحیح بخاری صفحات ۴۷۰ و ۴۷۱) +

اس کے کہ آسمان اول پر آدم اور چھٹے آسمان پر ابراہیم کے ملنے کا ذکر کیا۔ انس کہتے ہیں جب جبریل کا گذر ادریس کے پاس ہوا۔ ادریس نے کہا مرحبا لے نبی صالح اور برادر صالح میں نے کہا یہ کون ہیں کہا یہ ادریس ہیں پھر میں موسیٰ کے پاس پہنچا موسٰے نے کہا مرحبا لے نبی صالح اور برادر صالح۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا موسٰے ہیں۔ پھر میں عیسٰے کے پاس پہنچا عیسٰے نے کہا مرحبا لے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ عیسٰے ہیں۔ پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا۔ ابراہیم نے کہا مرحبا لے فرزند صالح اور نبی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ ابراہیم ہیں۔ کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو ابن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو حبۃ الانصاری دونوں کہتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا پھر مجھ کو جبریل ایسے مقام پر چڑھا لے گیا جہاں سے قلموں[1] کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے فرمایا رسول خدا نے کہ فرض کیں خدا نے مجھ پر پچاس نمازیں۔ پھر میں لوٹ کر موسٰے کے پاس آیا موسٰے نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا ان پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں کہا خدا کے پاس پھر جائیے آپ کی امت اس کا تحمل نہیں کر سکیگی۔ میں پھر خدا کے پاس گیا خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر میں موسٰے کے پاس آیا کہا پھر جائیے اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر خدا نے ان میں سے ایک حصہ اور کم کر دیا۔ میں پھر موسٰے کے پاس آیا اور ان کو خبر دی موسٰے نے پھر کہا خدا کے پاس پھر جائیے۔ میں نے ایسا ہی کہا۔ ایک حصہ خدا نے اور کم کر دیا۔ میں پھر موسٰے کے پاس آیا اور ان کو خبر دی۔ کہا خدا کے پاس پھر جائیے آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر گیا۔ اور پھر سوال کیا کہا پانچ اور یہی پچاس ہیں۔ اب میرا قول نہیں بدلتا پھر میں موسٰے کے پاس آیا کہا خدا کے پاس پھر جائیے میں نے کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے پھر جبریل مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے گیا۔ کچھ رنگ اس پر چھائے ہوئے تھے۔ ان کی حقیقت سے میں خبردار نہیں ہوں۔ پھر میں جنت میں داخل ہوا۔ وہاں موتی کے قبے اور مشک کی مٹی تھی +

حدیث کی ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث کی مجھ سے سلیمان نے

[1] ای صوت الاقلام حال الکتابۃ کانت الملائکۃ تکتب الاقضیۃ +

فَاِذَا جَآءَ

حدثنا عبد العزیز بن عبد الله قال حدثنی سلیمان عن شریك بن عبد الله انه قال سمعت انس بن مالك يقول ليلة اسری برسول الله صلی الله علیه وسلم من مسجد الكعبة انه جاءه ثلثة نفر قبل ان یوحی الیه وهو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایهم هو فقال اوسطهم هو خیرهم فقال اٰخرهم خذوا خیرهم فكانت تلك الليلة فلم یرهم حتی اتوه ليلة اخری فیما یری قلبه وتنام عینه ولا ینام قلبه وكذلك الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم فلم یكلموه حتی احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبریل فشق جبریل ما بین نحره الی لبته حتی فرغ من صدره و جوفه فغسله من ماء زمزم بیده حتی انقی جوفه ثم اتی بطست من ذهب فیه تور من ذهب محشوا ایمانا وحكمة فحشا به صدره ولغادیده یعنی عروق حلقه ثم اطبقه ثم عرج به الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابها فناداه اهل السماء من هذا فقال جبریل قالوا ومن معك قال معی محمد قال وقد بعث قال نعم قالوا فمرحبا به واهلا یستبشر به اهل السماء لا یعلم اهل السماء بما یرید الله به فی الارض حتی یعلمهم فوجد فی السماء الدنیا اٰدم فقال له جبریل هذا ابوك فسلم علیه فسلم علیه ورد علیه اٰدم وقال مرحبا واهلا یا بنی فنعم الابن انت فاذا هو فی السماء الدنیا بنهرین یطردان فقال ما هذان النهران یا جبریل قال هذا النیل والفرات عنصرهما ثم مضی به فی السماء فاذا هو بنهر اٰخر علیه قصر من لؤلؤ وزبرجد فضرب یده فاذا هو مسك اذفر فقال ما هذا یا جبریل قال هو هذا الكوثر الذی قد خبأ لك ربك ثم عرج به الی السماء الثانیة فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الاولی من هذا قال جبریل قالوا ومن معك قال محمد قال وقد بعث الیه قال نعم قالوا مرحبا به واهلا ثم عرج به الی السماء الثالثة وقالوا له مثل ما قالت الاولی والثانیة ثم عرج به الی السماء الرابعة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الی السماء الخامسة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الی السماء السادسة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الی السماء السابعة فقالوا له مثل ذلك كل سماء فیها انبیاء قد سماهم فاوعیت منهم ادریس

پھر جب آویگا

شریک بن عبداللہ سے کہا اُس نے سُنا مَیں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے وہ اُس رات کا جب کہ رسول خدا کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی- کہ تین شخص (فرشتے) وحی آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے - ان میں سے اول نے کہا ان میں سے کون ہے- بیچ والے نے کہا جو ان میں بہتر ہے ان میں سے اخیر شخص نے کہا لو ان میں سے بہتر کو وہ رات تو گذر گئی پھر کسی نے اُن کو نہیں دیکھا - یہاں تک کہ ایک دوسری رات کو آئے ایسی حالت میں جب کہ رسول خدا کا دل دیکھتا تھا- اور آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور اُن کے دل نہیں سوتے ہیں- پھر انہوں نے رسول خدا سے بات نہیں کی اور اُن کو اُٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لے گئے - پھر ان میں سے جبریل نے کام کا ذمہ لیا- پھر جبریل نے اُن کے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا- یہاں تک کہ سینہ اور جوف کو بالکل خالی کر دیا- پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا- یہاں تک کہ جوف کو صاف کر ڈالا- پھر سونے کا لگن لایا گیا جس میں سونے کا لوٹا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوُا تھا- جبریل نے اُس سے آنحضرت کے سینہ اور حلق کی رگوں کو پر کر دیا پھر برابر کر دیا- پھر اُن کو آسمان دنیا پر لے گیا اور اُس کا ایک دروازہ کھٹکھٹایا- آسمان والوں نے

وَعۡدُ اُوۡلٰىهُمَا

فی الثانية وهارون فی الرابعة واخر فی الخامسة
لم احفظ اسمه وابراهيم فی السادسة وموسیٰ فی
السابعة بتفضيل كلام الله فقال موسیٰ رب لم اظن
ان يرفع علی احد ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه
الا الله حتی جاء سدرة المنتهیٰ ودنا الجبار رب العزة
فتدلی حتی کان قاب قوسين او ادنی فاوحی الله اليه
فيما يوحی الله خمسين صلوة علی امتك كل يوم وليلة
ثم هبط حتی بلغ موسی فاحتبسه موسی فقال يا محمد
ماذا عهد اليك ربك قال عهد الی خمسين صلوة كل يوم
وليلة قال ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف
عنك ربك وعنهم فالتفت النبی صلی الله عليه وسلم
الی جبريل كانه يستشيره فی ذلك فاشار اليه جبريل
نعم ان شئت فعلا به الی الجبار فقال وهو مكانه يا رب
خفف عنا فان امتی لا تستطيع هذا فوضع عنه عشر
صلوة ثم رجع الی موسی فاحتبسه فلم يزل يردده
موسی الی ربه حتی صارت علی خمس صلوة ثم احتبسه
موسی عند الخمس فقال يا محمد والله لقد راودت
بنی اسرائيل قومی علی ادنی من هذا فضعفوا وتركوه
فامتك اضعف اجسادا وقلوبا وابدانا وابصارا واسماعا فارجع
فليخفف عنك ربك كل ذلك يلتفت النبی صلی الله عليه
وسلم الی جبريل ليشير عليه وكان لا يكره ذلك جبريل
فرفعه عند الخامسة فقال يا رب ان امتی ضعفاء اجسادهم
وقلوبهم واسماعهم وابصارهم وابدانهم فخفف عنا فقال
الجبار يا محمد قال لبيك وسعديك قال انه لا يبدل القول
لدی كما فرضت عليك فی ام الكتاب فكل حسنة بعشر
امثالها فهی خمسون فی ام الكتاب وهی خمس عليك فرجع
الی موسی فقال كيف فعلت قال خفف عنا اعطانا بكل
حسنة عشر امثالها قال موسی قد والله راودت بنی اسرائيل
علی ادنی من ذلك فتركوه فارجع الی ربك فليخفف عنك
ايضا قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يا موسی قد والله
استحييت من ربی مما اختلف اليه قال فاهبط بسم الله

ان دونوں میں کا پہلا وعدہ

پکارا کہ کون ہے - کہا جبریل کہا اور تیرے ساتھ
کون ہے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں - پوچھا بلائے گئے ہیں - کہا ہاں کہا مرحبا
آئے اہل آسمان اسی بشارت کو طلب کر رہے
ہیں - کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں جانتا کہ ان
سے خدا زمین پر کیا چاہتا ہے جب تک کہ اُن کو
معلوم نہ ہو - پھر آسمان اول پر آدم کو دیکھا جبریل
نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں - ان کو سلام کیجئے
رسول خدا نے آدم کو سلام کیا اور آدم نے جواب
دیا - اور کہا مرحبا اے بہترین فرزند - پھر یکایک
آسمان اول پر دو نہریں بہتی دیکھیں کہا اے جبریل
یہ کیسی نہریں ہیں - کہا نیل و فرات کی اصل ہیں
پھر اُن کو آسمان میں لے گیا - ایک اور نہر دیکھی
جس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے تھے - پھر
اُس میں ہاتھ ڈالا تو اس کی مٹی بالکل مشک خالص
کی مانند تھی - کہا اے جبریل یہ کیا ہے اُس نے
کہا یہ کوثر ہے جو خدا نے آپ کے لئے تیار رکھی
ہے - پھر دوسرے آسمان پر لے گیا یہاں بھی
فرشتوں نے وہی کہا جو پہلوں نے کہا تھا - کہ
کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے
کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہا طلب کئے گئے
ہیں - کہا ہاں کہا مرحبا پھر تیسرے آسمان پر
لے گیا وہاں بھی فرشتوں نے وہی کہا جو
پہلے اور دوسرے آسمان پر کہا تھا - پھر چوتھے
آسمان پر لے گیا - پھر وہی انہوں نے کہا جو پہلے
کہہ چکے تھے - پھر پانچویں آسمان پر لے گیا اور

بھیجینگے ہم تم پر	بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ

فاستيقظ وهو فی المسجد الحرام۔ ۔ یہاں بھی مثل اول کے فرشتوں نے کلام کیا۔ (صحیح بخاری صفحات ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱) ÷ پھر چھٹے آسمان پر لے گیا اور فرشتوں نے مثل اول کے کلام کیا۔ پھر ساتویں آسمان پر لے گیا وہاں کے فرشتوں نے بھی وہی کہا جو پہلوں کہا تھا۔ ہر ایک آسمان میں پیغمبروں کے جدا جدا نام بتائے۔ جن میں سے مَیں نے یاد رکھا ادریس دوسرے آسمان میں۔ ہارون چوتھے میں اور کوئی دوسرے نبی پانچویں میں جن کا نام یاد نہیں رہا۔ ابراہیم چھٹے میں اور موسٰے ساتویں میں اس لئے کہ اُن کو خدا کے ساتھ کلام کرنے کی فضیلت ہے۔ پھر موسٰے نے کہا اے خدا میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کسی کو مجھ پر فضیلت دیجائیگی۔ پھر خدا اُن کو اس سے بھی اوپر لے گیا جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے۔ پھر خدا نزدیک ہوا پھر اور بھی نزدیک ہوا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہگیا۔ پھر خدا نے اُن کو وحی بھیجی کہ تیری امت پر پچاس نمازیں ہر روز و شب میں فرض ہوئیں۔ پھر اُترے یہاں تک کہ موسٰے کے پاس پہنچے۔ پھر موسٰے نے اُن کو روک لیا۔ اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا نے آپ کو کیا حکم دیا۔ کہا مجھ کو ہر رات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ موسٰے نے کہا آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر جائیے تا کہ خدا اس میں تخفیف کرے۔ رسول خدا نے جبریل کی طرف دیکھا گویا کہ اس بارہ میں اس سے صلاح پوچھتے ہیں۔ جبریل نے کہا ہاں اگر آپ چاہیں۔ پھر خدا کے پاس گئے۔ اور کہا جب کہ وہ اپنے پہلے مقام پر تھے۔ اے خدا کمی کر کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی خدا نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر موسٰے کے پاس آئے اور موسٰے نے اُن کو روک لیا موسے بار بار اُن کو خدا کی طرف بھیجتے تھے یہاں تک کہ پانچ نمازیں فرض رہگئیں۔ موسٰے نے پھر روکا اور کہا اے محمد قسم خدا کی میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم محنت چاہی تھی۔ اُنہوں نے کمزوری دکھائی اور اُس کو چھوڑ دیا۔ آپ کی امت کا جسم قلب بصارت اور سماعت اور بھی زیادہ ضعیف ہے۔ پھر جائیے تا کہ خدا اُس کو بھی معاف کر دے۔ رسول خدا نے جبریل کی طرف دیکھا تا کہ اس میں مشورہ دے۔ جبریل اس کو بُرا نہیں جانتا تھا پھر پانچویں دفعہ رسول خدا کو لے گیا۔ پھر رسول خدا نے کہا اے رب میری امت کے جسم۔ قلب۔ بصارت۔ سماعت اور بدن ضعیف ہیں۔ پس ہمارے حق میں کمی کر خدا نے کہا اے محمّد۔ کہا لبیک (حاضر ہوں) کہا میرا قول نہیں بدلتا جس طرح ام الکتاب میں تجھ پر فرض کر چکا ہوں۔ اور ہر نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر ہو گا۔ اس لئے اب یہ نمازیں ام الکتاب میں پچاس کی برابر اور

عِبَادًا لَّنَآ	اپنے بندوں

تیرے نزدیک وہی پانچ ہیں - پھر موسے کے پاس آئے کہا آپ نے کیا کیا - کہا خدا نے تخفیف کی اس طرح پر کہ ہر نیکی کے بدلے ہم کو دس نیکیوں کا ثواب عنایت کیا - موسے نے کہا و اللہ میں نے تو بنی اسرائیل سے اس سے بھی کم محنت چاہی تھی - انہوں نے اس کو بھی چھوڑ دیا - خدا کے پاس پھر جائیے - تاکہ خدا ان کو بھی معاف کر دے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسے قسم ہے خدا کی کہ مجھ کو اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ بار بار اُس کے پاس جاؤں کہا - تو بسم اللہ اتریئے - پھر جا گئے اور اُس وقت مسجد حرام میں تھے ✣

حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن موسے نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

حدثنا ابراهیم بن موسی حدثنا هشام بن یوسف حدثنا معمر عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لیلة اسری بی رایت موسی واذا هو رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوءة ورایت عیسی فاذا هو رجل ربعة احمر کانما خرج من دیماس [illegible] صلی الله علیه وسلم به ثم اتیت باناءین فی احدهما لبن وفی الاخر خمر فقال اشرب ایهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقیل اخذت الفطرة اما انك لو اخذت الخمر غوت امتك -

(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۱) ✣

ہشام بن یوسف نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معمر نے زہری سے اُس نے سعید بن مسیب سے اُس نے ابوہریرہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا نے معراج کی رات میں نے موسے علیہ السلام کو دیکھا اور وہ بدن کے دُبلے تھے اور بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک آدمی ہیں - اور میں نے عیسے علیہ السلام کو دیکھا اور وہ میانہ قد سُرخ رنگ تھے گویا ابھی حمام سے نہا دھو کر نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام کا فرزند ہمشکل ہوں پھر دو برتن پیش کئے گئے - ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی - پھر کہا پی جس کو چاہے - میں نے دودھ لیکر پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ تو نے فطرت کو پسند کیا - اگر تو شراب کو پسند کرتا تو تیری اُمت گمراہ ہو جاتی ✣

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے غندر نے

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر سمعته عن قتادة قال سمعت ابا العالیة حدثنا ابن عم نبیکم یعنی ابن عباس عن النبی صلعم قال لا ینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی ونسبه الی ابیه وذکر النبی صلی الله علیه وسلم لیلة اسری به فقال موسی ادم طوال کانه من رجال شنوءة وقال عیسی جعد مربوع وذکر مالکا خازن النار وذکر الدجال ✣

(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۱) ✣

کہا اُس نے سنا میں نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا میں نے ابوالعالیہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے تمہارے پیغمبر کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کسی بندہ خدا کو نہیں کہنا چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں - اور یونس کو

اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ	سخت لڑنے والوں کو

اُن کے باپ کی طرف منسوب کیا اور رسول خدا نے معراج کی رات کا ذکر کیا اور کہا موسےٰ لمبے قد کے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ میں سے ہیں - اور عیسےٰ گھونگریالے بالوں والے اور میانہ قد تھے اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھی ذکر کیا +

حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام بن یحیےٰ نے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک سے اُس نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب معراج کا ذکر کیا پھر چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا - اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں جب میں پہنچ گیا تو میں یحیےٰ اور عیسےٰ کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں - جبریل نے کہا یہ یحیےٰ اور عیسےٰ ہیں ان کو سلام کیجئے - مَیں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح +

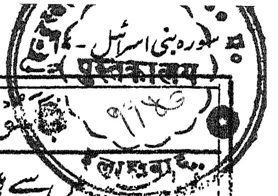
حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام بن يحيىٰ عن قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان نبي الله صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسري به ثم صعد حتى اتى السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم فلما خلصت فاذا يحيىٰ وعيسىٰ وهما ابنا خالة قال هذا يحيىٰ وعيسىٰ فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح +

(صحیح بخاری صفحات ۴۸۷ و ۴۸۸) +

حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن موسےٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے معمر سے اور حدیث بیان کی مجھ سے محمود نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معمر نے زہری سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے فرمایا رسول خدا نے کہ معراج کی رات میں موسےٰ سے ملا کہا پھر آنحضرت نے موسےٰ کی صفت بیان کی - کہ مَیں نے دیکھا وہ ایک مرد ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا بدن کے دبلے سر کے بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ

حدثنا ابراهيم ابن موسىٰ حدثنا هشام عن معمر و حدثني محمود حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن الزهري اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ليلة اُسري بي لقيت موسىٰ قال فنعته فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال ولقيت عيسىٰ فنعته النبي صلى الله عليه فقال ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني الحمام ورأيت ابراهيم وانا اشبه ولده به قال واتيت باناءين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انك لو اخذت الخمر غوت امتك -

(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹) +



پھر وہ گھس پڑینگے اندر گھروں کے	فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ

...یل سے ہیں - کہا اور میں عیسٰے علیہ السلام سے ملا پھر رسول خدا نے عیسٰی علیہ السلام کی صفت بیان کی اور فرمایا کہ وہ میانہ قد سُرخ رنگ ہیں گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ہم شکل فرزند ہوں کہا دو پیالے لائے گئے ایک میں دودھ تھا ایک میں شراب مجھ کو کہا گیا کہ جس کو چاہو پی لو - میں نے دودھ لیکر پی لیا - پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ فطرت پر ہدایت کئے گئے یا فطرت کو حاصل کر لیا اگر شراب پی لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی ✣

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن کثیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے اسرائیل نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن مغیرہ نے مجاہد سے اُس نے عمر سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے دیکھا میں نے عیسٰی - موسےٰ اور ابراہیم کو - عیسٰے علیہ السلام تو سُرخ رنگ گھونگریالے بالوں والے اور چوڑے سینہ والے تھے اور موسےٰ علیہ السلام بدن کے فربہ اور سر کے بال چھوٹے ہوئے تھے - گویا کہ وہ قوم زط میں سے ہیں ✣

حدثنا محمد بن كثير حدثنا اسرائيل حدثنا عثمان بن المغيرة عن مجاهد عن ابن عمر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رايت عيسٰى وموسٰى وابراهيم فاما عيسٰى فاحمر جعد عريض الصدر واما موسٰى فادم جسيم سبط كانه من رجال الزط - (صحیح بخاری صفحہ ٤٨٩) ✣

حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے کہا اُس نے خبر دی ہم کو یونس نے اور حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عنبسہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا ابن مسیب نے کہا ابوہریرہ نے کہ جس رات رسول اللہ بیت المقدس گئے - دو پیالہ دودھ اور شراب کے پیش کئے گئے - رسول اللہ نے اُن کی طرف دیکھا اور دودھ کو لے لیا جبریل نے کہا خدا کی تعریف ہے جس نے آپ کو فطرۃ پر ہدایت کی - اگر شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی ✣

حدثنا عبدان قال حدثنا عبد الله قال اخبرنا يونس ح وحدثنا احمد بن صالح قال حدثنا عنبسة قال حدثنا يونس عن ابن شهاب قال ابن المسيب قال ابو هريرة اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اُسرِيَ به بايلياء بقدحين من خمر ولبن فنظر اليهما فاخذ اللبن قال جبريل الحمد لله الذى هداك للفطرة لو اخذت الخمر غوت امتك - (صحیح بخاری صفحہ ٦٨٤) ✣

حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني

اور ہے وعدہ خدا کا مقدر کیا گیا ۵	وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۵

یونس عن ابن شہاب قال ابو سلمۃ سمعت جابر بن عبداللہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ +
(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی ۱۲۶۴ ہجری صفحہ ۶۸۴) +

کہا ابو سلمہ نے سنا میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا اس نے سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے جب مجھ کو قریش نے جھٹلایا۔ میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میری نظر کے سامنے کردیا۔ میں اس کی نشانیاں ان کو بتاتا تھا اور اس کی طرف دیکھتا تھا +

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب حدثنی ابو سلمۃ بن عبدالرحمن سمعت جابر بن عبداللہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ۔
(صحیح بخاری صفحہ ۵۴۸) +

نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہا اس نے سنا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب مجھ کو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا۔ خدا نے بیت المقدس کو میری نظروں میں جلوہ گر کردیا۔ میں اس کی نشانیاں ان کو بتاتا تھا اور اس کو دیکھتا جاتا تھا +

کہا عبدان نے خبر دی ہم کو عبداللہ نے کہا اس نے خبر دی ہم کو یونس نے زہری سے کہا انس بن مالک نے کہ ابوذر

وقال عبدان اخبرنا عبداللہ قال اخبرنا یونس عن الزہری قال انس بن مالک کان ابوذر یحدث ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فرج سقفی وانا بمکۃ فنزل جبریل ففرج صدری ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطست من ذہب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغہا فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء الدنیا فقال جبریل لخازن السماء الدنیا افتح قال من ہذا قال جبریل۔ (صفحہ ۲۲۱ صحیح بخاری) +

حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق ہوئی اور میں اس وقت مکہ میں تھا۔ پھر جبریل نازل ہوا اور اس نے میرے سینہ کو چاک کیا پھر آب زمزم سے اس کو دھویا پھر سونے لگن حکمت و ایمان سے بھرا ہوا لایا۔ اور اس کو میرے سینہ میں ڈالکر سینہ کو برابر کردیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان اول پر چڑھا لے گیا۔ جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول کہا کون ہے کہا جبریل +

حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل نے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی

حدثنا اسمعیل حدثنی اخی عن سلیمان عن شریک بن عبداللہ

نے سلیمان سے اس نے شریک بن عبداللہ

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ	پھر ہم پھیرینگے غلبہ کو تمہارے لئے ان پر

بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا عن لیلۃ اُسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسجد الکعبۃ جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام فقال اولہم ایہم ھو فقال اوسطہم ھو خیرھم فقال آخرھم خذوا خیرھم فکانت تلک فلم یرھم حتی جاؤا لیلۃ اُخری فیما یری قلبہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم فتولاہ جبریل ثم عرج بہ الی السماء ۔
(صحیح بخاری صفحہ ۵۰۴) ؎

بن ابو نمر سے کہا اُس نے سُنا میں نے انس بن مالک بیان کرتے تھے ہم سے اُس رات کا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی ۔ کہ وحی آنے سے پہلے تین شخص آنحضرت کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے ۔ ان میں سے پہلے نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے ۔ درمیانی شخص نے کہا کہ وہ ان سب میں سے بہتر ہے ۔ اخیر شخص نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لے چلو پھر وہ رات تو گذر گئی ۔ اور اُن کو کسی نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ ایک اور شب کو آنحضرت کے پاس ایسی حالت میں آئے کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور حضرت کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا ۔ اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا ہے پھر جبریل نے اُن کا کام اپنے ذمہ لیا ۔ پھر اُن کو آسمان پر چڑھا لے گیا ؎

احادیث مسلم

حدثنا شیبان بن فروخ قال حدثنا حماد بن سلمۃ قال حدثنا ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل یضع حافرہ عند منتہی طرفہ قال فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس قال فربطتہ بالحلقۃ التی یربطہ بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبریل باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبریل علیہ السلام اخترت الفطرۃ ثم عرج بنا الی السماء فاستفتح جبریل فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بادم صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا بی بخیر ثم عرج بنا الی السماء

حدیث بیان کی ہم سے شیبان بن فروخ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ثابت بنانی نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ براق لایا گیا اور وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا اپنی نظر کی انتہا پر قدم رکھتا تھا ۔ میں اُس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا ۔ اور براق کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور نبی باندھتے تھے ۔ پھر مسجد میں داخل ہؤا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر مسجد سے نکلا ۔ جبریل ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا لایا ۔

وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ	اور ہم تمہاری مدد کرینگے مال سے اور بیٹوں سے

الثانیة فاستفتح جبریل علیہ السلام فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بابنی الخالة عیسی بن مریم ویحیی بن زکریا صلی اللہ علیہما وسلم فرحبا بی ودعوا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الثالثة فاستفتح جبریل فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بیوسف صلی اللہ علیہ وسلم واذا ھو قد اعطی شطر الحسن قال فرحب ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الرابعة فاستفتح جبریل علیہ السلام قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بادریس صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر قال اللہ عزوجل ورفعناہ مکانا علیا ثم عرج بنا الی السماء الخامسة فاستفتح جبریل فقیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بھارون صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء السادسة فاستفتح جبریل قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بموسی صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبریل قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معك قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بابراھیم صلی اللہ علیہ وسلم مسند ظھرہ الی البیت المعمور واذا ھو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملك لا یعودون الیہ ثم ذھب بی الی السدرة المنتھی فاذا ورقھا کاذان الفیلة واذا ثمرھا کالقلال قال فلما غشیھا من امر اللہ ما غشی تغیرت فما احد من خلق اللہ یستطیع ان ینعتھا من حسنھا فاوحی الی ما اوحی ففرض علی خمسین صلوة فی کل یوم ولیلة فنزلت الی موسی علیہ السلام فقال ما فرض

میں نے دودھ کو پسند کیا - جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند کیا - پھر مجھ کو آسمان پر لے گیا جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں پھر ہمارے لئے دروازہ کھل گیا - ناگاہ مجھ کو آدم نظر پڑے - آدم نے مجھ کو مرحبا کہکر میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو دوسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں - پھر دروازہ کھل گیا ناگاہ مجھ کو خالہ زاد بھائی عیسے بن مریم اور یحیے بن ذکریا نظر آئے دونوں نے مرحبا کہکر میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو تیسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا طلب کئے گئے ہیں کہا ہاں طلب کئے گئے ہیں پھر دروازہ کھل گیا اور میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اُن کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا - یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہکر میرے لئے نیک دعا کی - پھر جبریل ہم کو چوتھے آسمان پر لے گیا

وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝6

اور ہم تم کو کر دینگے بڑا گروہ ۝6

ربك على امتك قلت خمسين صلوة قال ارجع الى ربك فاسأله التخفيف فان امتك لا يطيقون ذلك فانى قد بلوت بنى اسرائيل وخبرتهم قال فرجعت الى ربى فقلت يارب خفف على امتى فحط عنى خمسا فرجعت الى موسى فقلت حط عنى خمسا قال ان امتك لا يطيقون ذلك فارجع الى ربك فسله التخفيف قال فلم ازل ارجع بين ربى تبارك وتعالى وبين موسى عليه السلام حتى قال يا محمد انهن خمس صلوة كل يوم وليلة لكل صلوة عشر فذلك خمسون صلوة ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت حسنة فان عملها كتبت له عشرا ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شيئا فان عملها كتبت سيئة واحدة قال فنزلت حتى انتهيت الى موسى عليه السلام فاخبرته فقال ارجع الى ربك فسله التخفيف فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد رجعت الى ربى حتى استحييت منه ۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۱)

اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ ادریس نے بھی مرحبا کہکر میرے لئے نیک دعا کی۔ خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُس کو اونچی جگہ اُٹھا لیا۔ پھر جبریل ہم کو پانچویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بُلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھل گیا۔ اور میں نے ہارون کو دیکھا۔ ہارون نے بھی میرے لئے مرحبا کہکر نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھُل گیا اور میں نے موسٰے علیہ السلام کو دیکھا موسٰے نے بھی مرحبا کہکر میرے لئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو ساتویں آسمان لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا بلائے گئے ہیں کہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا بیت المعمور کی طرف پشت کا سہارا لئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ نہیں آتے پھر جبریل مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گیا اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر اور پھل مٹکوں کے برابر تھے۔ جب حکم الٰہی سے اس پر جو چھانا تھا چھا گیا تو اس کی حالت بدل گئی پھر کسی انسان کی طاقت نہیں ہے کہ اس کے حسن کی تعریف کرسکے پھر خدا نے مجھ پر جو وحی بھیجنی تھی بھیجی۔ اور مجھ پر پچاس نمازیں ہر روز فرض کیں پھر میں نیچے اُتر کر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا موسٰے علیہ السلام نے کہا خدا نے

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ	اگر تم بھلائی کروگے تو بھلائی کروگے تم اپنی جان کے لئے

آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا مَیں نے کہا پچاس نمازیں موسٰے علیہ السلام نے کہا خدا کے پاس پھر جائیے اور کمی کی درخواست کیجئے آپ کی امت میں اس فرض کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ہوں میں دوبارہ خدا کے پاس گیا اور کہا اے خدا میری اُمت کے لئے تخفیف کر خدا نے پانچ نمازیں کم کردیں پھر مَیں موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ خدا نے پانچ کم کردیں - کہا آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی خدا کے پاس پھر جائیے اور کمی کی درخواست کیجئے رسول اللہ فرماتے ہیں کہ مَیں بار بار خدا اور موسٰے علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا تھا یہاں تک کہ خدا نے فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رات دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز پر دس کا ثواب اس طرح پر پچاس نمازیں ہوئیں - اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اُس کو عمل میں نہ لائے مَیں اُس کی ایک نیکی لکھونگا اور جو عمل میں لائے اُس کی دس نیکیاں لکھونگا - اور جو بدی کا ارادہ کرے اور اُس کو عمل میں نہ لائے اُس کی بدی نہیں لکھی جائیگی اور اگر عمل میں لائے تو صرف ایک بدی لکھونگا - پھر مَیں نیچے اُتر کر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا - اور اُن کو خبر دی کہا خدا کے پاس پھر جائیے اور اس میں کمی کی درخواست کیجئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں خدا کے پاس اتنی دفعہ جا چکا ہوں کہ اب مجھے اُس سے شرم آتی ہے ✦

حدثنا هارون بن سعيد الايلي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني سليمان وهو ابن بلال قال حدثني شريك بن عبد الله بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالك يحدثنا عن ليلة اسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة انه جاء ثلاثة نفر قبل ان يوحى اليه وهو نائم في المسجد الحرام وساق الحديث بقصة نحو حديث ثابت البناني وقدم فيه شيئا واخر وزاد ونقص -
(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۲) ✦

حدیث بیان کی ہم سے ہارون بن سعید ایلی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو سلیمان نے اور وہ بلال کے بیٹے ہیں کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھ سے شریک بن عبداللہ بن ابو نمر نے کہا اُس نے سُنا مَیں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے ہم سے اُس رات کا جب کہ رسول خدا کو مسجد حرام سے معراج ہوئی - کہ آنحضرت کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے - اور آنحضرت مسجد حرام سوتے تھے راوی نے ثابت بنانی کی حدیث کی مانند تمام قصہ کو بیان کیا اور اس میں کچھ تقدیم و تاخیر کی - کچھ کمی اور زیادتی ✦

حدیث بیان کی ہم سے حرملہ بن یحیٰے تجیبی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

حدثني حرملة بن يحيى التجيبي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل عليه السلام ففرج صدري ثم غسله من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جئنا السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد قال فارسل اليه قال نعم ففتح قال فلما علونا السماء الدنيا فاذا رجل عن يمينه اسودة وعن يساره اسودة قال فاذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى قال فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قال قلت يا جبريل من هذا قال هذا آدم صلى الله عليه وسلم وهذه الاسودة عن يمينه وعن شماله نسم بنيه فاهل اليمين اهل الجنة والاسودة التي عند شماله اهل النار فاذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى قال ثم عرج بي جبريل حتى اتى السماء الثانية فقال لخازنها افتح قال فقال له خازنها مثل ما قال خازن السماء الدنيا ففتح فقال انس بن مالك فذكر انه وجد في السموات آدم وادريس وعيسى وموسى وابراهيم عليهم السلام ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه قد وجد آدم عليه السلام في السماء الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال فلما مر جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس قال ثم مررت بموسى عليه السلام فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى قال ثم مررت بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى بن مريم قال ثم مررت بابراهيم عليه السلام فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا

اور اگر تم بُرائی کروگے تو اُسی کے لئے

ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے کہ ابوذر بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق ہوئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا۔ پھر جبریل نازل ہوا اور اُس نے میرے سینہ کو چیرا اور اُس کو آبِ زمزم سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر اُس کو میرے سینہ میں اونڈیل دیا اور پھر میرے سینہ کو برابر کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گیا جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے جبریل نے محافظ سے کہا کھول پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا کہ تیرے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا بلائے گئے ہیں کہا ہاں پھر دروازہ کھل گیا جب ہم آسمان اول پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کی دائیں اور بائیں طرف کچھ دھندلی سی صورتیں ہیں دائیں طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے اُس نے کہا اے نبی صالح اور فرزند صالح میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ آدم ہیں اور صورتیں جو اُن کے دائیں اور بائیں طرف ہیں اُن کی اولاد کی روحیں ہیں۔ اور دائیں طرف والی جنتی اور بائیں طرف والی دوزخی ہیں۔ اس لئے دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر جبریل مجھ کو

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	پھر جب آویگا دوسرا وعدہ

قال هذا ابراهيم - قال ابن شهاب و اخبرني ابن حزم ان ابن عباس و ابا حبة الانصاري يقولان قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام - قال ابن حزم و انس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلك حتى امر بموسى عليه السلام فقال موسى ماذا فرض ربك على امتك قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام فاخبرته قال راجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فقال هي خمس و هي خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فقلت قد استحييت من ربي قال ثم انطلق بي جبريل حتى ناتي سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ و اذا ترابها المسك -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۳) ❊

دوسرے آسمان پر لے گیا - اور حافظ سے کہا کھول اس حافظ نے بھی وہی کہا جو آسمان اول کے محافظ نے کہا تھا پھر دروازہ کھل گیا - انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابوذر نے یہ تو بیان کیا کہ رسول خدا نے آسمانوں میں آدم - ادریس عیسیٰ - موسےٰ اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا مگر ان کے مقامات کی تعیین نہیں کی - سوائے اس کے کہ آدم کو پہلے آسمان پر اور ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا - راوی کہتا ہے کہ جب رسول خدا اور جبریل ادریس کے پاس پہنچے ادریس نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ ادریس ہیں - پھر میں موسےٰ کے پاس پہنچا - موسےٰ نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ موسیٰ ہیں پھر میں عیسےٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا عیسےٰ علیہ السلام نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ مریم کے بیٹے عیسےٰ ہیں - پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا ابراہیم علیہ السلام نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور فرزند صالح میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو ابن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو حبۃ الانصاری کہتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ پھر جبریل مجھ کو ایسی جگہ لے گیا جہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سنتا تھا - کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں - پھر میں اُلٹا پھرا اور موسےٰ کے پاس آیا - موسےٰ نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں موسےٰ نے مجھ سے کہا پھر خدا سے کہئے کیونکہ آپ کی امت ہرگز اس کا تحمل نہیں کر سکیگی میں نے پھر کہا خدا نے ایک حصہ اس میں سے معاف کر دیا - پھر میں موسےٰ کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہا خدا سے پھر کہئے آپ کی اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی - میں نے پھر کہا - خدا نے

تاکہ بگاڑے تمہارے مُنہ	لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ

فرمایا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں اور یہی پچاس کے برابر ہیں میرا قول نہیں بدلتا۔ مَیں پھر موسٰیؑ کے پاس آیا کہا خدا سے پھر کہئے مَیں نے کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے پھر جبریل مجھ کو لیچلا تاکہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جائیں۔ سدرہ پر کچھ رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت مَیں نہیں جانتا۔ پھر مَیں جنت میں گیا اس میں موتی کے قبے تھے اور اُس کی مٹی مشک تھی ❖

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے محمد

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن ابى عدى عن سعيد عن قتادة عن انس بن مالك لعله قال عن مالك بن صعصعة رجل من قومه قال قال نبى الله صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم و اليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت فانطلق بى فاتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدرى الى كذا وكذا قال قتادة فقلت للذى معى ما يعنى قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبى فغسل بماء زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشى ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق الحمار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجئ جاء قال فاتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصة وذكر انه لقى فى السماء الثانية عيسى ويحيى عليهما السلام وفى الثالثة يوسف عليه السلام وفى الرابعة ادريس عليه السلام وفى الخامسة هارون عليه السلام قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى صلى الله عليه وسلم فسلمت عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبى الصالح فلما جاوزته بكى فنودى ما يبكيك قال رب هذا غلام بعثته بعدى يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتى قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم عليه السلام وقال فى الحديث وحدث نبى الله صلى الله عليه وسلم

بن ابو عدی نے سعید سے اُس نے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک سے شاید راوی نے کہا اُس نے مالک بن صعصعہ سے جو اسی کی قوم کا ایک شخص ہے کہا اُس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا کہ مَیں نے سُنا کوئی کہتا ہے تین میں کا ایک جو دو کے درمیان ہے پھر میرے پاس آیا اور مجھے لے چلا پھر سونے کا لگن جس میں آب زمزم بھرا تھا لایا گیا اور میرا سینہ یہاں سے یہاں تک کھولا گیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے کہا شکم کے زیرین حصہ تک پھر میرا دل نکالکر آب زمزم سے دھویا گیا اور اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جس کو براق کہتے ہیں گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا انتہائے نظر تک قدم مارتا تھا مَیں اس پر سوار کیا گیا پھر ہم چلے اور آسمان دنیا پر پہنچے جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا اُس سے پوچھا گیا کہ کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلائے

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ	اور تا کہ گھس پڑیں مسجد میں

انہ رای اربعۃ انہار یخرج من اصلہا نہران ظاہران ونہران باطنان فقلت یاجبریل ما ہذہ الانہار قال اما النہران الباطنان فنہران فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور فقلت یاجبریل ما ہذا قال ہذا البیت المعمور یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک اذا خرجوا منہ لم یعودوا الیہ اخر ما علیہم ثم اتیت باناءین احدہما خمر والاخر لبن فعرضا علی فاخترت اللبن فقیل اصبت اصاب اللہ بک امتک علی الفطرۃ ثم فرضت علی کل یوم خمسون صلوۃ ثم ذکر قصتہا الی اخر الحدیث (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

گئے ہیں - کہا ہاں پھر ہمارے لئے دروازہ کھل گیا اور کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر ہم آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے پھر راوی نے تمام قصہ بیان کیا اور یہ ذکر کیا کہ دوسرے آسمان پر عیسٰے اور یحییٰ علیہم السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے ملے پھر فرمایا کہ ہم چلے اور چھٹے آسمان پر پہنچے - پھر میں موسٰے علیہ السلام سے ملا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح جب میں آگے بڑھا تو موسٰے علیہ السلام روئے آواز آئی کہ کیوں روتے ہو کہا اے خدا یہ لڑکا جس کو تو نے میرے بعد نبوت دی ہے - اس کی امت کے لوگ میری امت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے - پھر ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہنچے اور میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا - پھر راوی نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ چار نہریں دیکھیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں دو نہریں ظاہر اور دو پوشیدہ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا نہریں ہیں - کہا پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہر نیل اور فرات ہیں - پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کیا ہے - کہا یہ بیت المعمور ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو دوبارہ کبھی نہیں آتے پھر دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودھ کا - میں نے دودھ کو پسند کیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرۃ کو حاصل کیا خدا آپ کی اُمت کو بھی یہی نصیب کرے - پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں - پھر راوی نے تمام قصہ آخر حدیث تک بیان کیا ٭

حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی عن قتادہ قال حدثنا انس بن مالک عن مالک بن صعصعۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ وزاد فیہ فاتیت بطست من ذہب ممتلی حکمۃ وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنے نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ	جیسے کہ گھس پڑے تھے اُس میں پہلی دفعہ

فغسل بماء زمزم ثم ملئی حکمۃ و ایمانا۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

فرمایا پھر راوی نے اُسی کی مانند بیان کیا اور زیادہ کیا اس میں یہ بیان کہ سونے کا لگن حکمت وایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ پھر گلے سے پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا پھر آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک حکمت وایمان سے بھر دیا گیا ✦

حدیث کی مجھ سے محمد بن مثنےٰ اور ابن بشار نے کہا ابن مثنےٰ نے حدیث بیان

حدثنی محمد بن المثنیٰ وابن بشار قال ابن المثنیٰ حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت ابا العالیۃ یقول حدثنی ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن عباس قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بہ فقال موسیٰ آدم طوال کانہ من رجال شنوءۃ وقال عیسیٰ جعد مربوع وذکر مالکا خازن جہنم وذکر الدجال۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا ئیں نے ابو العالیہ سے کہتے ہیں وہ کہ حدیث بیان کی مجھ سے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے کہا اُنہوں نے ذکر کیا رسول اللہ نے وقت معراج کا اور کہا کہ موسےٰ علیہ السلام لمبے قد کے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ میں سے ہیں اور کہا کہ عیسےٰ علیہ السلام گھونگریالے بال والے اور میانہ قد کے ہیں۔ اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھی ذکر کیا (مگر واضح ہو کہ دجال کے قصہ کی اس حدیث میں کچھ تفصیل نہیں ہے) ✦

حدیث بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یونس

حدثنا عبد بن حمید قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا شیبان بن عبد الرحمن عن قتادۃ عن ابی العالیۃ قال حدثنا ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اُسری بی علی موسیٰ بن عمران رجل آدم طوال جعد کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسیٰ بن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الراس واری مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراھن اللہ ایاہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ قال کان قتادۃ یفسرھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد لقی موسیٰ علیہ السلام (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

بن محمد نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے شیبان بن عبد الرحمٰن نے قتادہ سے اُس نے ابو العالیہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ابن عباس نے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات موسےٰ بن عمران کے پاس پہنچا۔ وہ دراز قامت گھونگریالے بالوں والے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں اور میں نے مریم کے بیٹے عیسےٰ علیہ السلام کو میانہ بدن مائل بسرخی وسپیدی لمبے بالوں والا دیکھا اور رسول خدا نے دوزخ کے مالک اور دجال کو بھی دیکھا اُن نشانیوں میں جو خدا نے دکھائیں۔ تم اس کے دیکھنے میں کچھ

اور برباد کردیں جس پر غالب ہوئے ہر طرح کا برباد کردینا ۷	وَلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۷

شک نہ لاؤ۔ قتادہ اس کی تفسیر میں کہتے تھے کہ رسول اللہ نے موسٰے علیہ السلام کو دیکھا ۔

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن رمح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث

حدثنا محمد بن رمح قال حدثنا اللیث عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسٰی ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسٰی بن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروۃ بن مسعود ورایت ابراھیم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ ورایت جبریل علیہ السلام فاذا اقرب من رایت بہ شبہا دحیۃ وفی روایۃ ابن رمح دحیۃ بن خلیفۃ۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۵) ۔

نے ابو زبیر سے اُس نے جابر سے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ انبیا میرے سامنے لائے گئے۔ مَیں نے دیکھا کہ موسٰے علیہ السلام بدن کے دُبلے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں اور مَیں نے مریم کے بیٹے عیسٰے علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ان میں سے جن کو مَیں نے دیکھا عروہ بن مسعود سے مشابہ ہیں اور مَیں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اُن میں سے ہیں جن کو مَیں نے دیکھا تمہارے آقا سے ملتے جُلتے ہیں۔ اور اس سے خود اپنی ذات مراد لی۔ اور مَیں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ان میں سے جن کو مَیں نے دیکھا دحیہ کے مشابہ ہیں اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ ۔

حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن رافع اور عبد بن حمید نے اور دونوں کے لفظ قریب

حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حمید وتقاربا فی اللفظ قال ابن رافع حدثنا وقال عبد حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن الزھری قال اخبرنی سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال [illegible] اُسری بی لقیت موسٰی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال ولقیت عیسٰی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی حماما قال ورایت ابراھیم علیہ السلام وانا اشبہ ولدہ بہ قال فاتیت باناءین فی احدھما لبن وفی الاخر خمر فقیل لی خذ ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقال ھدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک۔

(صحیح مسلم جلد صفحہ ۹۵) ۔

قریب ہیں کہا ابن رافع نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اور کہا عبد نے حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے معمر نے زہری سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے معراج کی رات موسٰے علیہ السلام کو دیکھا پھر آنحضرت نے اُن کا حلیہ بیان کیا کہ وہ "مَیں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا" بدن سے دُبلے ہیں اور بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں اور فرمایا مَیں نے عیسٰے علیہ السلام کو دیکھا پھر آنحضرت نے اُن کا حلیہ بیان کیا کہ وہ میانہ قد سُرخ رنگ ہیں

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ	قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے

گویا ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہیں اور فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ہمشکل فرزند ہوں پھر فرمایا کہ میرے آگے دو پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہئے لیجئے میں نے دودھ کو لیکر پی لیا کہا کہ آپ فطرت پر ہدایت کئے گئے یا آپ نے فطرت کو پسند کیا اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی اُمت بہک جاتی (لبن جو ایک قدرتی چیز ہے اُس سے مراد فطرت لی ہے اور خمر جو مصنوعی چیز ہے دُنیا کی اُس سے غوایت مراد لی ہے) ؛

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة قال حدثنا ابو اسامة قال حدثنا مالك بن مغول وحدثنا ابن نمير وزهير بن حرب جميعا عن عبد الله بن نمير والفاظهم متقاربة قال ابن نمير حدثنا ابي قال حدثنا مالك بن مغول عن الزبير بن عدى عن طلحه بن مصرف عن مرة عن عبد الله قال لما اسری برسول الله صلی الله عليه وسلم انتهى به الى سدرة المنتهى وهى فى السماء السادسة اليها ينتهى ما يعرج به من الارض فيقبض منها واليها ينتهى ما يهبط به من فوقها فيقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب قال فاعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثا اعطى الصلوة الخمس واعطى خواتم سورة البقرة وغفر لمن لم يشرك بالله من امته شيئا المقحمات

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۷) ؛

حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن شیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے اور حدیث بیان کی ہم سے ابن نمیر اور زہیر بن حرب دونوں نے عبداللہ بن نمیر سے اور اُن کے الفاظ ملتے جُلتے ہیں کہا ابن نمیر نے حدیث بیان کی میرے باپ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے زبیر بن عدی سے اُس نے طلحہ بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبداللہ سے کہا انہوں نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی سدرۃ المنتہے تک گئے اور وہ چھٹے آسمان میں ہیں جو چیز زمین سے اوپر جاتی ہے یہیں تک جا کر رُک جاتی ہے۔ اور جو چیز اس کے اوپر سے آتی ہے وہ بھی یہیں آکر رُک جاتی ہے۔ خدا فرماتا ہے جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اس سے مراد سونے کے پروانے ہیں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ کو تین چیزیں عطا ہوئیں۔ پانچ نمازیں اور سورہ بقر کی اخیر آیتیں اور اُن کی امت میں سے جس نے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا اُس کے گناہ کبیرہ معاف کردئے ؛

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث عن عقيل عن الزهرى عن ابى سلمة بن عبد الرحمن عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُس نے زہری سے اُس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے اُس نے جابر بن

وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا	اور اگر تم پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کرینگے

کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ -

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۶) *

عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہؤا خدا نے بیت المقدس کو میرے سامنے جلوہ گر کردیا میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کی طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدیث بیان کی مجھ سے زہیر بن حرب نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

حدثنی زھیر بن حرب قال حدثنا حجین بن المثنی قال حدثنا عبد العزیز وھو ابن ابی سلمۃ عن عبد اللہ بن الفضل عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسالنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربۃ ما کربت مثلہ قط قال و رفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شئ الا انبأتھم بہ و قد رایتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسٰی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ و اذا عیسٰی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبھا عروۃ بن مسعود الثقفی و اذا ابراھیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم فحانت الصلوۃ فاممتھم فلما فرغت من الصلوۃ قال قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام -

(صفحہ ۹۶ صحیح مسلم جلد اول) *

حجین بن مثنے نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز نے اور وہ ابو سلمہ کے بیٹے ہیں - عبد اللہ بن فضل سے اُس نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے اُس نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے تئیں حجر میں دیکھا اور قریش مجھ سے بیت المقدس تک میرے جانے کا حال پوچھتے تھے - اُنہوں نے بیت المقدس کی ایسی باتیں مجھ سے پوچھیں جو مجھ کو یاد نہیں تھیں - میں اس قدر گھبرایا کہ کبھی ایسا نہیں گھبرایا تھا - آنحضرت فرماتے ہیں کہ خدا نے بیت المقدس کو مجھ سے قریب کردیا میں اُس کی طرف دیکھتا تھا اور قریش مجھ سے جو پوچھتے تھے میں اُن کو بتاتا تھا - اور میں نے انبیاء کی جماعت میں اپنے آپ کو دیکھا میں نے دیکھا کہ موسٰے علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور اُن کا بدن دُبلا اور بال گھونگریالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں اور میں نے دیکھا کہ عیسٰے بن مریم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور وہ سب آدمیوں میں عروہ بن مسعود ثقفی سے زیادہ مشابہ ہیں - اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھتے ہیں اور وہ سب آدمیوں سے تمہارے آقا سے زیادہ مشابہ ہیں - اس سے حضرت نے اپنی ذات مبارک مراد لی پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے امامت کی جب نماز سے فارغ ہؤا ایک نے کہا اے محمد یہ مالک ہے دوزخ کا محافظ اس کو سلام کیجئے - میں اُس کی طرف متوجہ ہؤا اور اس نے پہلے سلام کیا *

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ	اور ہم نے کیا ہے دوزخ کو

احادیث ترمذی

حدثنا یعقوب بن ابراھیم الدورقی حدثنا ابو تمیلۃ عن الزبیر ابن جنادہ عن ابن بریدہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انتھینا الی بیت المقدس قال جبریل باصبعہ فخرق بہ الحجر وشد بہ البراق۔

(ترمذی صفحہ ۵۱۴) ✤

حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم دورقی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابو تمیلہ نے زبیر بن جنادہ سے اُس نے ابن بریدہ سے اُس نے اپنے باپ سے کہا اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے جبریل نے اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا اور اُس سے پتھر کو شق کیا اور براق کو اس سے باندھ دیا ✤

حدثنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بالبراق لیلۃ اسری بہ ملجما مسرجا فاستصعب علیہ فقال لہ جبریل ابمحمد تفعل ھذا فما رکبک احد اکرم علی اللہ منہ قال فارفض عرقا۔

(ترمذی صفحہ ۵۱۵) ✤

حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن منصور نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالرزاق نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے معمر نے قتادہ سے اُس نے انس سے کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب براق زین اور لگام سے آراستہ آیا اور اُس نے حضرت کو دیکھ کر شوخی کی۔ جبریل نے اُس سے کہا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے کوئی شخص جو خدا کے نزدیک اُن سے زیادہ مقبول ہو تجھ پر سوار نہیں ہوُا یہ سُن کر براق ندامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا ✤

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن الزھری قال اخبرنی سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بی لقیت موسی قال فنعتہ فاذا رجل قال حسبتہ قال مضطرب الرجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال و لقیت عیسی قال فنعتہ قال ربعۃ احمر کانہ خرج من دیماس یعنی الحمام ورأیت ابراھیم قال وانا اشبہ ولدہ بہ قال واُتیت باناءین احدھما لبن والآخر فیہ خمر فقیل لی خذ ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ

حدیث بیان کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ہم سے معمر نے زہری سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مَیں نے معراج کی شب موسےٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر اُن کی تعریف کی کہ وہ۔ راوی کہتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا بدن سے دُبلے تھے اور اُن کے سر کے بال

لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ⑧	کافروں کے لئے قید خانہ ⑧

فقیل لی هدیت الفطرة او اصبت الفطرة اما انك لو اخذت الخمر لغوت امتك - (ترمذی صفحہ ۵۱۳)

چھوتے ہوئے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں - اور فرمایا کہ میں نے عیسے علیہ السلام کو دیکھا کہا راوی نے کہ پھر آنحضرت نے اُن کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ تھے گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراہیم کو دیکھا اور فرمایا کہ میں اُن کا فرزند ہم شکل ہوں - پھر فرمایا کہ میرے سامنے دو پیالے پیش ہوئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب - مجھ سے کہا گیا کہ آپ ان میں سے جس کو چاہیں لے لیں - میں نے دودھ لیکر پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ فطرۃ پر ہدایت کئے گئے یا فطرت پر کامیاب ہوئے اگر شراب لیتے تو آپ کی اُمت بہک جاتی +

حدیث بیان کی ہم سے ابن ابی عمر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان

حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیان عن مالك بن مغول عن طلحة بن مصرف عن مرة عن ابن مسعود قال لما بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم سدرة المنتهی قال انتهی الیها ما یعرج من الارض وما ینزل من فوق فاعطاه الله عندها ثلاثا لم یعطهن نبیا کان قبله فرضت علیه الصلوة خمسا واعطی خواتیم سورة البقرة وغفر لامته المقحمات ما لم یشرکوا بالله شیئا قال ابن مسعود اذ یغشی السدرة ما یغشی قال السدرة فی السماء السادسة قال سفیان فراش من ذهب واشار سفیان بیده فارعدها وقال غیر مالك بن مغول الیها ینتهی علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلك +

(ترمذی صفحہ ۵۴۲) -

نے مالک بن مغول سے اُس نے طلحہ بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے ابن مسعود سے کہا اُنہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰے پر پہنچے - کہا راوی نے جو چیز زمین سے اوپر جاتی ہے اور جو چیز اُوپر سے آتی ہے سدرہ پر رُک جاتی ہے - خدا نے اُن کو تین چیزیں عطا کیں جو اُن سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں اول پانچ نمازیں اُن پر فرض ہوئیں دوم سورہ بقر کی آخر آیتیں اُن کو عطا ہوئیں سوم جس نے اُن کی اُمت میں سے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا اس کے گناہ کبیرہ معاف کر دئیے - ابن مسعود اس آیت کی تفسیر میں کہ جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے - کہتے ہیں کہ سدرہ چھٹے آسمان پر ہے سفیان کہتے ہیں سونے کے پتنگے تھے جو سدرہ پر چھائے ہوئے تھے - اور سفیان نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اُس کو ہلایا اور مالک بن مغول کے سوا اور راوی کہتا ہے کہ سدرہ پر تمام دنیا کا علم منتہی ہوتا ہے - اُس سے اوپر کا کسی کو علم نہیں +

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث نے

حدثنا قتیبه حدثنا اللیث عن عقیل عن الزهری

عقیل سے اُس نے زہری سے اُس نے

بیشک یہ قرآن	إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ

عن ابی سلمۃ عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن اٰیاتہ وانا انظر الیہ -
(ترمذی صفحہ ۵۱۴) ❖

ابو سلمہ سے اُس نے جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا مَیں حجر میں کھڑا ہؤا اور خدا نے بیت المقدس کو میری نظر میں جلوہ گر کر دیا میں اُس کی نشانیاں اُن کو بتا تا تھا اور اُس کی طرف دیکھتا جاتا تھا ❖

احادیث نسائی

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم حدثنا یحیی بن سعید حدثنا ھشام الدستوائی حدثنا قتادۃ عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان اذا قیل احد الثلاثۃ بین الرجلین فاتیت بطست من ذھب ملاٰن حکمۃ وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملئ حکمۃ وایمانا ثم اتیت بدابۃ دون البغل وفوق الحمار ثم انطلقت مع جبریل علیہ السلام فاتینا السماء الدنیا فقیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ مرحبا بہ ونعم المجیئ جاء فاتیت علی اٰدم علیہ السلام فسلمت علیہ قال مرحبا بک من ابن ونبی ثم اتینا الی السماء الثانیۃ قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد فمثل ذلک فاتیت علی یحیی وعیسی فسلمت علیھما فقال مرحبا بک من اخ ونبی ثم اتینا الی السماء الثالثۃ قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد فمثل ذلک فاتیت علی یوسف علیہ السلام فسلمت علیہ قال مرحبا بک من اخ ونبی ثم اتینا الی السماء الرابعۃ فمثل ذلک فاتیت علی ادریس علیہ السلام فسلمت علیہ قال مرحبا بک من اخ ونبی ثم اتینا الی السماء الخامسۃ فمثل ذلک فاتیت علی ھارون علیہ السلام فسلمت علیہ قال مرحبا بک من اخ ونبی ثم اتینا

خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہشام دستوائی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُنہوں نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا کہ ایک فرشتہ آیا جو تین میں کا ایک اور دو کے درمیان تھا۔ پھر سونے کا لگن لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہؤا تھا۔ اور میرا سینہ پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا پھر میرا دل آب زمزم سے دھویا گیا اور حکمت وایمان سے بھرا گیا پھر ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا۔ پھر مَیں جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا اور پہلے آسمان پر پہنچا۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں۔ مرحبا کیا خوب آنا ہؤا پھر مَیں آدم کے پاس پہنچا مَیں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی پھر ہم دوسرے

یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ	ہدایت کرتا ہے اُس راہ کی کہ وہی سیدھی ہے

الی السماء السادسة فمثل ذلک ثم اتیت علی موسیٰ علیه السلام فسلمت علیه فقال مرحبا بک من اخ ونبی فلما جاوزته بکی قیل ما یبکیک قال یا رب هذا الغلام الذی بعثته بعدی یدخل من امته الجنة اکثر وافضل مما یدخل من امتی ثم اتینا السماء السابعة فمثل ذلک فاتیت علی ابراهیم علیه السلام فسلمت علیه فقال مرحبا بک من ابن ونبی ثم رفع لی البیت المعمور فسالت جبریل فقال هذا البیت المعمور یصلی فیه کل یوم سبعون الف ملک فاذا خرجوا منه لم یعودوا فیه آخر ما علیهم ثم رفعت الی سدرة المنتهی فاذا نبقها مثل قلال هجر واذا ورقها مثل آذان الفیلة واذا فی اصلها اربعة انهار نهران باطنان ونهران ظاهران فسالت جبریل فقال اما الباطنان ففی الجنة واما الظاهران فالفرات والنیل ثم فرضت علی خمسون صلوة فاتیت علی موسیٰ فقال ما صنعت قلت فرضت علی خمسون صلوة قال انی اعلم بالناس منک انی عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة وان امتک لن یطیقوا ذلک فارجع الی ربک فاسأله ان یخفف عنک فرجعت الی ربی فسألته ان یخفف عنی فجعلها اربعین ثم رجعت الی موسیٰ علیه السلام فقال ما صنعت قلت جعلها اربعین فقال لی مثل مقالته الاولی فرجعت الی ربی عز وجل فجعلها ثلثین فاتیت علی موسی علیه السلام فاخبرته فقال لی مثل مقالته الاولی فرجعت الی ربی فجعلها عشرین ثم عشرة ثم خمسة فاتیت علی موسیٰ علیه السلام فقال لی مثل مقالته الاولی فقلت انی استحیی من ربی عز وجل ان ارجع الیه فنودی ان قد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی واجزی بالحسنة عشر امثالها ۔

(نسائی صفحہ ۵۲ و ۵۳) ۔

آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یہاں بھی ویسی ہی باتیں ہوئیں ۔ پھر میں یحییٰ اور عیسےٰ کے پاس پہنچا - اور میں نے اُن کو سلام کیا - دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے - پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہاں بھی ویسے ہی باتیں ہوئیں پھر میں یوسف کے پاس پہنچا - میں نے اُن کو سلام کیا - کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور وہاں بھی ویسی ہی باتیں ہوئیں - پھر میں ادریس کے پاس پہنچا میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے بھائی اور نبی - پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں بھی ویسی ہی باتیں ہوئیں پھر میں ہارون کے پاس پہنچا - میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور ویسی ہی باتیں ہوئیں - پھر میں موسےٰ کے پاس پہنچا - میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے بھائی اور نبی جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسےٰ رونے پوچھا گیا کہ کیوں روتے ہو - کہا اے خدا یہ لڑکا جس کو تو نے میرے بعد نبی کیا ہے اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے - پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور ویسی ہی باتیں ہوئیں پھر میں ابراہیم کے پاس پہنچا - میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی پھر بیت المعمور مجھ سے نزدیک ہوا -

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ ⑨	اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو ⑨

مَیں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ بیتُ المعمور ہے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جب جاتے ہیں پھر کر دوبارہ نہیں آتے ۔ پھر سدرہ مجھ سے قریب آ گیا اُس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی برابر اور پتے ہاتھی کے کانوں کی برابر تھے اُس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں دو ظاہر اور دو باطن مَیں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہ دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور یہ دو ظاہر نیل اور فرات ہیں ۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ۔ پھر مَیں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا ۔ موسےٰ نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا مَیں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں ۔ کہا آپ سے زیادہ مَیں لوگوں کی حالت سے واقف ہوں ۔ مَیں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور سخت تکلیف اُٹھائی ۔ آپ کی اُمت اس فرض کا تحمل نہ کر سکیگی ۔ آپ خدا کے پاس پھر جائیے ۔ اور کمی کی درخواست کیجئے ۔ مَیں پھر خدا کے پاس گیا اور کمی کے لئے التجا کی ۔ خدا نے چالیس کا حکم دیا ۔ پھر مَیں مُوسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا پوچھا کیا کر آئے مَیں نے کہا چالیس نماز کا حکم دیا ہے ۔ مُوسےٰ علیہ السلام نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا ۔ مَیں پھر خدا کے پاس گیا ۔ تو تیس نماز کا حکم دیا ۔ پھر مُوسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی موسےٰ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا ۔ مَیں پھر خدا کے پاس گیا ۔ اَب کی دفعہ بیس نمازوں کا حکم دیا پھر دس کا پھر پانچ کا ۔ مَیں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا موسےٰ علیہ السلام نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا ۔ مَیں نے کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے کہ مَیں پھر اُس کے پاس جاؤں ۔ آواز آئی کہ مَیں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں کو آسانی دی اور مَیں ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دونگا ✤

خبر دی ہم کو یونس بن عبد الاعلےٰ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اس نے خبر دی مجھ کو یونس نے ابن شہاب سے کہا انس بن مالک اور ابن حزم نے کہ رسول خدا نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں ۔ مَیں اُلٹا پھرا اور موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا موسےٰ علیہ السلام نے کہا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ۔ مَیں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں

اخبرنا یونس بن عبد الاعلی حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال انس بن مالك وابن حزم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فرض الله عز وجل علی امتی خمسین صلوٰة فرجعت بذلك حتی امر بموسی علیه السلام فقال ما فرض ربك علی امتك قلت فرض علیهم خمسین صلوٰة قال لی موسیٰ فراجع ربك عز وجل فان امتك لا تطیق ذلك فراجعت ربی عز وجل فوضع شطرها فرجعت الی موسیٰ فاخبرته فقال راجع ربك فان امتك لا تطیق ذلك فراجعت ربی عز وجل فقال هی خمس وهی خمسون لا یبدل القول لدی فرجعت الی موسی فقال راجع

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ	جو کام کرتے ہیں اچھے

ربک فقلت انی استحییت من ربی عز و جل -
(نسائی صفحہ ۵۳) +

فرض کی ہیں - موسٰے علیہ السلام نے مجھ سے کہا دوبارہ خدا سے کہئے آپ کی امت اس کا تحمل نہ کرسکیگی - مَیں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کردیا - پھر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہا پھر خدا سے کہئے آپ کی اُمّت میں اس کی طاقت نہیں ہے - مَیں نے خدا سے پھر کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں اور وہی پچاس کی برابر ہیں - میرا قول نہیں بدلتا - مَیں پھر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا - کہا پھر خدا سے کہئے - مَیں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتی ہے +

خبر دی ہم کو عمر بن ہشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مخلد نے سعید بن

اخبرنا عمرو بن ہشام قال حدثنا مخلد عن سعید بن عبد العزیز حدثنا یزید بن ابی مالک حدثنا انس بن مالک ان رسول اللہ صلعم قال اتیت بدابۃ فوق الحمار ودون البغل خطوہا عند منتہی طرفہا فرکبت ومعی [illegible] فقلت فقال اتدری این صلیت صلیت بطیبۃ والیہا المہاجر ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اتدری این صلیت صلیت بطور سیناء حیث کلم اللہ موسی علیہ السلام ثم قال انزل فصل فصلیت فقال اتدری این صلیت صلیت ببیت لحم حیث ولد عیسی علیہ السلام ثم دخلت الی بیت المقدس فجمع لی الانبیاء علیہم السلام فقدمنی جبریل حتی اممتہم ثم صعد بی الی السماء الدنیا فاذا فیہا آدم علیہ السلام ثم صعد بی الی السماء الثانیۃ فاذا فیہا ابنا الخالۃ عیسی و یحیی علیہما السلام ثم صعد بی الی السماء الثالثۃ فاذا فیہا یوسف علیہ السلام ثم صعد بی الی السماء الرابعۃ فاذا فیہا ہارون علیہ السلام ثم صعد بی الی السماء الخامسۃ فاذا فیہا ادریس علیہ السلام ثم صعد بی الی السماء السادسۃ فاذا فیہا موسی علیہ السلام ثم صعد بی الی السماء السابعۃ فاذا فیہا ابراہیم علیہ السلام ثم صعد بی فوق سبع سموات فاتینا سدرۃ المنتہی فغشیتنی ضبابۃ فخررت ساجدا فقیل لی انی یوم خلقت السموات والارض فرضت علیک وعلی امتک خمسین صلوۃ فقم بہا

عبد العزیز سے کہا اُس نے حدیث بیان کی یزید بن ابی مالک نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک نے کہ رسول خدا نے فرمایا میرے لئے ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا - اور اس کا قدم منتہاے نظر تک پڑتا تھا - مَیں اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ جبرئیل تھے - پھر مَیں چلا - جبرئیل نے کہا اُترئیے اور نماز پڑھئے مَیں نے نماز پڑھی کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے طیبہ (مدینہ) میں نماز پڑھی - اور آپ اسی طرف ہجرت کرینگے - پھر کہا اُترئیے اور نماز پڑھئے - مَیں نے نماز پڑھی کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے طور سینا جہاں خدا نے موسٰے سے کلام کیا پھر کہا اُترئیے اور نماز پڑھئے مَیں نے نماز پڑھی کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی جہاں عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے تھے مَیں

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (۱۰)	اور بیشک اُن کے لئے ہے ثواب بڑا (۱۰)

انت و امتك فرجعت الى ابراهيم فلم يسألني عن شئ ثم اتيت على موسى فقال كم فرض عليك وعلى امتك قلت خمسين صلوة قال فانك لا تستطيع ان تقوم بها انت ولا امتك فارجع الى ربك فاسأله التخفيف فرجعت الى ربي فخفف عني عشرا ثم اتيت الى موسى فامرني بالرجوع فرجعت فخفف عني عشرا ثم ردت الى خمس صلوة قال فارجع الى ربك فاسأله التخفيف فانه فرض على بني اسرائيل صلوتين فما قاموا بها فرجعت الى ربي عز وجل فسألته التخفيف فقال اني يوم خلقت السموات والارض فرضت عليك و على امتك خمسين صلوة فخمس بخمسين فقم بها انت و امتك فعرفت انها من الله عز وجل صرى فرجعت الى موسى عليه السلام فقال ارجع فعرفت انها من الله صرى يقول حتم فلم ارجع - (نسائی صفحات ۵۳ و ۵۴)

بیت المقدس میں داخل ہوا انبیا علیہ السلام میرے لئے جمع تھے - جبریل نے مجھ کو آگے بڑھا دیا میں نے امامت کی پھر مجھ کو آسمان اول پر لے گیا میں نے اُس میں آدم علیہ السلام کو پایا - پھر دوسرے آسمان پر لے گیا میں نے اس میں خالہ زاد بھائی عیسےٰ اور یحییٰ علیہما السلام دیکھے - پھر تیسرے آسمان پر لے گیا - وہاں یوسف علیہ السلام نظر آئے - پھر چوتھے آسمان پر لے گیا - اس میں ہارون علیہ السلام تھے - پھر پانچویں آسمان پر لے گیا - اس میں ادریس علیہ السلام تھے - پھر چھٹے آسمان پر لے گیا - اس میں موسےٰ علیہ السلام دکھائی دیئے - پھر ساتویں آسمان پر لے گیا میں نے اس میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا - پھر مجھ کو ساتوں آسمانوں سے اُدھر لے گیا پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے - مجھ پر ایک کہر سی چھا گئی میں سجدے میں گرا آواز آئی کہ میں نے جس روز آسمان زمین کو پیدا کیا تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں - اب تو اور تیری امت اس کو قائم کریں - میں وہاں سے ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا - اُنہوں نے کوئی سوال مجھ سے نہیں کیا - پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا پوچھا کتنی نمازیں آپ پر اور آپ کی اُمت پر فرض ہوئیں - میں نے کہا پچاس کہا نہ آپ اس کو ادا کر سکینگے نہ آپ کی اُمت - خدا کے پاس پھر جائیے اور کمی کی درخواست کیجئے - میں پھر خدا کے پاس گیا . تو دس نمازیں معاف کر دیں پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو مجھ کو پھر جانے کو کہا - میں پھر گیا تو خدا نے دس اور معاف کر دیں - پھر پانچ نماز کا حکم لے کر آیا تو موسےٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ خدا کے پاس پھر جائیے - اور کمی کی درخواست کیجئے - خدا نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی تھیں ان کو بھی ادا نہ کر سکے - میں پھر خدا کے پاس گیا اور کمی کی درخواست کی - خدا نے فرمایا کہ میں نے جس روز زمین و آسمان پیدا کئے اُسی روز تجھ پر اور تیری اُمت پر پچاس نماز فرض کر دی تھیں - اور یہ پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں - تو اور تیری اُمت ان [illegible]

وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ	اور بیشک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر

اب مَیں نے جان لیا کہ یہ خدا کی طرف سے قطعی حکم ہے - پھر مَیں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا - موسےٰ علیہ السلام نے کہا پھر جائیے - مَیں نے سمجھا کہ یہ خدا کا حکم قطعی ہو چکا اس لئے میں پھر نہیں گیا ✣

خبر دی ہم کو احمد بن سلیمان نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن آدم نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے اُس نے زبیر بن عدی بن طلحہ بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبد اللہ سے کہا اُنہوں نے کہ جب رسول خدا معراج کو گئے سدرۃ المنتہےٰ تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان پر ہے - اور جو کچھ اُس کے نیچے سے اوپر کو جاتا ہے اور جو کچھ اُس کے اوپر سے نیچے کو آتا ہے وہیں آکر رکتا ہے - اس آیت کی تفسیر میں کہ جب چھا جائے اُس پر جو چھا جائے -

اخبرنا احمد بن سلیمان حدثنا یحییٰ بن ادم حدثنا مالك بن مغول عن الزبیر بن عدی بن طلحۃ بن مصرف عن مرۃ عن عبد اللہ قال لما اسرٰی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہیٰ بہ الی السدرۃ المنتہیٰ وھی فی السماء السادسۃ والیھا ینتہیٰ ما عرج بہ من تحتہا والیھا ینتہیٰ ما ھبط بہ من فوقھا حتی یقبض منھا قال اذ یغشی السدرۃ ما یغشی قال فراش من ذھب فاعطی ثلثا الصلوۃ الخمس وخواتم سورۃ البقرۃ ویغفر لمن مات من امتہ لا یشرك باللہ شیئا المقحمات -
(نسائی صفحہ ۵۴) ✣

راوی نے کہا کہ اس سے مراد ہیں سونے کے پتنگے - پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں - پانچ نمازیں اور سورہ بقر کی آخیر آیتیں اور اُن کی امت میں سے جو شخص خدا کے ساتھ شرک نہ کرے اُس کے کبیرہ گناہ معاف کریگا ✣

خبر دی ہم کو سلیمان بن داؤد نے ابن وہب سے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو عمرو بن حارث نے کہ عبد ربہ بن سعید نے خبر دی اُس کو کہ بنانی نے حدیث بیان کی اُس نے انس بن مالک سے کہ نماز مکہ میں فرض ہوئی اور دو فرشتے رسول اللہ کے پاس آئے اور اُن کو زمزم کے پاس لے گئے - دونوں نے اُن کا پیٹ چیرا اور اندر کی چیز (دل) سونے کے لگن میں نکالی

اخبرنا سلیمان بن داؤد عن ابن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان عبد ربہ بن سعید اخبرہ ان البنانی حدثہ عن انس بن مالك ان الصلوات فرضت بمکۃ وان ملکین اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذھبا بہ الی زمزم فشقا بطنہ واخرجا حشوہ فی طست من ذھب فغسلاہ بماء زمزم ثم کبسا جوفہ حکمۃ وعلما - (نسائی صفحہ ۵۴) ✣

اور آب زمزم سے اُس کو دھویا پھر علم و حکمت اُس کے اندر بھر دیا ✣

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۱)	ہم نے طیار کیا ہے اُن کے لئے عذاب دکھ دینے والا (۱۱)

حدیث ابن ماجہ

حدیث بیان کی ہم سے حرملہ بن یحییٰ مصری نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے

حدثنا حرملہ بن یحیی المصری حدثنا عبداللہ بن وہب اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شہاب عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض اللہ علیٰ اُمتی خمسین صلوۃ فرجعت بذلک حتی اتی علی موسیٰ فقال موسیٰ ماذا افترض ربک علی امتک قلت فرض علی خمسین صلوۃ قال فارجع الی ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت ربی فوضع عنی شطرها فرجعت الی موسیٰ فاخبرته فقال ارجع الی ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت ربی فقال ھی خمس و ھی خمسون لا یبدل القول لدی فرجعت الی موسیٰ فقال راجع الی ربک فقلت قد استحییت من ربی۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۳۴)

عبداللہ بن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھ کو یونس بن یزید نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں اُٹھا پھر کر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسےٰ علیہ السلام نے پوچھا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا خدا کے پاس پھر جائیے آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ معاف کر دیا۔ پھر میں موسےٰ کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی کہا پھر خدا کے پاس جائیے۔ آپ کی اُمت میں اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے پھر خدا سے کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں اور یہی پچاس ہیں۔ میرا قول نہیں بدلتا۔ پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا پھر خدا کے پاس جائیے۔ میں نے کہا مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے۔

اختلافات جو ان حدیثوں میں ہیں

ان حدیثوں کے طرز بیان میں اور واقعات جو اُن میں بیان ہوئے ہیں اور اُن کے الفاظ و عبارات میں ایسا اختلاف ہے جو اس بات کے یقین کرنے کے لئے کافی دلیل ہے کہ وہ الفاظ وہ نہیں ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے ہونگے یہ بات مسلم ہے کہ حدیثیں بلفظہ یعنی اُنہی الفاظ سے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے بیان نہیں ہوتی تھیں بلکہ روایت بالمعنی کا عام رواج تھا یعنی راوی

وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ	اور دعا مانگتا ہے انسان برائی کی جیسے کہ وہ دعا مانگتا ہے بھلائی کی

حدیث کے مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایک مطلب کی حدیثوں کو متعدد راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے اور اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ ان حدیثوں کے جو الفاظ ہیں وہ اخیر راوی کے الفاظ ہیں جس کی روایت حدیثوں کی کتابوں میں لکھی گئی ہے ۔

علاوہ اس کے ان حدیثوں کے مضامین بھی نہایت مختلف ہیں اور راویوں نے اپنی یاد اور اپنی سمجھ کے موافق اُن کو بیان کیا ہے اُن سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ درحقیقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان کیا تھا اور زبانی نقل در نقل ہوتے ہوتے اخیر راوی تک کس قدر پہنچی اور کیا کمی یا زیادتی اُن میں ہوگئی اور مطلب بھی اُن میں وہی باقی رہا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یا اُس میں بھی کچھ تغیر و تبدیل ہوگئی ہے ۔

اب ہم الفاظ کے اختلافات سے قطع نظر کرتے ہیں اس خیال سے کہ راویوں کے سبب وہ مختلف ہوگئے ہیں اور صرف اختلافات مضامین کو دکھلاتے ہیں جو مذکورہ بالا حدیثوں میں پائے جاتے ہیں ۔

۱- اس بات میں اختلاف ہے کہ جب معراج شروع ہوئی تو آپ کہاں تھے

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیثوں میں ہے کہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں تھے کہ آپ کے گھر کی چھت پھٹ گئی ۔

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث میں ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے پاس تھے ۔

بخاری میں انہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ حطیم میں تھے یا حجر میں تھے ۔

بخاری اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے کہ مسجد کعبہ میں سے آپ کو معراج ہوئی ۔

جس قدر حدیثیں ان کے سوا ہیں اُن میں سے کسی میں اس بات کا ذکر نہیں کہ جب

اور ہے انسان جلد باز (۱۲)	وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (۱۲)

معراج شروع ہوئی تو آپ کہاں تھے +

۲۔ جبریل تنہا آئے تھے یا اور بھی اُن کے ساتھ تھے

بخاری میں مالک ابن صعصعہ اور بخاری و مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ تنہا جبریل آنحضرت کے پاس آئے تھے +

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ دو فرشتے آنحضرت پاس آئے تھے +

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے جس کے یہ لفظ ہیں " فذکر رجلا بین الرجلین " +

اور مسلم اور نسائی میں ہے " احد الثلثۃ بین الرجلین " یعنی تین کا ایک جو دو کے درمیان میں ہے +

فتح الباری اس سے مراد لیتا ہے کہ آنحضرت حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتے تھے جس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں دو آدمیوں یعنی حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتا تھا +

مگر کواکب الدراری اور خیر الجاری میں جو بخاری کی شرحیں ہیں لکھا ہے " ای ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث رجال وھم الملائکۃ تصوروا بصورۃ الانس " یعنی آنحضرت نے تین آدمیوں کا ذکر کیا جو فرشتے تھے کہ آدمیوں کی شکل بنکر آئے تھے پس اس روایت سے تین فرشتوں کا آنا معلوم ہوتا ہے +

بخاری اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت پاس تین فرشتے آئے +

۳۔ اُس وقت آپ سوتے تھے اور اخیر تک سوتے رہے یا جاگتے تھے

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث میں ہے۔ بین النائم والیقظان یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میں کچھ سوتا اور کچھ جاگتا تھا +

بخاری کی انہی کی دوسری حدیث میں ہے " مضطجعا " یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میں کروٹ پر لیٹا یا سوتا تھا +

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ " وھو نائم " یعنی آنحضرت سوتے

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ	اور ہم نے کیا رات کو اور دن کو دو نشانیاں

تھے اور اس کے بعد ہے" فیما یری قلبه وتنام عینه ولا ینام قلبه" یعنی فرشتے آپ کے پاس آئے ایسی حالت میں کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔ اُس حدیث کے اخیر میں ہے" فاستیقظ وهو فی المسجد الحرام" یعنی تمام قصہ معراج بیان کر کے انس بن مالک نے کہا کہ پھر آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے ✦

اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہے وهو نائم فی المسجد الحرام یعنی آنحضرت سوتے تھے مسجد حرام میں ✦

ان حدیثوں کے سوا کسی حدیث میں اس بات کا بیان ہی نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت جاگتے تھے یا سوتے تھے ✦

۴۔ شق صدر اور اُس کے اختلافات

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل نے میرا سینہ چیرا اور زمزم کے پانی سے دھویا ✦

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حلقوم سے پیٹ کی پیٹ کی نرم جگہ تک چیرا گیا۔ اور پیٹ کے زمزم کے پانی سے دھویا گیا ✦

اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں انہیں کی حدیث ہے کہ گلے کے گڑھے سے پیڑو تک چیرا گیا۔ پھر میرا دل نکالا اور زمزم کے پانی سے دھویا ✦

بخاری میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ تین فرشتے آئے تھے اُن میں سے جبریل نے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے تک چیر ڈالا اور جبریل نے اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا۔ نسائی میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ دو فرشتے آئے اور آنحضرت کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور دونوں نے آنحضرت کے پیٹ کو چیرا اور دونوں نے ملکر زمزم کے پانی سے دھویا ✦

ان حدیثوں کے سوا جو اور حدیثیں ہیں اُن میں شق صدر کا کچھ ذکر نہیں ✦

۵۔ براق کا ذکر کن حدیثوں میں ہے اور کن میں نہیں

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جس کو براق کہتے ہیں ✦

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ میرے پاس براق لایا گیا اور وہ ایک

فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ	پھر ہم نے دھندلا کر دیا رات کی نشانی کو

چوپایہ ہے سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ❖

ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب براق زین اور لگام سے آراستہ لایا گیا ❖

نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے اُس میں براق کا نام نہیں ہے صرف یہ ہے کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا ❖

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے اُس میں بھی براق کا نام نہیں ہے صرف یہ ہے کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا ❖

ان حدیثوں کے سوا اور کسی حدیث میں براق کے لائے جانے کا ذکر نہیں ہے ❖

۶- آپ براق پر سوار ہو کر گئے یا کس طرح

بخاری اور مسلم میں ابوذر اور انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبرئیل میرا ہاتھ پکڑ کر آسمانوں پر لے گئے۔ اور انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ مجھ کو آسمانوں پر لیگئے (واضح ہو کہ ان حدیثوں میں براق کا کچھ ذکر نہیں ہے) ❖

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ براق پر سوار ہو کر جبرئیل کے ساتھ گئے ❖

مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک پہنچا ❖

ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ سوار ہوتے وقت براق نے شوخی کی اور جبرئیل نے اُس سے کہا کہ تو محمد کے ساتھ اس طرح شوخی کرتا ہے۔ کوئی تجھ پر سوار نہیں ہوا جو مقبول ہو خدا کے نزدیک ان سے زیادہ۔ راوی نے کہا کہ براق ندامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا ❖

اور سب سے زیادہ عجیب روایت وہ ہے جو بزار نے اور سعید ابن منصور نے ابوعمران جونی سے اور اس نے انس سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیٹھا تھا کہ جبرئیل آئے اور میرے دونوں کندھوں کے بیچ میں ہاتھ مارا۔ پھر ہم دونوں ایک درخت کے پاس گئے جس میں پرندوں کے گھونسلے رکھے تھے۔ ایک میں جبرئیل اور ایک میں میں بیٹھ گیا۔ پھر وہ گھونسلے بلند ہوئے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کو گھیر لیا ❖

وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً	اور ہم نے کیا دن کی نشانی کو دکھلانے والی

۷۔ بیت المقدس میں براق کے باندھنے کا اختلاف

مسلم میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے براق کو اُس کنڈے سے باندھ دیا جس سے سب پیغمبر باندھتے تھے ❖

ترمذی میں بریدہ کی حدیث ہے کہ جبریل نے انگلی کے اشارہ سے ایک پتھر کو شق کیا اور اُس سے براق کو باندھ دیا ❖

۸۔ بیت المقدس پُہنچنے سے پہلے کہاں کہاں تشریف لیگئے اور کیا کیا کیا

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں سوار ہو کر جبریل کے ساتھ چلا اور طیبہ میں اُترا اور نماز پڑھی جہاں کہ ہجرت ہوگی پھر طور سینا پر اُترا اور نماز پڑھی جہاں اللہ نے موسٰے سے کلام کیا تھا۔ پھر بیت لحم میں اُترا اور نماز پڑھی جہاں حضرت عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر میں بیت المقدس میں پُہنچا جہاں تمام انبیا جمع تھے اور مَیں نے امام بنکر سب کو نماز پڑھائی ❖

اس واقعہ کا سوا اس حدیث کے کسی اور حدیث میں ذکر نہیں ہے ❖

۹۔ اختلافات مقامات انبیا آسمانوں پر جن سے ملاقات ہوئی

ادریس

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس دوسرے آسمان پر ملے ❖

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر ملے ❖

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر ملے ❖

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ادریس پانچویں آسمان پر ملے ❖

تاکہ تم تلاش کرو فضل (یعنی روزی) اپنے پروردگار سے	لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ

ہارون

بخاری اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ہارون چوتھے آسمان پر ملے ٭
بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ہارون پانچویں آسمان پر ملے ٭
مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ہارون پانچویں آسمان پر ملے ٭

موسےٰ

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ موسےٰ چھٹے آسمان پر ملے ٭
مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ موسےٰ چھٹے آسمان پر ملے ٭
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ موسےٰ ساتویں آسمان پر ملے ٭

ابراہیم

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ ابراہیم چھٹے آسمان پر ملے ٭
بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ابراہیم چھٹے آسمان پر ملے ٭
بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ ابراہیم ساتویں آسمان پر ملے ٭
مسلم اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ابراہیم ساتویں آسمان پر ملے ٭

حلیہ موسےٰ

بخاری میں ابو ہریرہ کی اور مسلم میں جابر کی اور ابو ہریرہ کی ترمذی میں حدیث ہے جن میں حضرت موسےٰ کا دبلا یا چھریرہ ہونا بیان ہوا ہے ٭
بخاری میں عبد اللہ ابن عمر کی حدیث ہے جس میں موسےٰ کا موٹا ہونا بیان ہوا ہے ٭
بخاری اور مسلم میں عبد اللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ	اور تاکہ تم جانو برسوں کی گنتی کو اور حساب کو

موسٰے کے گھونگریالے بال تھے ٭

بخاری میں ابو ہریرہ کی اور عبداللہ ابن عمر کی اور مسلم اور ترمذی میں ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس میں حضرت موسٰے کے سیدھے لمبے بال بیان ہوئے ہیں ٭

حلیہ عیسٰے

بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس میں حضرت عیسٰے کے لمبے بال ہونے معلوم ہوتے ہیں ٭

بخاری میں عبداللہ ابن عمر کی اور بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن عباس کی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے کے گھونگریالے بال تھے ٭

ذریات آدم و بکاء آدم

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ پہلے آسمان پر آدم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملے ۔ اور آدم کے دائیں اور بائیں اُن کی ذریات تھی ۔ دائیں طرف والوں کو دیکھ کر ہنستے تھے کہ وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر روتے تھے کہ وہ دوزخی ہیں ٭

باقی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے ٭

بکاء موسٰے

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ جب آنحضرت حضرت موسٰے سے ملکر آگے بڑھے تو حضرت موسٰے روئے کہ لے خدا یہ لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں جائینگے ٭

باقی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے ٭

۱۰ - تخفیف نمازوں میں

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت موسٰے اور خدا کے پاس تخفیف نماز کے لئے جتنی دفعہ آئے گئے ہر مرتبہ ایک حصہ

اور ہر چیز ہم نے اُس کو مفصل بیان کیا ہے تفصیل کر کے (۱۲)	وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (۱۲)

نمازوں کا معاف ہوا۔ تعداد کچھ نہیں بیان کی ❖

بخاری اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ اور انس ابن مالک کی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دفعہ کے جانے میں دس دس نمازیں معاف ہوئیں اور آخر کو پانچ رہ گئیں ❖

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دفعہ میں پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں ❖

بخاری اور نسائی میں ابن مالک کی حدیث ہے کہ پانچ نمازیں مقرر ہونے کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے آنحضرت خدا کے پاس معافی کے لئے گئے مگر قبول نہ ہوئی۔ اور اور حدیثوں میں ہے کہ پانچ نمازوں کے مقرر ہونے کے بعد آنحضرت نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب تو مجھ کو خدا کے پاس جانے میں شرم آتی ہے ❖

متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے سے پہلے نماز فرض ہوئی تھی۔ اور بعض میں مذکور ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کے بعد نماز فرض ہوئی ❖

۱۱۔ اختلافات نسبت سدرۃ المنتہیٰ و بیت المعمور

مسلم اور ترمذی اور نسائی میں عبداللہ ابن مسعود سے حدیث ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے ❖

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سب آسمانوں کے بعد ہے اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے سے پہلے نماز فرض ہوئی ❖

بخاری اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ بیت المعمور سب آسمانوں کے بعد ہے اور اُس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نماز سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کے بعد فرض ہوئی ❖

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی دوسری حدیث ہے کہ ساتوں آسمانوں سے گذر کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور اُس کے بعد بیت المعمور میں اور اُس کے بعد نماز فرض ہوئی ❖

بخاری اور نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ ساتوں آسمانوں کے بعد سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور اُس کے بعد نماز فرض ہوئی ❖

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ	اور ہر انسان کے ساتھ لگا دیا ہے ہم نے اُس کی شامت اعمال کو اُس کی گردن میں

۱۲۔ الوان سدرۃ المنتہےٰ اور آنحضرت صلعم کا سجدہ کرنا

بخاری اور مسلم میں ابوذر کی حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ میں سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہنچا اور اُس پر ایسے رنگ چھائے ہوئے تھے جن کی حقیقت کو میں نہیں جانتا ✤

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ پھر وہ یعنی آنحضرت ساتویں آسمان سے اوپر گئے جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں یہاں تک کہ سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہنچے اور خدا تعالےٰ اُن سے نزدیک ہوُا پھر اور بھی نزدیک ہوُا یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہگیا پھر خدا نے اُن کو وحی بھیجی اور پچاس نمازیں مقرر کیں ✤

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سدرۃ المنتہےٰ کی نسبت کہ جب اُس پر حکم الٰہی سے چھا گیا جو چھانا تھا تو اُس کی حالت بدل گئی کسی انسان کی طاقت نہیں ہے کہ اُس کے حسن کی تعریف کر سکے ✤

مسلم اور ترمذی اور نسائی میں عبد اللہ ابن مسعود کی حدیث ہے اُس میں قرآن مجید کی اس آیت کی (اذ یغشی السدرۃ ما یغشی) تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس سے مطلب ہے سونے کے پروانوں سے یعنی سونے کے پروانے (یعنی پتنگے) درخت پر چھائے ہوئے تھے ✤

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر ہم ساتوں آسمانوں بعد سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہنچے پھر مجھ پر کہر سی چھا گئی پھر میں سجدہ کے لئے جھکا یعنی سجدہ کیا ✤

۱۳۔ سدرۃ المنتہےٰ کی نہریں

بخاری اور مسلم اور نسائی میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے اُس میں لکھا ہے کہ سدرۃ المنتہےٰ کی جڑ میں سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ دونوں پوشیدہ نہریں جنت میں بہتی ہیں اور دو ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں ✤

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آسمان دنیا یعنی آسمان اول پر دو نہریں

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۴﴾	اور ہم نکالینگے اُس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب پا دیگا اُس کو کھلا ہوا ﴿۱۴﴾

بہتی ہوئی دیکھیں - آنحضرت نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ کیا نہریں ہیں جبریل نے کہا یہ نیل و فرات کی اصل ہیں +

اور کسی حدیث میں سوائے ان حدیثوں کے نہروں کا ذکر نہیں ہے +

۱۴ - شراب اور دودھ

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب میں بیت المقدس کی مسجد سے نماز پڑھکر نکلا تو جبریل نے دو پیالے پیش کئے ایک شراب اور ایک دودھ کا +

مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ بیت المعمور میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے +

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہے کہ بیت المعمور میں تین پیالے پیش کئے گئے ایک دودھ کا ایک شراب کا اور ایک شہد کا +

۱۵ - جنت میں داخل ہونا

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰے کے بعد جنت میں داخل ہوئے +

اور کسی حدیث میں جنت میں جانے کا ذکر نہیں ہے +

۱۶ - کوثر

بخاری میں انس ابن مالک کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے آسمان اول پر ایک اور نہر دیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل تھے جبریل نے بتایا کہ یہ نہر کوثر ہے +

اور کسی حدیث میں کوثر کا ذکر نہیں ہے +

۱۷ - سماعت صریف الاقلام

بخاری اور مسلم میں ابو ذر کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں سے قلموں کے چلنے کی آواز آتی تھی +

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ	پڑھ اپنی کتاب کو

اور کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں ہے ❊

۱۸- آسمانوں پر جانا بذریعہ معراج کے

اختلاف اقوال علما نسبت اسراے اور معراج کے جہاں ہم نے بیان کئے ہیں اس میں ابو سعید خدری کی حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں ❊

وفی حدیث ابی سعید الخدری عند ابن اسحاق فلما فرغت مما کان فی بیت المقدس اتی بالمعراج - یعنی جو کچھ کہ بیت المقدس میں ہونا تھا جب وہ ہو چکا تو لائی گئی معراج - معراج کا ترجمہ ہم نے سیڑھی کیا ہے جس کے ذریعہ سے بلندی پر چڑھتے ہیں ❊

معراج کے معنی سیڑھی کے لینے میں یہ سند ہے کہ فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰ میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہے یعنی اس روایت کے سوا اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا آسمانوں پر جانا براق پر نہ تھا بلکہ معراج پر گئے تھے جس سے مراد سیڑھی ہے - چنانچہ ابن اسحٰق کے نزدیک ابو سعید کی حدیث میں اور بیہقی کی کتاب الدلائل میں صاف طور پر اس کی تصریح ہے - حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ یکایک ایک چوپایہ خچر کی مانند پتلے کانوں والا لایا گیا جس کو براق کہتے ہیں - مجھ سے پہلے پیغمبر اس پر سوار ہوتے تھے - میں اس پر سوار ہوا - پھر حدیث میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب میں اور جبریل دونوں بیت المقدس میں داخل ہوئے - میں نے نماز پڑھی - پھر میرے پاس معراج یعنی ایک سیڑھی لائی گئی اور ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بیت المقدس میں جو کچھ ہونا تھا میں اس سے جب فارغ ہوا تو معراج یعنی سیڑھی لائی گئی جس سے زیادہ خوبصورت چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی اور وہ ایسی

فاما العروج ففی غیر ھذہ الروایت من الاخبار انه لم یکن علی البراق بل رقی المعراج وھو السلم کما وقع مصرحا به فی حدیث ابی سعید عند ابن اسحٰق والبیھقی فی الدلائل و لفظه فاذا انا بدابة کالبغل مضطرب الاذنین یقال له البراق وکانت الانبیاء ترکبه قبلی فرکبته فذکر الحدیث قال ثم دخلت انا وجبریل بیت المقدس فصلیت ثم اتیت بالمعراج وفی روایت ابن اسحٰق سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول لما فرغت مما کان فی بیت المقدس اتی بالمعراج فلم ار قط شیئا کان احسن منه وھو الذی یمد الیه المیت عینیه اذا حضر فاصعدنی صاحبی فیه حتی انتھی بی الی باب من ابواب السماء الحدیث وفی روایة کعب فوضعت له مرقاة من فضة ومرقاة من ذھب حتی عرج ھو وجبریل وفی روایة لابی سعید فی شرف المصطفیٰ انه اتی بالمعراج من جنة الفردوس وانه منضد باللؤلؤ وعن یمینه ملائکة وعن یساره ملائکة

(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰) ❊

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑮	کافی ہے تو آپ آج کے دن اپنے پر حساب لینے والا ⑮

خوشنما تھی کہ مرنے والا عین جانکنی کے وقت اُس کے دیکھنے کے لئے آنکھیں کھول دے پھر میرے ساتھی یعنی جبریل نے مجھ کو سیڑھی پر چڑھایا یہاں تک کہ آسمان کے ایک دروازہ کے پاس لے پہنچا اور کعب کی روایت میں ہے کہ ایک سیڑھی چاندی کی اور ایک سونے کی رکھی گئی یہاں تک کہ آنحضرت اور جبریل اُس پر چڑھے اور شرف المصطفےٰ میں ابوسعید کی روایت میں ہے کہ بہشت سے ایک سیڑھی لائی گئی جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اُس کے دائیں طرف بھی فرشتے اور بائیں طرف بھی فرشتے تھے ✤

اگر ان روایتوں پر کچھ اعتبار ہو سکے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج مثل حضرت یعقوب کی معراج کے ہو جاتی ہے جس کا ذکر توریت میں ہے ✤

توریت میں لکھا ہے کہ ،، پس یعقوب از بیر شبع بیروں آمدہ بحاران روانہ شد - و بجائے رسید کہ درانجا بیتوتت نمود زیرا کہ آفتاب فرو میرفت و از سنگ ھائے آں مکان گرفتہ بجہت بالیں گذاشتہ وہماں جا خوابید - پس بخواب دید کہ اینک نردبانے بزمیں برپا گشتہ سرش بآسماں میرسد و اینک فرشتگانِ خدا از اں بیالا و زیر میرفتند - و اینک خداوند براں ایستادہ گفت من خداوند خدائے پدرت ابراہیم و ہم خدائے اسحاقم ایں زمینے کہ براں میخوابی بتو و بذریت تو میدہم - و ذریت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواہند شد و ہم از تو و از ذریات تمامی قبائل زمین متبرک خواہند شد - و اینک من با تو ام و ہر جائے کہ میروی ترا نگاہداشتہ بایں زمین باز پس خواہم آورد و تا بوقتیکہ آنچہ بتو گفتہ ام بجائے آورم ترا وانخواہم گذاشت - و یعقوب از خواب خود بیدار شدہ گفت بدرستی کہ خداوند دریں مکان ست و من ندانستم - پس ترسیدہ گفت کہ ایں مکان چہ سناک است ایں نیست مگر خانہ خدا و ایں است دروازہ آسمان - (کتاب پیدائش باب ۲۸ ورس ۱۰ لغایت ۱۷) ✤

اختلافات احادیث کا نتیجہ

ان واقعات کا جن کا حدیثوں میں بیان ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ تر عجیب باتوں کا خواب میں دیکھنا ناممکن نہیں ہے مگر ہم نے اُن کے اختلافات اس لئے دکھائے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بسبب اُن اختلافات کے یقین نہیں ہو سکتا کہ درحقیقت کیا حالات آنحضرت نے دیکھے تھے - اور کیا واقعات خواب میں گذرے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ	جس شخص نے ہدایت پائی پھر اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس نے ہدایت پائی اپنے بھلے کے لئے

اور راوی کیا سمجھا اور کس قدر تغیر الفاظ میں - طرز بیان میں - واقعات میں اور معانی الفاظ میں ہوگیا - اور کس راوی نے اپنی سمجھ کے مطابق کون کون سی باتیں اُن میں زیادہ کردیں اور کون سی کم - کیونکہ اُن حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جگہ راویوں کے قول اُن حدیثوں میں شامل ہیں - پس جس قدر قرآن مجید میں مذکور ہے کہ "لنریہ من ایاتنا انه هو السمیع البصیر" اس قدر تو تسلیم ہے کہ خدا نے اُس خواب میں کچھ اپنی نشانیاں آنحضرت کو دکھلائیں مگر ثابت نہیں ہوتا کہ کیا نشانیاں دکھلائیں اور اگر ہم آیات سے احکام مراد لیں جیسا کہ قرآن مجید کے بہت سے مقاموں میں آیات سے احکام مراد ہیں اور "لنریه" سے ارادت قلبی یعنی کسی بات پر دلی اور کامل یقین ہوجانا سمجھیں تو آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں - تاکہ ہم اُس کو یقین کرادیں اپنے بعض حکموں پر - اور یہ الفاظ جو حدیثوں میں آئے ہیں " فاوحی الی ما اوحی" اور " فرضت علی اُمتی خمسون صلوۃ " اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ آیات سے احکام مراد ہیں ✦

ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ اس باب میں کہ معراج جاگتے میں اور بجسدہ ہوئی تھی یا سوتے میں بروحہ بطور خواب کے - علمائے متقدمین کے تین مذہب ہیں مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک چوتھا مذہب اختیار کیا تھا کہ جاگتے میں اور بجسدہ ہوئی مگر بجسد برزخی بین المثال والشہادۃ - چوتھے مذہب کو ہم چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو اُنہی کی رائے یا مکاشفہ ہے جس کا پتہ نہ کسی روایت میں ہے نہ اقوال علما میں سے کسی قول میں - بلکہ حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی معراج بالجسد ہونے پر یقین نہیں ہے - صاف صاف نہیں کہتے اور بجسد برزخی معراج کا بیان کرتے ہیں - جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جسد اصلی موجودہ کے ساتھ معراج نہیں ہوئی - اور اس لئے اُن کا مذہب بھی انہی لوگوں کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بجسدہ معراج نہیں ہوئی ✦

شاہ ولی اللہ صاحب کے مذہب کو چھوڑ کر تین مذہب باقی رہ جاتے ہیں - یعنی معراج کا ابتدا سے انتہا تک بجسدہ اور حالت بیداری میں ہونا - یا مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ اور حالت بیداری میں ہونا اور اُس کے بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہے تک ہونا بروحہ یا معراج کا جس میں اسریٰ بھی داخل ہے ابتدا سے انتہا تک بروحہ اور سونے کی حالت میں یعنی خواب میں ہونا - ہم پہلی دونوں صورتوں کو تسلیم نہیں کرتے لیکن ہر ایک

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا	اور جو گمراہ ہوا اس کے سوا کچھ نہیں کہ گمراہ ہوا اپنے نقصان کے لئے

صورت کو معہ اُس کے دلائل کے بیان کرتے ہیں ✣

صورت اول یعنی معراج بجسدہ ابتدا سے انتہا تک بحالت بیداری

اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت بڑا گروہ علما کا اس بات کا قائل ہے کہ معراج ابتدا سے انتہا تک حالت بیداری میں اور بجسدہ ہوئی تھی۔ مگر اس کے ثبوت کے لئے اُن کے پاس ایسی ضعیف دلیلیں ہیں جن سے امر مذکور ثابت نہیں ہو سکتا ✣

پہلی دلیل اُن کی یہ ہے۔ خدا نے فرمایا ہے " اسریٰ بعبدہ " اور عبد جسم اور روح دونوں کو شامل ہے۔ اس لئے متعین ہوا کہ معراج میں آنحضرت کا جسم اور روح دونوں گئے تھے ✣

تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ کہ عبد نام ہے جسم اور روح دونوں کا۔ پس ضرور ہوا کہ اسرا میں جسم اور روح دونوں گئے ہوں پھر اس پر بحث ہے کہ انسان جسم کا یا روح کا یا مجموع کا نام ہے ✣

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان یکون الاسراء حاصلا لمجموع الجسد والروح۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۱) ✣

اور شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ معراج کا واقعہ اگر خواب ہوتا تو خدا فرماتا بروح عبدہ اور بعبدہ نہ کہتا مگر وہ اس طرح پر کلام عرب کی کوئی مثال نہیں بتاتے ✣

لوکان مناما لقال بروح عبدہ ولم یقل بعبدہ (شفای قاضی عیاض صفحہ ۸۶) ✣

دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ سرے پر خدا نے فرمایا ہے " سبحان الذی " اور سبحان کا لفظ تعجب کے موقعہ پر بولا جاتا ہے اگر اسرا اور معراج خواب میں ہوتی تو کچھ تعجب کی بات نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ معراج حالت بیداری میں اور بجسدہ ہوئی۔ اور یہ عجیب واقعہ تھا اس لئے خدا نے شروع میں فرمایا " سبحان الذی " ✣

تیسری دلیل اُن کی یہ ہے۔ کہ انہوں نے سورۂ والنجم کو بھی معراج سے متعلق سمجھا ہے۔ سورۂ نجم میں آیا ہے نہیں ادھر اُدھر پھری اُس کی نگاہ اور نہ مقصد سے آگے بڑھی۔

ما زاغ البصر وما طغی ولوکان مناما ما کانت فیہ اٰیۃ ولا معجزۃ۔ (شفای قاضی عیاض صفحہ ۸۶) ✣

اور اگر معراج ہوتی سوتے میں تو اس میں نہ کوئی نشانی ہوتی نہ معجزہ۔ اور جب امر واقع کو بصر کی طرف منسوب کیا ہے تو اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج رویت عینی تھی نہ رویت قلبی ✣

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی	اور نہیں بوجھ اُٹھاتا کوئی بوجھ اُٹھانیوالا بوجھ دوسری کا

چوتھی دلیل اُن کی یہ ہے کہ حضرت عایشہ نے سورہ والنجم کی ایک آیت کی تفسیر میں اس بات سے انکار کیا ہے کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا ہے اور اگر معراج خواب میں ہوئی ہوتی تو حضرت عایشہ اس سے انکار نہ کرتیں شفاے قاضی عیاض میں لکھا ہے ۔

الذی یدل علیہ صحیح قولھا انہ بجسدہ لانکارھا ان تکون رؤیا لربہ رؤیا عین ولو کانت عندھا مناما لم تنکرہ - (شفاے قاضی عیاض صفحہ ۸۹) ✽

ہماری مراد اُس حدیث سے ہے جس سے حضرت عایشہ کا یہ صحیح قول معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا معراج جسمانی تھا - کیونکہ اُنہوں نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا - اگر واقعہ معراج اُن کے نزدیک خواب ہوتا تو ہرگز اس بات کا انکار نہ کرتیں ✽

مسرُوق کہتے ہیں کہ مَیں حضرت عایشہ کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا - اُنہوں نے کہا

عن مسروق قال کنت متکیا عند عایشۃ - فقالت یا ابا عایشۃ ثلاث من تکلم بواحدۃ منھن فقد اعظم علی اللہ الفریہ قلت ماھن قالت من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریہ قال وکنت متکیا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ تعالیٰ " ولقد راٰہ بالافق المبین " و " لقد راٰہ نزلۃ اخری " فقالت ان اول ھذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو جبریل علیہ السلام لم اراہ علی صورتہ التی خلق علیھا غیر ھاتین المرتین و ایتہ منھبطا من السماء سادا عظم خلقہ ما بین السماء الی الارض فقالت اولم تسمع ان اللہ عز وجل یقول " لا تدرکہ الابصار وھو اللطیف الخبیر " اولم تسمع ان اللہ عز وجل یقول " وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا " الی قولہ " علی حکیم " -

(صحیح مسلم صفحہ ۹۸) ✽

اے ابو عایشہ تین باتیں ہیں جو شخص اُن میں سے ایک بھی زبان پر لاتا ہے خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ہے - مَیں نے کہا وہ باتیں کیا ہیں کہا جو شخص گمان کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ہے - مسرُوق کہتے ہیں کہ مَیں تکیہ لگائے بیٹھا تھا - یکایک سیدھا ہو بیٹھا اور مَیں نے کہا اے ام المومنین مجھ کو دم لینے دو اور جلدی نہ کرو کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا ہے کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو یعنی خدا کو افق مبین پر دیکھا اور اُس نے دوبارہ اس کو یعنی خدا کو دیکھا - حضرت عایشہ نے فرمایا کہ مَیں اس امت میں سب سے پہلی ہوں جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا - آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں مَیں نے اُس صورت میں جس پر وہ پیدا ہوئے ہیں اُن کو دو دفعہ کے سوا نہیں دیکھا - مَیں نے اُن کو آسمان سے اُترتے دیکھا کہ انہوں نے اپنے جثہ کی بڑائی سے زمین اور آسمان کی درمیانی فضا کو بھر دیا تھا -

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۶﴾	اور ہم نہیں عذاب دینے والے جب تک کہ ہم نہ بھیجیں کوئی پیغمبر ﴿۱۶﴾

حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سُنا خدا فرماتا ہے کہ نہیں پاتیں اُس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو اور وہی ہے باریک دیکھنے والا خبردار اور کیا تو نے نہیں سُنا خدا فرماتا ہے نہیں ممکن ہے کسی انسان کے لئے یہ کہ خدا اُس سے باتیں کرے مگر بطور وحی کے یا پردے کی اوٹ سے یا کوئی رسول بھیجتا ہے آخر آیت تک ✤

پانچویں دلیل اُن کی یہ ہے کہ قریش نے آنحضرت کے بیت المقدس جانے اور اُن کے دیکھنے سے انکار کیا۔ اگر وہاں تک جانا بطور خواب دیکھنے کے ہوتا تو قریش کو اُس سے انکار اور تنازع کرنے کا کوئی مقام نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج حالت بیداری میں اور بجسدہ تھی جس کے سبب سے قریش نے جھگڑا کیا فتح الباری شرح بخاری اور نیز بخاری میں جو کچھ اس کی نسبت لکھا ہے اُس کو ہم اس مقام پر لکھتے ہیں ✤

فتح الباری میں لکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ اسرا حالت بیداری میں اور

وذهب بعضهم الى ان الاسراء كان فى اليقظة والمعراج كان فى المنام او ان الاختلاف فى كونه يقظة او مناما خاص بالمعراج لا بالاسراء ولذلك لما اخبر به قريشا كذبوه فى الاسراء واستبعدوا وقوعه ولم يتعرضوا للمعراج وايضا فان الله سبحانه وتعالى قال "سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى" فلو وقع المعراج فى اليقظة كان ذلك ابلغ فى الذكر فلما لم يقع ذكره فى هذا الموضع مع كون شانه اعجب وامره اغرب من الاسراء بكثير دل انه كان مناما واما الاسراء لو كان مناما لما كذبوه ولا استنكروه لجواز وقوع مثل ذلك وابعد منه لاحاد الناس۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۱۵۱) ✤

معراج سونے کی حالت میں ہوئی تھی یا اس بات میں اختلاف کہ جاگتے میں ہوئی یا سوتے میں خاص معراج سے متعلق ہے نہ اسرا سے۔ اسی سبب سے جب رسول خدا نے قریش کو اس واقعہ کی خبر دی تو اُنہوں نے بیت المقدس جانے کی تکذیب کی اور اس وقوع کو ناممکن خیال کیا اور معراج سے کچھ تعرض نہیں کیا نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے "پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک" اگر معراج جاگتے میں ہوئی ہوتی تو اُس کا ذکر کرنا اور بھی زیادہ بلیغ ہوتا۔ مگر جب خدا نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا حالانکہ اس کی کیفیت اسرا سے بہت عجیب اور اس کا قصہ اس سے زیادہ نادر تھا تو معلوم ہوا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی۔ لیکن اسرا اگر خواب میں ہوتی تو قریش اس کی تکذیب نہ کرتے اور نہ انکار کرتے کیونکہ ایسی اور اس سے زیادہ دور از قیاس باتیں لوگوں کو خواب میں دکھائی دے سکتی ہیں ✤

اور بخاری کی ایک حدیث میں ہے جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (۱۷)	اور جب کہ ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کریں کسی بستی کو حکم کرتے ہیں ہم اُس کے سرکشوں کو (رسول کی اطاعت کا) پھر نافرمانی کی اُنہوں نے اُس میں تو محقق ہوگیا اُس پر وعدہ عذاب کا پھر تب ہم نے اُس کو برباد کردیا ہر طرح سے برباد کرنا (۱۷)

قال جابر بن عبد الله انہ سمع رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی الله لی بیت المقدس وطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ۔

(صحیح بخاری صفحہ ۵۴۸)

سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قریش نے میری تکذیب کی مَیں مقام حجر میں کھڑا ہوا۔ خدا نے بیت المقدس کو میری نظروں میں جلوہ گر کردیا مَیں اُس کی نشانیاں قریش کو بتاتا تھا اور اُس کو دیکھتا جاتا تھا۔ صحیح مسلم میں بھی مثل صحیح بخاری کے حدیث ہے جس کے الفاظ اور مضمون میں بخاری کی حدیث سے اختلاف ہے ✤

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ الله لی انظر الیہ ما یسألون عن شیٔ الا انبأتہم بہ۔

(صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۹۶)

اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا اس حال میں کہ قریش مجھ سے بیت المقدس تک جانے کا حال پوچھتے تھے۔ اُنہوں نے بیت المقدس کی ایسی باتیں مجھ سے دریافت کیں جو مجھ کو یاد نہ تھیں مَیں ایسا گھبرایا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ گھبرایا تھا۔ رسول خدا فرماتے ہیں کہ خدا نے بیت المقدس مجھ سے نزدیک کردیا مَیں اُس کی طرف دیکھتا تھا اور وہ جو کچھ مجھ سے پوچھتے تھے مَیں اُن کو بتاتا تھا ✤

چھٹی دلیل اُن کی یہ ہے کہ امّہانی کی حدیث سے جو طبرانی نے نقل کی ہے اور شداد ابن اوس کی حدیث سے جو بیہقی نے ذکر کی ہے۔ صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کا معراج کو جانا جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں تھا چنانچہ ان دونوں حدیثوں کو قاضی عیاض نے کتاب شفا میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہیں ✤

حضرت امّہانی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔

وعن امّ ہانی ما اسری برسول الله صلی الله علیہ وسلم الا وھو فی بیتی تلک اللیلۃ صلی العشاء الآخرۃ ونام بیننا فلما کان قبیل الفجر اھبنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم فلما صلی الصبح وصلینا قال یا ام ھانی لقد صلیت

اُس رات میرے گھر میں تھے عشا کی نماز پڑھ کر ہمارے درمیان سو رہے صبح سے کچھ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جگایا

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (۱۸)	اور بہتوں کو ہم نے ہلاک کیا اگلے زمانہ کے لوگوں میں سے نوح کے بعد اور کافی ہے تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں پر خبر رکھنے والا اور دیکھنے والا (۱۸)

معکم العشاء الاٰخرۃ کما رایت بھذا الوادی ثم جئت بیت المقدس فصلیت فیہ ثم صلیت الغداۃ معکم الان کما ترون وھذا بین فی انہ بجسمہ +

جب آنحضرت اور ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا اے اُمہانی میں نے عشا کی نماز تمہارے ساتھ اس وادی میں یعنی مکہ میں پڑھی جیسا کہ تو نے دیکھا۔ پھر میں بیت المقدس گیا۔ اور اس میں نماز پڑھی پھر اس وقت صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ حدیث معراج کے جسمانی ہونے پر صریح دلیل ہے +

شداد بن اوس نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے معراج کی رات کے متعلق رسول اللہ

وعن ابی بکر من روایۃ شداد بن اوس عنہ انہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ طلبتك یا رسول اللہ البارحۃ فی مکانك فلما جدك فاجا بہ ان جبریل حملہ الی المسجد الاقصیٰ۔

(شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۰) +

صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے کل رات آپ کو مکان میں ڈھونڈھا آپ کو نہیں پایا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ جبریل مجھ کو بیت المقدس لے گئے تھے۔ یہ چھ دلیلیں ہیں جو حامیان معراج بالجسد نے بیان کی ہیں +

ان تمام دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ اسراء معراج بجسدہ اور حالت بیداری میں ہوئی تھی اُن کے پاس قرآن مجید سے یا حدیث سے کوئی سند موجود نہیں ہے قرآن مجید میں کہیں بیان نہیں ہوا ہے کہ اسرا یا معراج بجسدہٖ حالت بیداری میں ہوئی تھی صحاح کی کسی حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے بلکہ اگر کچھ ہے تو اس کے برخلاف ہے اور جو دلیلیں بیان کی ہیں وہ نہایت ہی ضعیف اور غیر مثبت مدعا ہیں جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں +

پہلی دلیل کہ لفظ عبد میں جسم و روح دونوں شامل ہیں اور اس لئے اسراء معراج بجسدہ ہوئی تھی ایسی بے معنی ہے کہ اُس پر نہایت تعجب ہوتا ہے اگر خدا یوں فرماتا کہ "اسریت بعبدی فی المنام من الکعبۃ الی المدینۃ یا اریت عبدی فی المنام کذا وکذا" تو کیا اُس وقت بھی یہ لوگ کہتے کہ عبد میں جسم و روح دونوں شامل ہیں اور اس لئے خواب میں مع جسم جانا ثابت ہوتا ہے +

جو شخص خواب دیکھتا ہے وہ ہمیشہ متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اس بات پر قادر ہو کہ دوسرے کو بھی خواب دکھا سکے تو وہ ہمیشہ اس کو مخاطب کریگا خواہ نام لے کر یا اُس

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ﴿١٩﴾	جو کوئی چاہتا ہے جلدی جانے والی (یعنی آسودگی دنیا) کو جلدی دیتے ہیں ہم اُس کو اُسی میں جو ہم چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں پھر ہم کرتے ہیں اُس کے لئے جہنم جاویگا اُس میں بدحال ہُوا راندہ ہُوا ﴿١٩﴾

کی کسی صفت کو بجائے نام قرار دیکر اور اُس پر اس طرح سے استدلال نہیں ہوسکتا جیسا کہ ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاہا ہے ❖

قرآن مجید میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کی نسبت کہا "یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا" اور رفیقیوں نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا "ایک نے کہا" انی ارانی اعصر خمرا" دوسرے نے کہا "انی ارانی احمل فوق راسی خبزا" حالانکہ یہ سب خواب تھے پھر لفظ "انی" پر یہ بحث کہ اُس میں جسم و روح دونوں داخل ہیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وہ جسمانی فعل ہی تھا کیسی لغو و بیہودہ بات ہے ❖

خود رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب بیان کئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے خواب آنحضرت کے سامنے بیان کئے ہیں جن میں متکلم کے صیغے "رایت" استعمال ہوئے ہیں اور اُن اشیا اور اشخاص کا ذکر آیا ہے جن کو خواب میں دیکھا پس کیا اس پر خواب میں اُن اشیا اور اشخاص کے فی الواقعہ بجسدہا موجود ہونے پر استدلال ہوسکتا ہے ❖

اور یہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا "اسری بروح عبدہ" ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا۔ اس قول کے لئے ضرور تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر "فعل بروحہ کذا وکذا" بولنا عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ محض لغو و بیہودہ ہے اور اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا ❖

دوسری دلیل کی نسبت ہم خوشی سے اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ سُبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ مگر اُس کو اسرا سے خواہ وہ خواب میں ہوئی ہو یا حالت بیداری میں اور بجسدہ ہوئی ہو یا بروحہ کچھ تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اُس کو اُس سے تعلق ہے جو مقصد اعظم اس اسرا سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہے "لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر" اور اسی کے لئے خدا نے ابتدا میں فرمایا "سبحان الذی" ❖

تیسری اور چوتھی دلیل مبنی ہے سورہ والنجم کی چند آیتوں اور سورہ تکویر کی ایک آیت پر

اور جو کوئی چاہتا ہے اور کوشش کرتا ہے اُس کے لئے پوری کوشش اُس کی اور وہ ایمان والا ہو پھر یہ لوگ ہیں کہ ہوگی اُن کی سعی قبول کی گئی (۲۰)	وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (۲۰)

کہ انہوں نے اُن آیتوں کو معراج سے متعلق سمجھا ہے حالانکہ قرآن مجید سے کسی طرح نصاً یا اشارتاً نہیں پایا جاتا کہ وہ آیتیں معراج سے متعلق ہیں۔ علاوہ اس کے کس قدر بعید معلوم ہوتا ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں جس میں معراج کا ذکر ہے وہاں تو معراج کے حالات نہ بیان کئے جاویں اور ایک زمانہ کے بعد یا قبل جب سورہ والنجم نازل ہوئی ہو اس میں معراج کا حال بیان ہو۔ سورہ والنجم سے ظاہر ہے کہ جو وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی اور جس کو کفار تسلیم نہیں کرتے تھے اور آنحضرت کو نعوذ باللہ جھٹلاتے تھے اُس کی تردید اور وحی کے من اللہ ہونے کی تصدیق میں وہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اُن کو معراج سے کچھ تعلق نہیں +

علما و محدثین کو سورہ والنجم کی آیتوں کے معراج سے متعلق ہونے میں اس وجہ سے شبہ پڑا ہے کہ بعض راویوں نے معراج کا حال بیان کرنے میں سورہ والنجم کی آیتوں کو بیان کر دیا ہے مثلاً بخاری میں انس ابن مالک سے جو روایت ہے اس کے راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ کہے ہیں " ودنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی اللہ الیہ " اور یہ الفاظ قریب قریب اُنہی الفاظ کے ہیں جو سورہ والنجم میں آئے ہیں +

اسی طرح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے جو روایت ہے اُس کے راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ کہے ہیں " اذ یغشی السدرة ما یغشی " اور یہ الفاظ بعینہ وہی ہیں جو سورہ والنجم میں آئے ہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سورہ والنجم کی آیتیں معراج سے متعلق ہیں کیونکہ حدیثوں کے راوی اپنے لفظوں میں حدیثوں کا مطلب بیان کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اسی مطلب کو مختلف راویوں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا ہے کسی نے " فلما غشیہا (ای السدرة) من امر اللہ ما غشی " کسی نے بیان کیا ہے " فغشیہا (ای السدرة) الوان لا ادری ما ھی " غرضکہ کسی راوی کا حدیث کے مطلب کو قرآن مجید کے الفاظ سے تعبیر کرنا اُس کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ الفاظ اُس واقعہ سے متعلق ہیں +

علاوہ اس کے سورہ والنجم میں یہ آیت ہے " ولقد راٰہ نزلة اخری عند سدرة المنتہیٰ " یعنی آنحضرت نے اُس کو اور ایک دفعہ سدرة المنتہےٰ کے پاس دیکھا۔ یہ حالت ایک دفعہ معراج میں آنحضرت پر طاری ہوئی تھی سورہ والنجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت جو وحی آئی تھی اُس وقت بھی وہی حالت طاری ہوئی تھی اور لفظ اخری صاف دلالت کرتا ہے کہ جو واقعہ سورہ والنجم میں

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۱﴾	ہر ایک کو مدد دیتے ہیں ہم اُس گروہ کو تیرے پروردگار کی بخشش سے اور نہیں ہے بخشش تیرے پروردگار کی روکی گئی ﴿۲۱﴾

مذکور ہے وہ واقعہ معراج سے علیحدہ ہے ٭

سورہ والنجم سے جس امر میں وحی آنا معلوم ہوتا ہے وہ متعلق اصنام عرب تھا اور اس لئے ان آیتوں کے بعد خدا نے فرمایا "افرئیتم اللات والعزی ومنات الثالثة الاخری" اور آخر کو فرمایا "ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس ولقد جاءھم من ربہم الہدی" ٭

سورہ والنجم کی آیتیں جن کو مفسرین نے معراج سے متعلق سمجھا ہے اور ہم نے اُن آیتوں کو معراج کے متعلق قرار نہیں دیا وہ بلاشبہ تفسیر کے لائق ہیں تاکہ ہمارے نزدیک جو اُن کی صحیح تفسیر ہے معلوم ہو جاوے اور پھر اُس میں کچھ شبہ نہ رہے اور اگر اُن آیتوں کی تفسیر عربی زبان میں ہو تو اُن کی ضمیروں کا مرجع زیادہ وضاحت سے معلوم ہوگا اس لئے ہم اُن کی تفسیر عربی زبان میں مع اردو ترجمہ کے اس مقام پر لکھتے ہیں ٭

تفسیر آیات سورہ والنجم

والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم یعنی محمد صلعم
وما غوی - وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی
یوحی علمہ یعنی محمد صلعم فی التفسیر الکبیر والاولی
ان یقال الضمیر عائد الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقد یرہ علمہ محمدا - شدید القوی ذو مرة وھو اللہ
العلی الکبیر کما قال لنفسہ ان اللہ قوی شدید
العقاب - وھو شدید المحال - وقال اکثر المفسرین
وھو جبریل ولا نسلم فاستوی ای محمد صلعم
وھو ای محمد صلعم بالافق الاعلی - قال صاحب
التفسیر الکبیر وظاھر ان المراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
معناہ استوی بمکان وھو المکان العالی رتبة ومنزلة
فی رفعة القدر لا حقیقة فی الحصول فی المکان فان
قیل کیف یصح ھذا واللہ تعالی یقول لقد راہ

ستارہ کی قسم جب کہ وہ ڈھلتا ہے - نہیں
بھٹکا تمہارا صاحب یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم
اور نہ بہکا - اور وہ نہیں بولتا اپنی خواہش سے -
نہیں ہے وہ بولنا مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے
سکھایا ہے اُس کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو -
علمہ میں جو ضمیر ہے اُس کو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی طرف پھیرا جاوے - تفسیر کبیر میں بھی
لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ یہ کہا جاوے کہ ضمیر پھرتی
ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف - اور اُس کی
مراد یہ ہے کہ سکھایا محمد کو بہت بڑی قوتوں
والے صاحب قوت نے اور اس سے مراد خدا
ہے یعنی خدا نے محمد کو سکھایا - جو لفظ شدید کا
اس آیت میں ہے اُس کو خدا تعالے نے بہت جگہ

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۲﴾	دیکھ کس طرح ہم نے بزرگی دی اُن میں سے بعضوں کو بعضوں پر اور بے شبہ آخرت بہت بڑی ہے درجوں میں اور بہت بڑی بزرگی دینے میں ﴿۲۲﴾

بالافق المبین" اشارۃ الی انه رای جبریل بالافق المبین نقول وفی ذلك الموضع ایضاً نقول کما قلنا ههنا انه صلی الله علیه وسلم رای جبریل وهو بالافق المبین یقول القائل رایت الهلال فیقال له این رایته فیقول فوق السطح اذا الرای فوق السطح للمرئی والمبین هو الفارق من ابان ای فرق ای هو بالافق الفارق بین درجة الانسان ومنزلة الملك فانه صلی الله علیه وسلم انتهی وبلغ الغایة وصار نبیا کما صار بعض الانبیاء نبیا یاتیه الوحی فی نومه وعلی هیئته وهو واصل الی الافق الاعلی والافق الفارق بین المنزلتین - وایضاً فی التفسیر المذکور فان قیل الاحادیث تدل علی خلاف ما ذکرتم حیث ورد فی الاخبار ان جبریل صلی الله علیه وسلم اری النبی صلی الله علیه وسلم نفسه علی صورته فسد المشرق فنقول نحن ما قلنا انه لم یکن ولیس فی الحدیث ان الله تعالی اراد بهذه الایة تلك الحکایة حتی یلزم مخالفة الحدیث وانما نقول ان جبریلا ری النبی صلی الله علیه وسلم نفسه مرتین وبسط جناحیه وقد ستر الجانب الشرقی وسده لکن الایة لم ترد لبیان ذلك +

ثم قال تعالی ثم دنا فتدلی - قال فی التفسیر الکبیر الدنو والتدلی بمعنی واحد کانه قال دنی فقرب انتهی - والمعنی عندنا فقرب محمد صلی الله علیه وسلم الی ربه او ربه الیه تقربا

اپنی ذات کے لئے بولا ہے - جیسے کہ ان الله قوی شدید العقاب - وهو شدید المحال - اکثر مفسروں نے شدید القوی ذو مرۃ یعنی بہت بڑی قوت والے صاحب قوت سے جبریل مراد لی ہے - مگر ہم اس کو نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اُس سے مراد خدا ہے - پھر وہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کامل ہوا - اور وہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند مکان یعنی اعلےٰ درجہ پر تھا ہم نے "استوی" اور "ھو" کی ضمیر دونوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد لی ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ اس سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - اور معنی یہ ہیں کہ وہ باعتبار رتبہ اور منزلت اور بلند قدر کے ایک عالی مکان میں یعنی درجہ میں تھے نہ یہ کہ وہ حقیقت کسی مکان میں پہنچ گئے تھے - اگر یہ کہا جاوے کہ کس طرح یہ بات درست ہوگی ایسی حالت میں کہ خدا نے ایک اور جگہ فرمایا ہے" ولقد راہ بالافق المبین" جس میں اشارہ اس بات کا ہے کہ آنحضرت نے جبریل کو افق مبین پر دیکھا تھا - تو ہم اُس مقام پر بھی وہی کہینگے جو اس مقام پر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو دیکھا اور وہ یعنی آنحضرت افق مبین یعنی مکان روشن میں باعتبار رتبہ و منزلت کے تھے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں نے چاند دیکھا اور

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۳﴾

مت ٹھیرا اللہ کے سوا دوسرے کو معبود پھر تو بیٹھ رہیگا بدحال ہوا تباہی میں پڑا ہوا ﴿۲۳﴾

فی المنزلۃ والدرجۃ لا تقربا حسیا قال فی التفسیر الکبیر ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم دنا من الخلق والامۃ ولان لھم وصار کواحد منہم فتدلی ای تدلی الیہم بالقول اللین والدعاء الرفیق فقال "انا بشر مثلکم یوحی الی" وعلی ھذا ففی الکلام کمالان کانہ تعالی قال اوحی یوحی جبریل علی محمد فاستوی محمد وکمل فدنا من الخلق بعد علوہ وتدلی الیہم بلغ الرسالۃ ✤

وفی التفسیر المذکور ان المراد منہ ھو ربہ تعالی وھو مذھب القائلین بالجھۃ والمکان اللھم الا ان یرید القرب بالمنزلۃ وعلی ھذا یکون فیہ ما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایۃ عن ربہ تعالی من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا ومن تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا ومن مشی الی اتیتہ ھرولۃ اشارۃ الی المعنی المجازی وھذا ما اخترناہ وھھنا لما بین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استوی وعلی فی المنزلۃ العقلیۃ لا فی المکان الحسی قال وقرب اللہ منہ تحقیقا لما فی قولہ من تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا۔

فکان قاب قوسین او ادنی ای بین محمد علیہ السلام وبین ربہ مقدار قوسین او اقل وورد ھذا علی استعمال العرب قال فی التفسیر الکبیر یکون قوس عبارۃ عن بعد من قاس یقوس فاوحی ای اوحی اللہ الی عبدہ ما اوحی ماکذب الفواد ما رای قال فی التفسیر الکبیر المشھور انہ فواد

وہ پوچھے کہ کہاں دیکھا اور وہ جواب دے کہ چھت پر۔ اس سے مراد یہ ہوگی کہ دیکھنے والا چھت پر تھا نہ یہ کہ چاند چھت پر تھا۔ اور مبین کے معنی ہیں جدا کرنے والے لے اور یہ بنا ہے لفظ ابان سے جس کے معنی جدا کرنے کے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسان اور فرشتہ کے درجہ اور منزلت کے جدا کرنے والے افق پر تھے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخیر درجہ پر پہنچ گئے تھے اور نبی ہوگئے تھے جس طرح اور بعضے نبی نبی ہوئے ہیں۔ آنحضرت کو وحی ہوتی تھی سوتے میں اور اصلی حالت میں۔ اور آنحضرت پہنچ گئے تھے افق اعلے کو یعنی اُس افق کو جو جدا کرنے والا ہے دونوں درجوں کو یعنی ملکیت اور بشریت کو) ✤

اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے اگر یہ کہا جاے کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا۔ حدیثیں اُس کے برخلاف دلالت کرتی ہیں۔ جہاں کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جبریل نے اپنے آپ کو اپنی اصلی صورت میں آنحضرت کو دکھایا اور مشرق کو گھیر لیا۔ تو ہم کہینگے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا کہ یہ نہیں ہوا۔ اور حدیث میں یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالے نے اس آیت میں ارادہ کیا ہے اُس بات کے کہنے کا یعنی جو حدیثوں میں ہے تاکہ حدیثوں کی مخالفت لازم آوے۔ بیشک

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ
وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ﴿۲۴﴾

اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ نہ عبادت کرو
(کسی کی) مگر اُسی کی اور (حکم کیا) ماںباپ کے
ساتھ احسان کرنے کو اگر پہنچے تیرے ساتھ بڑھاپے
کو اُن دونوں میں کا ایک یا دونوں تو مت کہہ
اُن کو اف تک اور مت جھڑک اُن کو اور کہہ
اُن کے لئے بات تعظیم کی ﴿۲۴﴾

محمد صلے اللہ علیہ وسلم معناہ انہ ماکذب
فوادہ واللام لتعریف ما علم حالہ لسبق ذکر محمد
علیہ الصلوۃ والسلام فی قولہ "الی عبدہ" وفی قولہ
"وھو بالافق الاعلیٰ" وقولہ تعالیٰ "ما ضل
صاحبکم" والرای ھو فواد محمد علیہ السلام
والمرئی الآیات العجیبۃ الالھیۃ ۔

افتمارونہ علے ما یری ای علی ما قد رای
محمد علیہ السلام ولقد راہ ای محمد صلے اللہ علیہ
وسلم ربہ برویۃ الفواد نزلۃ وفی التفسیر الکبیر
النزول بالقرب المعنوی لا الحسی فان اللہ تعالیٰ
قد یقرب بالرحمۃ والفضل من عبدہ ولا یراہ
العبد ولھذا قال موسیٰ علیہ السلام "رب ارنی"
ای ازل بعض حجب العظمۃ والجلال و ادن من العبد
بالرحمۃ والاتصال لاراک اخری فی تفسیر ابن
عباس مرۃ اخری غیر الذی اخبرکم بہا عند
سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنۃ الماوی وھذا دلیل
علی ان الواقعۃ التی ذکرھا فی ھذہ السورۃ ماعدا
واقعۃ المعراج فانضمامھا بواقعۃ المعراج لیس
بصحیح ولہ دلیل ثان فی الآیۃ الآتیۃ - اذ یغشی
السدرۃ ما یغشی وھذا اخبار عما وقع فی المعراج۔
فی البخاری عن ابن شہاب عن انس ابن مالک

ہم کہتے ہیں کہ جبریل نے اپنے تئیں نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کو دو دفعہ دکھایا اور اپنے بازو پھیلادئیے
اور مشرق کی طرف کو گھیر لیا۔ لیکن یہ آیت اس
بیان میں نازل نہیں ہوئی - واضح ہو کہ اس مقام
پر ہم کو اس بات سے بحث کرنی کہ جبریل نے
آنحضرت کو کس طرح پر دکھلایا اور آنحضرت
نے اُن کو کس طرح پر دیکھا ضرور نہیں ہے۔ کیونکہ اس
بحث کو چھیڑیں تو خلط مبحث ہو جاتا ہے ۔

اس کے بعد خدا تعالےٰ نے فرمایا پھر وہ
قریب ہوا پھر قریب ہو گیا۔ تفسیر کبیر میں لکھا
ہے کہ دنو اور تدلی کے لفظ جو اس آیت
میں آئے ہیں۔ اُن کے ایک ہی معنی ہیں۔ اُن
کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قریب
ہوا پھر قریب ہو گیا۔ ہمارے نزدیک اُن دونوں
لفظوں دنی۔ فتدلی میں جن کے معنی ہیں
قریب ہوا پھر قریب ہو گیا۔ جو ضمیریں ہیں وہ
خدا اور پیغمبر خدا کی طرف پھرتی ہیں۔ اور معنی
یہ ہیں۔ کہ قریب ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے رب سے یا اُن کا رب اُن سے یعنی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے۔ اس قرب سے قریب ہونا منزلت
اور درجہ میں مراد ہے نہ ظاہر میں دو چیزوں کے

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا ﴿۲۵﴾	اور جھکا اُن کے لئے بازو تواضع کے مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر اُن پر جس طرح پر کہ انہوں نے پالا مجھ کو چھٹ پنے میں ﴿۲۵﴾

عن ابی ذر۔ ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی السدرۃ المنتہیٰ وغشیہا الوان لا ادری ماھی۔ وفی النسائی عن سعید ابن عبد العزیز عن یزید ابن ابی مالک عن انس ابن مالک۔ ثم صعد بی فوق سبع سموات فاتینا سدرۃ المنتہیٰ فغشیتی ضبابۃ فخررت ساجدا۔ وشریک ابن عبد اللہ فی حدیثہ عن انس ابن مالک اتی بعدۃ الفاظ من سورۃ النجم وقال حتی جاء سدرۃ المنتہیٰ و دنی الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی اللہ الیہ فیما یوحی اللہ۔ مازاغ البصر وما طغیٰ فی التفسیر الکبیر واما علی قولنا غشیہا نور فقولہ "ما زاغ" ای ما مال عن الانوار "وما طغیٰ" ای ما طلب شیئا وراءھا ...... وفیہ وجہ اخر وھو ان یکون ذلک بیان لوصول محمد صلی اللہ وسلم الی سدرۃ الیقین الذی لا یقین فوقہ ولقد رای من ایات ربہ الکبریٰ وھذا کقولہ تعالیٰ فی سورۃ الاسراء "لنریہ من ایاتنا"۔

پاس پاس ہو جانے سے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کے لوگوں سے اور اپنی امت سے قریب ہوئے۔ اور اُن کے لئے نرم ہو گئے۔ اور انہی میں سے ایک کی مانند ہو گئے پھر قریب ہو گئے اُن سے نرم باتوں اور نرم کلام سے پھر کہا میں انسان ہوں تم جیسا۔ وحی آتی ہے مجھ پر۔ اور اس بنا پر کلام میں دو خوبیاں ہیں گویا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وحی کہ لاتے ہیں جبریل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کامل اور پورے ہوئے۔ پھر اپنے اونچے ہونے کے بعد دنیا کے لوگوں سے قریب ہوئے اور اُن سے نزدیک ہوئے اور خدا کا پیغام پہنچا دیا۔

اسی تفسیر میں ہے کہ تدلی کی ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے اور یہ اُن کا مذہب ہے جو خدا کے لئے جہت اور مکان کے قائل ہیں۔ مگر حاشا وکلا قرب سے سوائے قرب منزلت کے اور کچھ مراد نہیں ہے۔ اور بلحاظ اس مطلب کے یہی مطلب اس قول کا جس میں آنحضرت نے خدا کی طرف سے کہا ہے کہ جو مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہوتا ہے میں اُس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میری طرف چلتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ یہاں قرب سے معنی مجازی مراد ہیں نہ حقیقی۔ اور یہی ہم نے اختیار کیا ہے۔ اور یہاں جب بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کامل ہونے اور عقلی مرتبہ میں اونچے ہوئے نہ کہ حسی مرتبہ میں۔ تو پھر فرمایا کہ خدا اُن سے قریب ہوا تحقیقاً جیسا کہ اُس نے فرمایا کہ جو میری طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے میں اُس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں۔ پھر رہ گیا فاصلہ

تمہارا پروردگار جانتا ہے جو کچھ کہ تمہارے جی میں ہے اگر تم ہو گے نیک (۲۶)	رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ (۲۶)

دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم یعنی حضرت محمد علیہ السلام اور خدا کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم رہگیا - یہ الفاظ عرب کے محاورہ کے موافق آئے ہیں ❊

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ قوس سے دوری مراد ہو سکتی ہے کیونکہ قاس یقوس کے معنی ہیں دُور ہوُا اور دُور ہوگا - پھر وحی بھیجی یعنی اللہ نے اپنے بندہ کی طرف جو بھیجی - نہیں جھٹلایا دل نے اس چیز کو کہ دیکھا تھا - تفسیر کبیر میں لکھا ہے - کہ مشہور یہ ہے کہ یہاں دل سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دل مراد ہے - معنی یہ کہ اُن کے دل نے نہیں جھٹلایا - اور لام تعریف کا اس لئے آیا کہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام کا پہلے ذکر ہو چکا ہے خدا کے اس قول میں کہ اپنے بندہ کی طرف اور اس قول میں کہ وہ اونچی افق پر تھا اور اس قول میں کہ تمہارا صاحب نہیں بھٹکا - اور دیکھنے والا محمد علیہ السلام کا دل ہے اور جو دیکھا وہ خدا کی عجیب نشانیاں ہیں ❊

کیا تم جھگڑتے ہو اُس سے اس چیز پر کہ اُس نے دیکھی یعنی اس پر جو محمد علیہ السلام نے دیکھا اور بیشک دیکھا اس کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل کی بینائی سے دیکھا - اترتا تفسیر کبیر میں ہے کہ یہاں قرب سے نزول معنوی مراد ہے نہ حسی کیونکہ خدا کبھی رحمت اور مہربانی کے ساتھ اپنے بندہ سے قریب ہوتا ہے - اور بندہ اس کو نہیں دیکھتا اسی لئے موسٰے علیہ السلام نے کہا اے خدا مجھ کو دکھا یعنی عظمت و جلال کا ایک پردہ ہٹادے اور رحمت اور مہربانی کے ساتھ اپنے بندہ سے قریب ہو - تاکہ تجھ کو دیکھوں - دوسری بار تفسیر ابن عباس میں ہے کہ دوسری بار نہ وہ کہ جس کی تم کو خبر دی - سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے پاس جنت الماوٰے ہے یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جو واقعہ اس سورہ میں بیان ہوُا وہ معراج کے سوا ایک اور واقعہ ہے - اس کا ملانا واقعۂ معراج کے ساتھ صحیح نہیں ہے - اور اگلی آیت میں دوسری دلیل ہے - جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا یعنی ڈھانپ لیا سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا یہ واقعۂ معراج کی خبر ہے - بخاری میں ابن شہاب سے پھر انس بن مالک سے پھر ابوذر سے روایت ہے کہ پھر مجھ کو لے گیا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا - اور اس پر ایسے رنگ چھائے تھے کہ میں نہیں سمجھا وہ کیا چیز تھے اور نسائی میں سعید بن عبد العزیز سے پھر یزید بن ابو مالک سے پھر انس بن مالک سے روایت ہے کہ پھر مجھ کو سات آسمانوں سے اوپر لے گیا - پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور مجھ پر ایک کہر سی چھا گئی اور میں

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۷﴾	پھر بیشک وہ ہے (گناہوں سے) پھرنیوالوں کو بخشنے والا ﴿۲۷﴾

سجدہ میں گرا - اور شریک بن عبد اللہ نے اپنی حدیث میں جو انس بن مالک سے روایت کی ہے چند الفاظ سورۂ نجم کے بیان کردئیے ہیں - اور کہا کہ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک آیا - اور خدا سے رب العزت قریب ہوا پھر قریب ہوگیا - یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم رہگیا - پھر خدا نے اُس کی طرف وحی بھیجی جو کچھ بھیجی - نہیں بہکی نظر نہ حد سے بڑھی تفسیر کبیر میں ہے کہ ہمارے اس قول کے موافق کہ اس پر نور چھایا ہوا تھا - خدا کے اس قول کے معنی یہ ہونگے کہ نہ وہ انوار سے دور رہوا - نہ سوائے اُن کے اور چیز اُس نے طلب کی - اور ایک معنی اس کے اور بھی ہیں - وہ یہ کہ شاید یہ بیان ہو حضرت رسول اللہ کو سدرۃ الیقین تک پہنچنے کا جس سے بالا تر کوئی یقین نہیں ہے - اور بیشک دیکھیں اُس نے اپنے خدا کی بڑی نشانیاں - یہ قول خدا کا ایسا ہے جیسا سورۂ اسرا میں ہے تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں انتہے +

اس تفسیر میں ہم نے " شدید القوی ذو مرۃ " سے خدا مراد لی ہے اور اکثر مفسرین نے جبریل مراد لی ہے حالانکہ جبریل کے مراد لینے کے لئے کوئی اشارہ اس مقام میں نہیں ہے بلکہ جب خدا نے سورہ قیامہ میں فرمایا ہے " ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرانا ہ فاتبع قرانه " تو نہایت مناسب ہے کہ " علمہ شدید القوی ذو مرۃ " سے خدا مراد لی جاوے لیکن اگر جبریل مراد لیجاوے تو اس وقت یہ بحث پیش ہوگی کہ حقیقت جبریل کیا ہے اور نتیجہ بحث کا یہ ہوگا کہ ھو قوۃ اللہ وقدرتہ اور اُس وقت شدید القوی ذو مرۃ سے خدا مراد لینا یا جبریل مراد لینا دونوں کا نتیجہ متحد ہوجاویگا +

سورہ والنجم میں یہ آیت ہے " فاستوی وھو بالافق الاعلی " اسی کی مانند ایک آیت سورۂ تکویر میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے " لقد راٰہ بالافق المبین " صاحب تفسیر کبیر نے جس طرح کہ وھو بالافق الاعلی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا ہے اسی طرح بالافق المبین کو بھی آنحضرت سے متعلق کیا ہے مگر راٰہ میں جو ضمیر غائب کی ہے اُس کو جبریل کی طرف راجع کیا ہے مگر جب ہم ان دونوں آیتوں میں سے ایک کی تفسیر دوسری آیت سے کریں تو سورۂ تکویر کی آیت کی تفسیر اس طرح پر ہوتی ہے لقد راٰہ ای رای اللہ محمدا بالافق المبین ای علی مرتبۃ و منزلتہ فی رفعتہ القدر کما فسر صاحب التفسیر الکبیر قولہ تعالے بالافق الاعلی +

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۸﴾	اور (حکم کیا) دے قرابت والے کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت خرچ کر بے جا خرچ کرنا ﴿۲۸﴾

پس اس تیسری دلیل میں جو سورۂ نجم کی آیت کو معراج سے متعلق کیا ہے اور شفاء میں قاضی عیاض نے جو یہ حجت پکڑی ہے کہ اگر معراج سوتے میں ہوتی تو اُس میں نہ کوئی نشانی ہوتی نہ معجزہ درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر معراج رات کو بجسدہ اور جاگنے کی حالت میں ہوئی ہوتی تو بھی اُس پر معجزہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ معجزہ کے لئے تحدی اور اُس کا وقوع سب کے سامنے اور کم سے کم منکرین کے سامنے ہونا لازم ہے معراج اگر رات کو چُپکے چُپکے ہوگئی تو وہ معجزہ کیونکر قرار پاسکتی ہے ❖

مگر یہ کہنا قاضی صاحب کا کہ نہ کوئی نشانی ہوتی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اُنہوں نے آیت کو معجزہ سے علیحدہ بیان کیا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ انبیا علیہم السلام کے خواب جن میں وحی کا ہونا بھی ممکن ہے ایت من ایات اللہ ہوتے ہیں بخاری میں حضرت عایشہ کی حدیث میں ہے "اول ما بدءی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم" یعنی حضرت عایشہ نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اول اول جب وحی آنی شروع ہوئی تو اچھی اور سچی خوابوں کا دیکھنا تھا اور بلاشبہ وہ ایک آیت ہوتی ہیں آیات اللہ میں سے ❖

چوتھی دلیل تو اس سے زیادہ بودی ہے۔ حضرت عایشہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج بجسدہ نہیں ہوئی۔ مگر قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ مشہور مذہب حضرت عایشہ کا یہ نہیں ہے۔ بلکہ صحیح مذہب اُن کا اس کے برخلاف ہے کیونکہ اُنہوں نے خدا کی رویت سے واقعہ معراج میں انکار کیا ہے اور اگر معراج صرف خواب ہوتی تو وہ رویت کا انکار نہ کرتیں ❖

اول تو یہ پوچھنا ہے کہ خواب میں خدا کے دیکھنے کی حضرت عایشہ قائل ہیں۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ کیونکہ خدا کو نہ کوئی جاگتے میں دیکھ سکتا ہے نہ خواب میں ❖

حضرت عایشہ کے انکار رویت پر جو دلیل قاضی عیاض نے بیان کی ہے وہ صحیح بخاری کی اُس حدیث سے استنباط کی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ اُس حدیث سے کسی طرح یہ استدلال نہیں ہوسکتا کہ حضرت عایشہ خواب میں رویت باری کی قائل تھیں۔ اُس حدیث میں صرف اتنا بیان ہے کہ حضرت عایشہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ بات کہے کہ آنحضرت نے

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۹﴾	بیشک بیجا خرچ کرنے والے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان اپنے پروردگار کیلئے ناشکری کرنے والا ﴿۲۹﴾

خدا کو دیکھا تھا۔ تو وہ خدا پر بہتان باندھتا ہے ٭

مسروق وہاں موجود تھے اُنہوں نے حضرت عایشہ سے کہا کہ قرآن میں تو ہے۔ "ولقد راہ بالافق المبین" یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کو افق مبین پر دیکھا حضرت عایشہ نے کہا کہ میں آنحضرت سے پوچھ چکی ہوں۔ اس سے مراد جبریل کا دیکھنا ہے۔ اور یہ بھی حضرت عایشہ نے کہا کہ خدا نے فرمایا ہے "لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" اتنے کلام میں کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عایشہ خواب میں خدا کے دیکھنے کی قائل تھیں ٭

اگر کوئی یہ استدلال کرے کہ حضرت عایشہ کا مذہب یہ تھا کہ معراج بجسدہ نہیں ہوئی اور اس لئے اُنہوں نے اُس حدیث میں خدا کے دیکھنے سے انکار کیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ قاضی عیاض نے جو یہ بات لکھی ہے "الذی یدل علیہ صحیح قولھا انہ بجسدہ" غلط اور باطل ہے ٭

علاوہ اس کے حدیث مذکور میں عام طور پر بلا ذکر معراج کے حضرت عایشہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے خیال کیا کہ آنحضرت نے خدا کو دیکھا ہے تو اُس نے خدا پر بہتان کیا اور اُس میں کچھ ذکر نہیں ہے آنکھ سے دیکھنے یا خواب میں دیکھنے کا۔ تو کسی طرح اُس سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عایشہ کا یہ مذہب تھا کہ خواب کی حالت میں انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے ٭

پانچویں دلیل بھی نہایت بودی ہے۔ وہ دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ اگر آنحضرت بیت المقدس میں جانا خواب کی حالت میں بیان کرتے تو قریش اُس سے انکار نہ کرتے اور جھگڑے کے لئے مستعد نہ ہوتے۔ اُن کا جھگڑا صرف اسی لئے تھا کہ آنحضرت کا بیت المقدس بجسدہ جانا خیال کیا گیا تھا۔ اس دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قریش کی مخالفت رسول خدا صلے اللہ سے اس وجہ سے تھی کہ آنحضرت نے دعوئے نبوت و رسالت کیا تھا۔ اور واقعات معراج جو کچھ ہوئے ہوں وہ نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تھے اور اس لئے ضرور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن واقعات کا سوتے میں دیکھنا فرمایا ہو یا جاگنے کی حالت میں۔ قریش اس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنحضرت کو جھٹلاتے

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۳۰﴾	اور اگر تو مُنہ پھیرے اُن سے خواہش میں کسی رحمت کی اپنے پروردگار سے جس کی تو امید رکھتا ہے (یعنی بالفعل تیرے پاس اُن کی ساتھ سلوک کرنے کو کچھ نہ ہو اور تجھ کو خدا کی رحمت سے کشایش کی امید ہو) تو کہہ اُن کو بات نرمی سے ﴿۳۰﴾

کیونکہ وہ اصل نبوت و رسالت سے منکر تھے پھر جو امور کہ شعبۂ نبوت تھے اُن سے بھی انکار کرنا اُن کو لازم تھا ✤

قریش خواب کو بھی شعبۂ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کہ اُن کے مقصد کے برخلاف ہوتا تھا۔ اُس سے گھبراہٹ اور ناراضی اُن میں پیدا ہوتی تھی۔ اس کی مثال میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب ہے ✤

عاتکہ نے جو عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک ہولناک خواب دیکھا تھا۔ اور اُس کو اپنے بھائی عباس سے بیان کیا اور چاہا کہ وہ اس خواب کو پوشیدہ رکھیں۔ عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شتر سوار دیکھا جو وادی بطحا میں کھڑا ہے۔ اُس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکارو اپنے مقتل کی طرف تین دن میں بھاگو۔ عاتکہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجد میں داخل ہوا اور کعبہ کے سامنے اپنا اونٹ کھڑا کیا پھر اسی طرح چلایا پھر کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر اپنا اونٹ کو کھڑا کیا پھر اُسی طرح چلایا پھر پتھر کی ایک بڑی چٹان لیکر ہاتھ سے چھوڑی چونکہ مکہ وادی کے نشیب میں بسا ہوا تھا چٹان کے ٹکڑے بکھر گئے اور کوئی مکان مکہ کا نہیں بچا جس میں پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو۔ اس خواب کو سُنکر عباس نکلے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو اُن کا دوست تھا ملے اور اُس خواب کا اُس سے ذکر کیا۔ اور

وکانت عاتکۃ بنت عبدالمطلب قد رأت قبل قدوم ضمضم مکۃ بثلاث لیال رؤیا افزعتہا فقصتہا علی اخیہ العباس واستکتمتہ خبرہا۔ قالت رایت راکبا علی بعیر لہ واقفا بالابطح ثم صرخ باعلی صوتہ ان انفروا یا آل غدر لمصارعکم فی ثلاث قالت فاری الناس قد اجتمعوا الیہ ثم دخل المسجد فمثل بعیرہ علی الکعبۃ ثم صرخ مثلہا ثم مثل بعیرہ علی راس ابی قبیس فصرخ مثلہا ثم اخذ صخرۃ عظیمۃ و ارسلہا فلما کانت باسفل الوادی ارفضت فما بقی بیت من مکۃ الا دخل فلقۃ منہا فخرج العباس فلقی الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ وکان صدیقہ فذکرہا لہ واستکتمہ ذلک فذکرہا الولید لابیہ عتبۃ ففشا الخبر فلقی ابوجہل العباس فقال لہ یا ابا الفضل اقبل الینا قال فلما فرغت من طوافی اقبلت الیہ فقال لی متی حدثت فیکم ھذہ النبیۃ وذکر رؤیا عاتکۃ ثم قال ما رضیتم ان تتنبأ رجالکم حتی تتنبأ نساؤکم ۔

(صفحہ ۸۵ جلد دوم تاریخ کامل ابن اثیر) ✤

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۳۱)	اور مت کر اپنے ہاتھ کو بندھا ہؤا ساتھا اپنی گردن کے اور مت کھول اُس کو بالکل کھول دینا پھر بیٹھ رہیگا تو ملامت کیا گیا اور پچھتاتا ہؤا (۳۱)

اُس سے اس خواب کے چھپانے کی خواہش کی ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اُس خواب کو بیان کیا اور چرچا پھیل گیا - پھر ابوجہل کی ملاقات عباس سے ہوئی - اس نے اُن سے کہا اے ابوالفضل میرے پاس آؤ - عباس کہتے ہیں کہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوکر میں اس کے پاس گیا - اُس نے کہا کہ تم میں یہ پیغمبرنی کب سے پیدا ہوگئی اور اُس نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا - پھر کہا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوے کیا یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بھی پیغمبری دعوے کرنے لگیں ✤

اصل یہ ہے کہ آنحضرت نے معراج کی بہت سی باتیں جو خواب میں دیکھی ہونگی لوگوں سے بیان کی ہونگی منجملہ اُن کے بیت المقدس میں جانا اور اُس کو دیکھنا بھی بیان فرمایا ہوگا - قریش سوائے بیت المقدس کے اور کسی حال سے واقف نہیں تھے - اس لئے اُنھوں نے امتحاناً آنحضرت سے بیت المقدس کے حالات دریافت کئے - چونکہ انبیا کے خواب صحیح اور سچے ہوتے ہیں - آنحضرت نے جو کچھ بیت المقدس کا حال خواب میں دیکھا تھا بیان کیا جس کو راویوں نے "فجلی اللہ لی بیت المقدس" فرفعہ اللہ لی انظر الیہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے پس اُس مخاصمت سے جو قریش نے کی آنحضرت کا بجسدہ اور بیداری کی حالت میں بیت المقدس جانا ثابت نہیں ہوسکتا ✤

چھٹی دلیل طبرانی اور بیہقی کی احادیث پر مبنی ہے - ان دونوں کتابوں کا ایسا درجہ نہیں ہے جن کی حدیثوں سے رداً و قبولاً بحث ہوسکتی ہے - اُس کا کچھ ذکر نہ ہو - با ایں ہمہ اُمّہانی کی حدیث سے تو کوئی امر ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اُس حدیث میں ہے - کہ آنحضرت نے نماز عشا یہاں پڑھی اور ہمارے پاس سو رہے - پھر صُبح کو ہم کو جگایا اور صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی - پھر آنحضرت نے فرمایا کہ عشا کی نماز تو میں نے تمہارے ساتھ پڑھی اور پھر مَیں بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ✤

اس حدیث میں یہ لفظ ہیں " ثم جئت بیت المقدس" اور اسی پر قاضی عیاض نے استدلال کیا ہے کہ اسرار بجسدہ تھی حالانکہ صرف "جئت" کے لفظ سے جس کے ساتھ کچھ بیان نہیں ہے کہ آنحضرت کا جانا یہ روحانی طور پر تھا یا جسمانی طور پر - بجسدہ جانے پر استدلال نہیں ہوسکتا خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ اس کی تشریح اس مقام پر ہونی ضرور تھی ✤

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (۳۲)	بیشک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ بیشک وہ ہے اپنے بندوں پر خبر رکھنے والا دیکھنے والا (۳۲)

دوسری حدیث۔ شداد بن اوس کی ایسی رکاکت لفظ و معنی پر مشتمل ہے اور جو طرز کہ حدیث بیان کرنے کا ہے۔ اس سے اس قدر بعید ہے کہ کسی طرح قابل اعتماد نہیں ٭

صورت دوم یعنی اسراء کا مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ و بحالت بیداری ہونا اور معراج کا اُس کے بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہی تک بروحہ ہونا

ایک قلیل گروہ علما اور محدثین کا یہ مذہب ہے کہ اسرا مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ و بحالت بیداری ہوئی اور اُس کے بعد بروحہ۔ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسراء رکھتے ہیں اور بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہے تک جانے کا معراج ٭

اُن کی اس رائے کی تائید میں نہ قرآن مجید میں کچھ تصریح ہے اور نہ احادیث سے اُس کی تصریح معلوم ہوتی ہے مگر فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اسرا بیداری کی حالت میں ہوئی اور معراج سونے کی حالت میں اور اُن کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ "پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصے تک" اور اگر معراج جاگنے میں ہوتی تو اُس کا ذکر کرنا زیادہ بلیغ ہوتا ٭

> وذھب بعضھم الی ان الاسراء کان فی الیقظۃ والمعراج کان فی النوم ٭ ٭ فان اللہ سبحانہ وتعالیٰ قال "سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" فلو وقع المعراج فی الیقظۃ کان ذلک ابلغ فی الذکر الی آخرہ۔
> (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۵۱) ٭

اگرچہ اس بیان میں اسرا کے بجسدہ ہونے کا کچھ ذکر نہیں مگر لفظ فی الیقظۃ اسرا ہونے سے سمجھا جا سکتا ہے کہ بجسدہ فی الیقظۃ ہوئی تھی ٭

مگر اس دلیل کے ناکافی ہونے کے لئے اسی بات کا کہنا کافی ہے کہ بلاشبہ خدا نے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۳﴾	اور مت مار ڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے افلاس کے ہم اُن کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بیشک اُن کا مار ڈالنا ہے خطا بہت بڑی (یعنی بہت بڑا گناہ) ﴿۳۳﴾

فرمایا ہے کہ "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" مگر اس میں کچھ ذکر یا اشارہ اس بات کا کہ اسرا بحالت بیداری اور بجسدہ ہوئی تھی نہیں ہے پس اُس آیت سے اس بات پر کہ معراج بحالت بیداری ہوئی تھی استدلال نہیں ہو سکتا ٭

اس بیان سے جو فتح الباری میں ہے لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں پہنچنے کے بعد سو رہے تھے اور اُس کے بعد معراج یعنی عروج الی السموات سونے کی حالت میں ہوا تھا حالانکہ کسی حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ آنحضرت بیت المقدس میں پہنچ کر سو رہے ہوں ٭

علاوہ اس کے ہم نے صورت اول کی بحث میں ظاہر کیا ہے کہ کوئی دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ اسرا یا معراج بحالت بیداری و بجسدہ ہوئی تھی اور جو کہ اسرا بھی اُسی کا ایک جزو ہے اس لئے اسرا کا بھی بحالت بیداری اور بجسدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اس کے لئے جداگانہ دلیلوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ٭

تیسری صورت یعنی معراج کا جس میں اسرا بھی داخل ہے ابتدا سے انتہا تک بروحہ اور سونے کی حالت میں یعنی خواب میں ہونا

اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک قلیل گروہ علما و محدثین کا یہ مذہب ہے کہ معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کی حالت میں ہوئی تھی یعنی وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا مگر اُس کی دلیلیں ایسی قوی ہیں کہ جو شخص اُن پر غور کریگا وہ یقین کریگا کہ تمام واقعات معراج سونے کی حالت یعنی خواب میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے اور اُس کے لئے یہ دلیلیں ہیں ٭

اول - دلالت النص یعنی خدا کا یہ فرمانا کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا یعنی رات کو خدا اپنے بندہ کو لے گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خواب میں یہ امر واقع ہوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ہے ورنہ "لیلا" کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اور پھر اس کی مثالیں بیان کرینگے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اس بات کے کہ وہ خواب ہی

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾	اور نہ پاس پھٹکو زنا کے بیشک وہ ہی بیحیائی اور بری راہ ﴿۳۲﴾

بیان ہوئے ہیں کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اس بات کی ہوتے ہیں کہ خواب کا وہ بیان ہے ❊

دوم ۔ خود اسی سورۃ میں خدا نے معراج کی نسبت فرمایا ہے " وماجعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس " یعنی ہم نے نہیں کیا اُس خواب کو جو تجھے دکھایا مگر آزمائش واسطے لوگوں کے بخاری میں عبداللہ ابن عباس سے دو حدیثیں ہیں کہ اس آیت میں جس میں رویا کا ذکر ہے اُس سے معراج میں آنحضرت نے جو دیکھا وہ مراد ہے مگر اس مقام پر لفظ رویا کی نسبت جو قرآن مجید میں ہے اور لفظ عین کی نسبت جو عبداللہ ابن عباس کی روایت میں ہے بحث ہے جس کو ہم آیندہ بیان کرینگے اور ثابت کرینگے کہ رویا سے خواب ہی مراد ہے اور لفظ عین سے جو عبداللہ ابن عباس کی حدیث میں آیا ہے اُن معنوں میں کچھ تغیر نہیں ہوتا ❊

پہلی حدیث بخاری کی یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے اُس نے

حدثنا علی ابن عبداللہ قال حدثنا سفیان عن عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس و ماجعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس قال ھی رویا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری به الخ۔ (بخاری صفحہ ۶۸۶) ❊

کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے عمر سے اُس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے کہ آیت " وماجعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس " میں لفظ رویا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے جو رسول اللہ کو اسرا کی رات دکھایا گیا ❊

دوسری حدیث بخاری کی یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے اُس نے کہا

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمر عن عکرمة عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وماجعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس قال ھی رویا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری به الی بیت المقدس ۔ (بخاری صفحہ ۵۵۰) ❊

حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اُس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمر نے عکرمہ سے اُس نے ابن عباس سے کہ آیت " وماجعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس " میں لفظ رویا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے جو رسول اللہ کو دکھایا گیا اُس رات جب کہ بیت المقدس لیجائے گئے ❊

سوم ۔ مالک بن صعصعہ اور انس بن مالک کی حدیثیں جو بخاری اور مسلم میں مذکور ہیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ معراج کے وقت آپ سوتے تھے اور اُن حدیثوں کے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۵﴾	اور مت مار ڈالو اُس جان کو جس کو (مار ڈالنا) حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے (یعنی بحق قصاص) اور جو کوئی مارا جاوے مظلوم ہو کر تو بیشک ہم نے کیا ہے اُس کے ولی کے لئے غلبہ پھر نہ زیادتی کرے (کوئی) مار ڈالنے میں بیشک وہ (یعنی اُس کا ولی) ہے مدد دیا گیا ﴿۳۵﴾

مندرجہ ذیل الفاظ ہیں *

مالک بن صعصعہ کی حدیثوں میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان" *

انہی مالک بن صعصعہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ "بینما انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجعاً" *

انس بن مالک کی حدیثوں میں ہے "فیما یری قلبه وتنام عینه ولا ینام قلبه" اور اسی حدیث کے آخر میں ہے "فاستیقظ وهو فی المسجد الحرام" *

صحاح کی اور کسی حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ کسی وقت معراج کے اوقات میں آپ جاگتے تھے *

چہارم - معاویہ - حسن - حذیفہ بن الیمان اور حضرت عایشہ کا مذہب تھا کہ اسراء یا معراج خواب میں ہوئی ہے *

مگر قاضی عیاض نے جو قول نقل کئے ہیں ان کے اوپر کچھ اعتراض بھی وارد کئے ہیں۔ خصوصاً حضرت عایشہ کے قول پر۔ مگر جب ہم اس وجہ کی تشریح کرینگے تو بیان کرینگے کہ وہ اعتراض صحیح نہیں ہے اور اس قدر ہم اب بھی یاد دلا دیتے ہیں کہ شفاء قاضی عیاض میں حضرت عایشہ کا قول مذکور ہے اور جس میں "مافقدت" کا لفظ بصیغہ متکلم آیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ صحیح لفظ ہے "مافقد" بصیغہ مجہول - چنانچہ ہم اس کا اشارہ اوپر بھی کر چکے ہیں - اور بیان کر چکے ہیں کہ عینی شرح بخاری میں بجائے لفظ "مافقدت" کے لفظ "مافقد" چھاپا ہوا ہے اور مصحح شفا نے "مافقد" کے لفظ کو اختیار کیا ہے - دیکھو ہماری تفسیر کا صفحہ ۱۲) *

بہر حال جن روایتوں سے معاویہ اور حسن اور حذیفہ بن الیمان اور حضرت عایشہ کا مذہب پایا جاتا ہے ان کو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں *

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۖ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریق سے کہ وہ بہت زیادہ اچھا ہے (یعنی اُس کی حفاظت کے لئے) یہاں تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد پوچھا جاویگا ﴿۳۶﴾

کشاف میں ہے کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ معراج جاگتے میں ہوئی یا سوتے میں حضرت عایشہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم آنحضرت کا جسم غائب نہیں ہوا بلکہ اُن کو روح کو معراج ہوئی اور معاویہ کا قول ہے کہ معراج بروحہ ہوئی۔ اور حسن سے منقول ہے کہ معراج ایک واقعہ تھا جو رسول خدا نے خواب میں دیکھا۔ اور اکثر قول اس کے برخلاف ہیں ✤

واختلف فی انہ کان فی الیقظة ام فی المنام فعن عایشہ رض انہا قالت واللہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاکن عرج بروحہ وعن معاویة انما عرج بروحہ وعن الحسن کان فی المنام رویا رأھا واکثر الاقاویل بخلاف ذلك۔

(کشاف صفحہ ۷۵۰) ✤

اور تفسیر کبیر میں ہے کہ محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں حذیفہ بن الیمان کا قول لکھا ہے کہ واقعہ معراج ایک خواب تھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم غائب نہیں ہوا۔ بلکہ اُن کی روح کو معراج ہوئی اور یہی قول حضرت عایشہ اور معاویہ سے منقول ہے ✤

وفی التفسیر الکبیر حکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن حذیفة انہ قال ذلك رویا وانہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما اسری بروحہ وحکی ھذا القول عن عایشة وعن معاویہ۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۹۹) ✤

اور سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے آل ابوبکر میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حضرت عایشہ فرماتی تھیں کہ رسول خدا کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا بلکہ خدا اُن کی روح مبارک کو معراج میں لے گیا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن سفیان سے رسول خدا کی معراج کا حال پوچھا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ تمام واقعہ خدا کی طرف سے ایک سچا خواب تھا۔ دونوں کے اس قول کا کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔

قال ابن اسحاق وحدثنی بعض آل ابی بکر ان عایشة کانت تقول ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ قال ابن اسحاق وحدثنی یعقوب بن عتبة بن المغیرة بن الاخنس ان معاویة بن سفیان کان اذا سئل عن مسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت رویا من اللہ صادقة فلم ینکر ذلك من قولھما لقول الحسن ان ھذہ الایہ نزلت فی ذلك قول اللہ عزوجل "وما جعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس" ولقول اللہ عزوجل فی الخبر عن ابراهیم علیہ السلام اذ قال لابنہ یا بنی انی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۷﴾

اور پورا کرو پیمانہ کو جس وقت کہ تم ناپو اور تولو ترازو سیدھی سے یہ بہتر ہے اور زیادہ اچھا ہے بلحاظ عاقبت کے ﴿۳۷﴾

ارى فى المنام انى اذبحك" ثم مضى على ذلك فعرفت ان الوحى من الله ياتى الانبياء ايقاظا ونياما قال ابن اسحٰق وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما بلغنى يقول تنام عينى وقلبى يقظان فالله اعلم اى ذلك كان قد جاءه وعاين فيه ما عاين من امر الله على اى حاليه كان نائما او يقظانا كل ذلك حق وصدق

(سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحات ۲۶۵ و ۲۶۶ مطبوعہ لنڈن) ❊

کیونکہ حسن کا قول ہے کہ اسی معراج کے باب میں یہ آیت نازل ہوئی "وماجعلنا الرویا التی اریناک الافتنة للناس" اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام کا خواب بھی حکایتاً بیان کیا ہے" اذ قال لابنه یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك" پھر اس پر عمل کیا اس لیئے میں نے جان لیا کہ خدا کی طرف سے انبیاء پر خواب و بیداری دونوں میں وحی آتی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔ پس خدا ہی جانتا ہے کہ کس حالت میں وحی آنحضرت کے پاس آئی اور کس حالت میں دونوں حالتوں میں سے جو کچھ خدا کے حکم سے دیکھنا تھا دیکھا جاگتے میں یا سوتے میں اور یہ سب کچھ حق اور سچ ہے ❊

شفا قاضی عیاض میں ہے کہ اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحانی یا جسمانی

ثم اختلفت السلف والعلماء هل كان الاسراء بروحه او جسده على ثلث مقالات فذهبت طائفة الى انه اسراء بالروح وانه رؤيا منام مع اتفاقهم ان رؤيا الانبياء وحى وحق والى هذا ذهب معاوية وحكى عن الحسن والمشهور عنه خلافه واليه اشار محمد بن اسحاق وحجتهم قوله تعالى" وما جعلنا الرؤيا التى اريناك الا فتنة للناس" وما حكوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم وقول انس وهو نائم فى المسجد الحرام وذكر القصة ثم قال فى اخرها فاستيقظت وانا بالمسجد الحرام الخ -

(شفا قاضی عیاض صفحہ ۸۰) ❊

ہونے میں تین مختلف قول ہیں۔ ایک گروہ اسراء کے روح کے ساتھ خواب میں ہونے کا قائل ہے اور وہ اس پر بھی متفق ہیں کہ پیغمبروں کا خواب وحی اور حق ہوتا ہے معاویہ کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری کو بھی اسی کا قائل بتاتے ہیں لیکن اُن کا مشہور قول اس کے برخلاف ہے اور محمد ابن اسحاق نے اس طرف اشارہ کیا ہے اُن کی دلیل ہے خدا کا یہ فرمانا کہ" نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے" اور حضرت عایشہ کا یہ قول کہ نہیں کھویا میں نے رسول اللہ کے جسم کو یعنی آپ کا جسم مبارک معراج میں نہیں گیا

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۸﴾

اور نہ پیروی کرو اُس چیز کی کہ نہیں ہے تجھ کو اُس کا علم بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک اُن میں کا ہے کہ اُس سے پوچھا جاویگا ﴿۳۸﴾

تھا اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ اس حالت میں کہ میں سوتا تھا اور انس کا یہ قول کہ آنحضرت اُس وقت مسجد حرام میں سوتے تھے پھر معراج کا قصہ بیان کر کے آخر میں کہا کہ میں جاگا اور اُس وقت مسجد حرام میں تھا۔ الخ ؂

پنجم۔ اگر کسی حدیث میں ایسے امور بیان ہوں جو ایک طرح پر بداہت عقل کے مخالف ہوں اور ایک طرح پر نہیں اور اگلے علما اور صحابہ کی رائیں مختلف ہوں کہ کوئی اس طرف گیا ہو اور کوئی اُس طرف تو بموجب اصول علم حدیث کے لازم ہے کہ اُس صورت کو اختیار کیا جاوے جو بداہت عقل کے مخالف نہیں ہے ؂

تصریح پہلی دلیل کی

اب ہم پہلی دلیل کی تصریح کرتے ہیں یہ جان لینا چاہیئے کہ قرآن مجید اور نیز احادیث میں جب کوئی امر خواب کا بیان کیا جاتا ہے تو یہ لازم نہیں ہے کہ اُس سے پہلے یہ بھی بیان کیا جاوے کہ یہ خواب ہے کیونکہ قرینہ اور سیاق کلام اور نیز وہ بیان خود اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ بیان خواب کا تھا مثلاً حضرت یوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بیان کرتے وقت بغیر اس بات کے کہنے کے کہ میں نے خواب دیکھا ہے یوں کہا "یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین" لیکن قرینہ اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ خواب ہے اس لئے اُن کے باپ نے کہا "یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکید والک کیدا"۔ پس معراج کے واقعات خود اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ وہ ایک خواب ہے اس لئے اس بات کا کہنا کہ وہ خواب ہے ضرور نہیں تھا بلکہ صرف یہ کہنا کہ رات کو اپنے بندہ کو لے گیا صاف قرینہ ہے کہ وہ سب کچھ خواب میں ہوا تھا ؂

اِسی طرح چار حدیثیں عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے مسلم میں موجود ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کعبہ کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام اور مسیح دجال کے دیکھنے کا ذکر ہے اُن حدیثوں کے لفظ جیسا کہ روایت بالمعنی میں راویوں کے بیان میں ہوتا ہے کسی قدر مختلف ہیں مگر سب میں مسیح علیہ السلام اور مسیح دجال کے دیکھنے کا ایک ہی قصہ بیان ہوا ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت نے اس کو خواب میں دیکھا تھا

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (۳۹)	اور مت چل زمین میں اکڑتا ہؤا بیشک تو ہرگز نہ پھاڑیگا زمین کو اور ہرگز نہ پہنچیگا پہاڑ کے لمباؤ کو (۳۹)

اُن حدیثوں میں سے ایک حدیث کے ابتدا میں یہ لفظ ہیں" رایت عند الکعبۃ رجلا" یعنی مَیں نے دیکھا کعبہ کے پاس ایک شخص کو۔ پس اس میں سے کوئی اشارہ لفظی اس بات کا نہیں ہے کہ خواب میں دیکھا تھا مگر خود مضمون اس قصہ کا دلالت کرتا ہے کہ خواب میں دیکھا تھا اس لئے کسی ایسے لفظ کے لانے کی جس سے خواب کا اظہار ہو ضرورت نہ تھی ❊

دوسری حدیث کے شروع میں ہے" اراني ليلة عند الكعبة" اس میں صرف "ليلة" کا لفظ اس بات کا مطلب ادا کرنے کو کافی سمجھا گیا ہے کہ آنحضرت نے خواب میں دیکھا تھا اسی طرح معراج کے قصہ میں خدا کا یہ فرمانا" اسری بعبدہ لیلا" اس بات کے اشارہ کے لئے کہ وہ خواب ہی کافی ہے اور بطور دلالت النص کے معراج کا روحانی یعنی خواب میں ہونا پایا جاتا ہے ❊

تیسری حدیث کے شروع میں یہ الفاظ ہیں" بینما انا نایم ایتنی اطوف بالکعبۃ" یعنی جب کہ مَیں سوتا تھا مَیں نے دیکھا کہ مَیں کعبہ کا طواف کرتا ہوں۔ انہی الفاظ کے مثل و ملفظ ہیں جو بعض حدیثوں میں جن کو ہم لکھ چکے ہیں معراج کی نسبت آئے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو خواب نہ سمجھیں ❊

چوتھی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ ہیں" اراني ليلة في المنام عند الكعبة" یعنی ایک رات مجھ کو کعبہ کے پاس خواب میں دکھائی دیا۔ اس حدیث میں بالکل تصریح خواب کی اُس واقعہ کی نسبت موجود ہے جس سے کسی کو اس میں کلام نہیں رہتا کہ وہ قصہ خواب میں دیکھا تھا پس ہم کو اس باب میں شک کرنے کی کہ معراج کا واقعہ خواب میں ہؤا تھا کوئی وجہ نہیں ہے ❊

تصحیح دوسری دلیل کی

اس دلیل میں جو ہم نے لکھا ہے" وما جعلنا الرویا التی اریناك الا فتنة للناس" یہ آیت متعلق ہے معراج سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معراج سے متعلق نہیں ہے۔ مگر ادنے تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ آیت خاص اسی سورۃ میں ہے جس میں معراج کا ذکر ہے تو اس کو معراج سے متعلق نہ سمجھنے کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود ابن عباس نے

یہ سب باتیں ہیں بری تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسند (۴۰)	كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (۴۰)

اس آیت کو اسرا سے متعلق سمجھا ہے ٭

سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت بطور اظہار شکریہ اُس نعمت کے ہے جو خدا تعالےٰ نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر انکشاف فرمائی تھی اُس کے بعد بنی اسرائیل کا اور اُن قوموں کا ذکر کیا ہے جن کے لئے بطور امتحان و اطاعت فرمان باری تعالےٰ کچھ نشانیاں مقرر کی گئیں تھیں اور باوصف اس کے انھوں نے رسولوں سے انکار کیا۔ اور خدا کی نافرمانی کی۔ اسی موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواب تجھ کو دکھلایا ہے وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لئے ہے کیونکہ وہ بھی نبوت کے شعبہ میں سے ہے۔ تاکہ امتحان ہو کہ کون اُس سے انکار کرتا ہے اور کون اس کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ اُس سے انکار کرنا بمنزلہ انکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہے ٭

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آیت اور وہ دوسری آیت متصل اور پیوستہ ہیں یعنی خدا نے یوں فرمایا ہے۔ پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک تاکہ دکھائیں ہم اس کو کچھ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا۔ اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے ٭

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ وما جعلنا الرویا اللتی اریناك الا فتنة للناس ٭

اور جن لوگوں نے اس آیت کو اُس رویا سے متعلق کیا تھا جس کا اشارہ سورہ فتح کی اس آیت میں ہے "لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق" اس کی تردید فتح الباری میں خود علامہ ابن حجر نے کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس کی اس حدیث میں اُس شخص کا رد ہے جو اس آیت کے خواب سے رسول خدا کا مسجد حرام میں داخل ہونے کا خواب مراد لیتا ہے جس کا اشارہ آیت "لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام" میں ہے۔ اور کہتا ہے کہ "فتنة للناس" سے حدیبیہ میں رسول خدا کو مسجد حرام میں

وفی ذلك رد لمن قال المراد بالرویا فی ھذہ الایة رویاہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ دخل المسجد الحرام المشار الیہا بقولہ تعالٰی "لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام" قال ھذا القائل والمراد بقولہ "فتنة للناس" ما وقع من صد المشرکین لہ فی الحدیبیة عن دخول المسجد الحرام انتہی وھذا وان کان یمکن ان یکون مراد الایة لکن الاعتماد فی تفسیرھا علی ترجمان القرآن اولی واللہ اعلم۔

(فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۷۱) ٭

یہ (نصیحتیں) اُن میں سے ہیں جو وحی بھیجی ہے تیرے پاس تیرے پروردگار نے حکمت (کی باتوں) سے اور مت ٹھیرا اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود تو ڈالا جاویگا جہنم میں ملامت کیا گیا راندہ ہوا (۴۱)	ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۴۱)

داخل ہونے سے مشرکین کا روکنا مراد ہے اگرچہ ممکن ہے کہ اس آیت سے یہی مراد ہو مگر قرآن کی تفسیر میں ترجمان القرآن (حدیث) پر اعتماد کرنا اولے ہے ❖

مگر ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کو سورہ فتح کی آیت مذکورہ سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مگر ہم کو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اکثر مفسرین نے بھی اس آیت کو معراج سے متعلق سمجھا ہے۔ جو کچھ اختلاف کیا ہے وہ رویا کے معنوں میں کیا ہے۔ جس پر ہم بحث کرینگے ❖

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ چوتھا قول جو صحیح تر اور اکثر مفسرین اس کے قائل ہیں

یہ ہے کہ رویا سے مراد وہ رویا ہے جو معراج کی رات خدا نے آنحضرت کو دکھایا۔ اور اس رویا کے معنی میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے ❖	والقول الرابع وھو الاصح وھو قول اکثر المفسرین ان المراد بھا ما اراہ اللہ لیلۃ الاسراء واختلفوا فی معنی ھذہ الرویا۔ (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۲۴۶) ❖

رویا کے اصلی لغوی معنی کسی چیز کو خواب میں دیکھنے کے ہیں۔ لسان العرب میں ہے "الرویا ما رایتہ فی منامك" مگر کہا جاتا ہے کہ رویا کا اطلاق رویت یعنی جاگنے میں دیکھنے پر بھی آتا ہے چنانچہ لسان العرب میں ہے "وقد جاء رویا فی الیقظۃ" اور اس پر راعی شاعر جاہلی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے ❖

فکبر للرویا وھش فوادہ

اس نظارہ کو دیکھ کر اس نے (تعجب سے) اللہ اکبر کہا اور اس کا دل خوش ہوا ❖

وبشر نفسا کان قبل یلومھا

اور اس نے اپنے نفس کو خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا ❖

اور متنبی کے شعر کے اس مصرعہ کو بھی سند میں پیش کیا ہے ❖

ورویاك احلی فی العیون من الغمض

تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اونگھنے سے زیادہ لذیذ ہے ❖

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾	کیا پسند کیا ہے تم کو تمہارے پروردگار نے بیٹوں کے ساتھ اور اپنے لئے لیں ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں بیشک تم کہتے ہو بات بڑی ﴿۴۰﴾

حریری نے رویا کو بمعنی "رویت فی الیقظۃ" استعمال کرنا غلط بتایا ہے اور متنبی کے شعر پر اعتراض کیا ہے۔ اور در حقیقت متنبی کا ایسا درجہ نہیں ہے کہ اُس کے کلام کو کلام جاہلیت کی طرح مستند مانا جائے۔

حریری نے لکھا ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں میں فلاں کے رویا سے خوش ہُوا اور اس سے اُس کا دیکھنا مراد لیتے ہیں۔ وہ اس محاورہ میں غلطی کرتے ہیں جیسے کہ ابو الطیب متنبی شاعر نے اپنے اس قول میں غلطی کی ہے جو بدر بن عمار سے کہا تھا اور اُس نے ایک رات کچھ دیر تک اُس سے باتیں کی تھیں اور اس شعر کا یہ ترجمہ ہے:۔

ویقولون "سررت برویا فلان" اشارۃ الی مرأہ فیوھمون فیہ کما وھم ابو الطیب فی قولہ لبدر بن عمار وقد سامرہ ذات لیلۃ الی قطع من اللیل۔

مضی اللیل والفضل الذی لک لا یمضی

ورویاک احلی فی العیون من الغمض

رات تمام ہو چلی ہے اور تیرے علم و فضل (کی داستان) تمام نہیں ہوتی ہے۔ اور تیرا دیدار آنکھوں میں اونگھنے سے زیادہ لذیذ ہے۔

والصحیح ان یقال سررت برویتک لان العرب تجعل الرویۃ لما یری فی الیقظۃ والرویا لما یری فی المنام کما قال سبحانہ اخبارا عن یوسف علیہ السلام "ھذا تاویل رویای من قبل"۔

(درۃ الغواص صفحہ ۵۹ و ۶۰)

صحیح یہ ہے کہ اس محاورہ میں رویا کی جگہ رویت کا لفظ بولا جائے کیونکہ اہل عرب رویت کو جاگنے کی حالت میں دیکھنے پر اور رویا کو خواب دیکھنے کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ خدا نے حکایۃ یوسف علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا ہے "ھذا تاویل رویای من قبل"۔

علامہ خفاجی درۃ الغواص کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رویا کے معنی میں اہل لغت کے تین قول ہیں۔ ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ دونوں لفظوں (رویت اور رویا) کے ایک ہی معنی ہیں۔ جاگنے کی حالت پر بولے جائیں یا سونے پر۔ تیسرا

وفیہ ثلاثۃ اقوال الاول للغۃ معتمد ما ذکرہ المصنف والثانی انہما بمعنی فیکونان یقظۃ ومناما والثالث ان الرویۃ عامۃ والرویا مختص لما یکون فی اللیل ولو یقظۃ فقول المتنبی .... محتاج الی التاویل۔

(شرح درۃ الغواص صفحہ ۱۴۲)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾	اور ہاں بیشک ہم نے ہر طرح سے بیان کیا اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور نہیں زیادہ کرتا اُن کے لئے (کچھ) بجز نفرت کے ﴿۴۱﴾

قول یہ ہے کہ رؤیت عام ہے اور رویا رات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداری میں ہو مخصوص ہے پس متنبی شاعر کا قول ..... تاویل کا محتاج ہے +

علامہ خفاجی نے راعی کے تین شعر نقل کئے ہیں کہ جن سے پورا مطلب معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن بری نے کہا ہے کہ رویا اگرچہ خواب کے معنوں میں ہے مگر اہل عرب اکثر جاگنے کی حالت میں دیکھنے پر بھی بولتے ہیں۔ اور یہ استعمال بطور مجاز کے مشہور ہے جیسا کہ

وقال ابن البری الرویا وان کانت فی المنام فالعرب استعملتها فی الیقظة کثیرا فهو مجاز مشهور کقول الراعی۔

راعی کا قول ہے۔ کتے کی آواز پر کان لگانے والا مسافر جس کا سر (نیند کی حالت میں) بار بار کجاوہ پر گرتا ہے اندھیری رات میں جس کے تارے دھندلے ہیں۔ میں نے اس کے لئے آگ جلائی جس پر مشرق کی ہوا چلی جو کبھی اس کو ہلاتی ہے اور کبھی اُس کو بھڑکاتی ہے۔ اُس نے اس نظارہ کو دیکھ کر (تعجب سے) اللہ اکبر کہا اور اس کا دل خوش ہوا۔ اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا۔ اور

ومستنبح تهوی مساقط راسه
علی الرحل فی طخیاء طمس نجومها
رفعت له مشبوبة عصفت لها
صبا تزدهیها مرة وتقیمها
فکبر للرویا وهش فواده
وبشر نفسا کان قبل یلومها

وعلیه اکثر المفسرین فی قوله تعالیٰ "وما جعلنا الرویا اللتی اریناك الا فتنة للناس" یعنی ما راه لیلة المعراج یقظة علی الصحیح۔ (شرح درة الغواص خفاجی صفحہ ۱۴۲) +

اسی پر اکثر مفسرین نے آیت "وما جعلنا الرویا اللتی اریناك الا فتنة للناس" میں رویا کی تفسیر کی ہے یعنی جو کچھ رسول خدا نے معراج کی رات جاگتے ہیں دیکھا۔ اور یہی معنی صحیح ہیں +

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ لفظ رؤیا کے اُس چیز پر جو جاگنے کی حالت میں آنکھ سے دیکھی جائے۔ بولنے پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ حریری نے

واستدل به علی اطلاق لفظ الرویا علی ما یری بالعین فی الیقظة وقد انکرها الحریری تبعا لغیره وقالوا انما یقال رویا فی المنام واما اللتی فی الیقظة

اس استعمال کا اوروں کی طرح انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رویا سوتے میں اور رویت جاگتے

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾	(کہدے) اے پیغمبر اگر ہوں اُس کے ساتھ (یعنی خدا کے ساتھ) بہت سے معبود جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو اُس وقت البتہ ڈھونڈ نکالتے عرش والے کی طرف کوئی رستہ (یعنی جھگڑا کرنے کا) ﴿۴۲﴾

فیقال رؤیۃ وممن استعمل الرؤیا فی الیقظۃ المتنبی فی قولہ

ورؤیاك احلی فی العیون من الغمض

وھذا التفسیر یرد علی من خطاہ -

(فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۳۰۲)*

میں کچھ دیکھنے پر بولا جاتا ہے۔ متنبی شاعر اُن میں سے ہے جو رویا کو جاگتے میں دیکھنے پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کا قول ہے کہ تیرا رویا (دیدار) آنکھوں میں نیند کے اونگھنے سے زیادہ لذیذ ہے اور اس تفسیر سے اُن پر اعتراض آتا ہے جو اس کی خطا پکڑتے ہیں *

اس تمام بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی معنی رویا کے خواب میں دیکھنے کے ہیں اور رویت فی الیقظۃ پر مجازاً بولا جاتا ہے۔ جس کے لئے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی یا حالی ایسا موجود ہو جس کے سبب مجازاً رویا کا استعمال رویت پر پایا جاتا ہو جیسا کہ راعی کے اول اشعار سے پایا جاتا ہے اور جو کہ مستنبح نیند میں غرق تھا اور اُسی حالت میں اُس نے آگ کا شعلہ دیکھا تھا تو لفظ رویا کا استعمال مجازاً رویت کے معنوں میں نہایت عمدہ تھا۔ مگر قرآن مجید میں جو لفظ رویا کا آیت ”وماجعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنۃ للناس“ میں آیا ہے اُس کا یہ حال نہیں ہے۔ پس اگر ہم تسلیم کرلیں کہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظۃ پر بھی ہوتا ہے تو یہ بھی کافی نہیں ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی درکار ہے کہ اس آیت میں جو لفظ رویا آیا ہے۔ اُس سے بھی رویت فی الیقظۃ مراد ہے۔ آیت مذکورہ میں کوئی اشارہ یا کوئی قرینہ اس بات کا نہیں ہے کہ رویا سے رویت فی الیقظۃ مراد لیجائے بلکہ جب اس آیت کو پہلی آیت سے ملایا جاتا ہے جس میں ”اسری بعبدہٖ لیلاً“ یعنی رات کا لفظ ہے تو قرینہ اس بات کا ہوتا ہے کہ رویا سے خواب ہی مراد ہے نہ رویت فی الیقظۃ۔ خصوصاً اس صورت میں کہ قرآن مجید میں کسی جگہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظۃ پر نہیں آیا *

علما نے ابن عباس کی حدیث میں جو ”رویا عین“ کا لفظ آیا ہے تو لفظ عین پر بحث کی ہے اور اس کے سبب رویا کو رویت فی الیقظۃ قرار دیا ہے چنانچہ کرمانی شارح بخاری نے ابن عباس کی حدیث کی نسبت لکھا ہے

رؤیا عین قید بہ للاشعار بان الرؤیا بمعنی الرؤیۃ فی الیقظۃ لا رؤیا النائم -

(حاشیہ بخاری صفحہ ۵۵۰)*

کہ رویا کے ساتھ لفظ عین کی قید اس لئے لگائی ہے تاکہ معلوم ہو کہ رویا سے رویت

پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس سے جو وہ کہتے ہیں برتر ہونا بہت بڑا (۴۵)	سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (۴۵)

فی الیقظۃ مراد ہے۔ نہ رویا بمعنی خواب ✦

اور پھر کرمانی نے لکھا ہے کہ عین کی قید سے جو رویا کے ساتھ ہے اس بات کا اشارہ ہے کہ اس سے جاگتے میں دیکھنا مراد ہے۔ اور وہ علم کے معنی میں نہیں ہے ✦

انما قید الرویا بالعین اشارۃ الی انہا فی الیقظۃ والی انہا لیست بمعنی العلم۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۶۸۶) ✦

اور شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رویا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا نہ خواب کا دیکھنا ✦

قال ابن عباس ھے رویا عین راھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا رویا منام (شفا صفحہ ۸۷) ✦

واضح ہو کہ ابن عباس کی حدیث میں الفاظ " لا رویا منام " کے نہیں ہیں۔ جن کے معنی یہ ہیں کہ " وہ دیکھنا سونے کی حالت میں نہیں ہے " ✦

اگر اس امر کے ثبوت کا مدار کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک معراج " فی الیقظۃ " ہوئی صرف اسی حدیث پر ہے تو ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان کا مذہب یہ تھا کہ معراج " فی الیقظۃ " ہوئی کیونکہ اگر حضرت ابن عباس کا یہ مذہب تھا جیسا کہ قاضی عیاض نے قرار دیا ہے کہ اسرا یا معراج بحالت یقظہ ہوئی تھی تو صاف فرماتے " ھی رویا فی الیقظۃ " یا " رویہ فی الیقظۃ اریہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس " اس صاف لفظ کو چھوڑ کر ایک ایسے لفظ کو اختیار کرنے کی جس کے معنی یقظۃ کے نہیں ہیں اور اگر بہت کوشش کی جائے تو اس سے بطور دلالت التزامی کے یہ معنی کے یہ معنی سمجھ میں آتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ✦

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ سلف سے علما اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے کہ واقعات معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں۔ لیکن اگر قید لفظ " عین " کی جو ابن عباس کی حدیث میں ہے۔ ایسی صاف ہوتی جس سے " رویت فی الیقظۃ " سمجھی جاتی تو علما میں اختلاف نہ ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ " عین " سے " رویت فی الیقظۃ " کا سمجھنا ایسا صاف نہیں ہے جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے ✦

عین کے معنی لغت میں " حقیقۃ الشی " کے ہیں۔ لسان العرب میں لکھا ہے اہل عرب کے نزدیک عین کسی چیز کی حقیقت پر بولا جاتا ہے

العین عند العرب حقیقۃ الشی یقال جاء بالامر

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۶﴾	تسبیح کرتے ہیں اُس کے لئے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُن میں ہے اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ اُس کی تعریف کے لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کی تسبیح کو بیشک وہ ہے بردبار بخشنے والا ﴿۴۶﴾

من عین صافیہ ای من فصہ وحقیقۃ وجاء بالحق بعینہ ای خالصا واضحا (لسان العرب جلد ، صفحہ ۱۸۰) *

کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اُس کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ لایا یعنی خالص اور روشن حق کو لایا *

پس حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ رؤیا عین - اس کے معنی ہیں "رؤیا حقیقۃ لان رؤیا الانبیاء حق و وحی" اور اس لئے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں رویا کے ساتھ جو عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اُس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رؤیا کو جو قرآن مجید میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے - مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں ہے بلکہ اُس سے رؤیا کے صحیح اور واقعی اور حق ہونے کی تاکید مراد ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب وہم وخیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہے - بلکہ درحقیقت خواب میں جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ سچ اور حق ہے - کیونکہ انبیا کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو *

ہمارے اس قول کی تائید میں ابن قیم کا یہ قول زاد المعاد میں ہے کہ صحابہ میں اختلاف

واختلف الصحابۃ هل رای ربہ تلک اللیلۃ ام لا فصح عن ابن عباس انہ رای ربہ وصح عنہ انہ قال راہ بفوادہ - (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱) *

ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں خدا کو دیکھا تھا یا نہیں ابن عباس کی روایت ہے کہ دیکھا تھا مگر صحیح یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت نے خدا کو اپنے دل سے دیکھا تھا یعنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور یہ پوری دلیل ہے کہ اُن کی روایت میں لفظ عین سے آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں ہے *

اگر ہماری یہ رائے صحیح نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھ اسی مقصد سے بولا ہو کہ رؤیا سے رؤیت بالعین فی الیقظۃ مراد ہے - تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہونگے جو معراج فی الیقظۃ کے قائل ہوئے ہیں - مگر ہم اُس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے ہیں - اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہے جس کی وجہ ہم پانچویں دلیل کی تصریح میں بیان کرینگے *

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۷﴾	اور جس وقت تو قرآن کو پڑھتا ہے تو کر دیتے ہیں ہم تیرے درمیان میں اور اُن لوگوں کے درمیان میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پردہ چھپا ہوُا ﴿۴۷﴾

شاہ ولی اللہ صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج میں جانا "بجسد برزخی بین المثال والشہادة" بیان کیا تھا۔ اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ اسی طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ صرف روح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج میں گئی تھی۔ اور جسد نہیں گیا۔ اور اسی طرح پر روح گئی تھی جس طرح پر انسان کی روح مرنے کے بعد جاتی ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ انسان کی روح نکلنے کے بعد انسان مرجاتا ہے مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روح جانے کے بعد آنحضرت فوت نہیں ہوتے تھے۔ اگرچہ یہ رمز بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کا نتیجہ بھی یہ ہے کہ ابن قیم بھی بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے کا ماخذ بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال جو کچھ ابن قیم کی رائے ہے۔ ہم اس کو اس مقام پر بجنسہٖ نقل کرتے ہیں ✤

وقد نقل ابن اسحاق عن عائشة ومعاوية انهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده ونقل عن الحسن البصري نحو ذلك ولكن ينبغي ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما وبين ان يقال كان بروحه دون جسده وبينهما فرق عظيم وعائشة ومعاوية لم يقولا كان مناما وانما قالا اسري بروحه ولم يفقد جسده وفرق بين الامرين فانما يراه النائم قد يكون امثالا مضروبة للمعلوم في الصور المحسوسة فيرى كانه قد عرج به الى السماء او ذهب به الى مكة واقطار الارض وروحه لم تصعد ولم تذهب وانما ملك الرؤيا ضرب له المثال والذين قالوا عرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفة قالت عرج بروحه وبدنه وطائفة قالت عرج بروحه ولم يفقد بدنه وهؤلاء لم يريدوا ان المعراج كان مناما وانما ارادوا ان الروح ذاتها اسري بها وعرج بها حقيقة وباشرت من جنس ما تباشر بعد المفارقة وكان حالها في ذلك كحالها بعد المفارقة في صعودها

ابن اسحاق نے حضرت عایشہ اور معاویہ کا مذہب یہ بتایا ہے کہ معراج میں آنحضرت کی روح گئی تھی اور جسم غائب نہیں ہوُا اور حسن بصری کا مذہب بھی یہی بتایا ہے لیکن اس قول میں کہ اسرا خواب میں ہوئی تھی اور اس قول میں کہ اسرا روح کے ساتھ ہوئی تھی نہ جسم کے ساتھ فرق جاننا چاہیئے اور دونوں میں بڑا فرق ہے حضرت عایشہ اور معاویہ نے یہ نہیں کہا کہ اسرا خواب میں ہوئی تھی بلکہ اُنہوں نے کہا کہ اسرا روح کے ساتھ ہوئی تھی اور رسول خدا کا جسم اسرا میں نہیں گیا اور دونوں میں فرق ہے کیونکہ سونے والا جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں ایک معلوم چیز کی مثالیں ہیں جو محسوس شکلوں میں اس کو دکھائی دیتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہ گویا آسمان پر چڑھ گیا

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ﴿۴۶﴾

اور کر دیتے ہیں ہم اُن کے دلوں پر ڈھکن ایسا نہ ہو کہ اُن کو سمجھ سکیں اور اُن کے کانوں میں ٹھینٹھے ﴿۴۶﴾

الی السمٰوٰت سماءً سماءً حتی ینتہی بہا الی السماء السابعۃ فتقف بین یدی اللہ عز وجل فیامرہا بما یشاء ثم تنزل الارض فالذی کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء اکمل مما یحصل للروح عند المفارقۃ ومعلوم ان ہذا امر فوق ما یراہ النائم لکن لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مقام خرق العوائد حتی شق بطنہ وہو حی لا یتالم بذلک عرج بذات روحہ المقدسۃ حقیقۃ من غیر اماتۃ و من سواہ لا ینال بذات روحہ الصعود الی السماء الا بعد المفارقۃ فالانبیاء انما استقرت ارواحہم ہناک بعد مفارقۃ الابدان وروح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعدت الی ہناک فی حال الحیوۃ ثم عادت وبعد وفاتہ استقرت فی الرفیق الاعلی مع ارواح الانبیاء ومع ہذا فلہا اشراف علی البدن و اشراق وتعلق بہ بحیث یرد السلام علی من سلم علیہ وبہذا التعلق رای موسی قائما یصلی فی قبرہ وراٰہ فی السماء السادسۃ ومعلوم انہ لم یعرج بموسی من قبرہ ثم رد الیہ وانما ذلک مقام روحہ واستقرارہا وقبرہ مقام بدنہ واستقرارہ الی یوم معاد الارواح الی اجسادہا فراٰہ یصلی فی قبرہ وراٰہ فی السماء السادسۃ کما انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ارفع مکان فی الرفیق الاعلی مستقرا ہناک وبدنہ فی ضریحہ غیر مفقود واذا سلم علیہ المسلم رد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام ولم یفارق الملاء الاعلی ومن کثف ادراکہ وغلظت طباعہ عن ادراک ہذا فلینظر الی الشمس فی علو محلہا وتعلقہا وتاثیرہا فی الارض وحیوۃ النبات والحیوان بہا ہذا وشان الروح فوق ہذا فلہا شان وللابدان شان وہذہ النار تکون فی محلہا وحرارتہا تؤثر فی الجسم البعید عنہا مع ان الارتباط والتعلق الذی بین الروح والبدن اقوی واکمل من ذلک واتم

اور مکہ اور دنیا کے اور اطراف میں چلا گیا ہے - حالانکہ اس کی روح نہ چڑھی نہ کہیں گئی - بلکہ خواب کے غلبہ نے اُس کی نظر میں ایک صورت بنا دی - جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل ہیں - ان کے دو گروہ ہیں - ایک گروہ کہتا ہے کہ رسول خدا کی روح اور بدن دونوں کو معراج ہوئی - دوسرا کہتا ہے کہ معراج میں اُن کی روح گئی تھی بدن نہیں گیا - اور اس سے اُن کی یہ مراد نہیں ہے کہ معراج خواب میں ہوئی بلکہ اُن کی مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت کی روح اسرا میں گئی اور حقیقت میں اُسی کو معراج ہوئی - اور اُس نے وہی کام کیا جو بدن سے جدا ہونے کے بعد روح کرتی ہے اور اس واقعہ میں اس کا حال ایسا ہوا جیسا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد روح ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتی ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچتی اور خدا کے سامنے ٹھیر جاتی ہے - پھر خدا جو چاہتا ہے اس کو حکم کرتا ہے پھر زمین پر اُترتی ہے پس جو حال رسول خدا کا معراج میں ہوا وہ اس سے زیادہ کامل تھا جو روح کو بدن چھوٹنے کے بعد حاصل ہوتا ہے - اور ظاہر ہے کہ یہ حال اس کیفیت سے جو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے بالاتر ہے لیکن چونکہ رسول خدا نے اپنے (بلند) مرتبہ کے سبب بہت سے فطرتی

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۹﴾	اور جس وقت تو یاد کرتا ہے اپنے رب کو قرآن میں اکیلا تو وہ پیٹھ کے بل پھر جاتے ہیں بھاگتے ہوئے ﴿۴۹﴾

فشان الروح اعلی من ذلك والطف
فقل للعیون الرمد ایاك ان تری
سنا الشمس استغشی ظلام اللیالیا
(زاد المعاد ابن قیم جلد اول صفحہ ۳۰۱ و ۳۰۲)

قاعدوں کو توڑا یہاں تک کہ زندگی میں اُن کا پیٹ چاک کیا گیا اور اُن کو تکلیف نہ ہوئی۔ اس لئے حقیقت میں بدون مرنے کے خود اُن کی روح مقدس کو معراج ہوئی۔ اور جو اُن کے سوا ہیں اُن میں سے کسی کی روح بدون مرنے اور بدن چھوڑنے کے آسمان پر صعود نہیں کرتی۔ انبیا کی روحیں اس مقام پر بدن سے جدا ہونے کے بعد پہنچتی ہیں۔ اور رسول خدا کی روح زندگی ہی میں اس مقام تک گئی اور واپس آگئی۔ اور بعد وفات کے دیگر انبیا کی روحوں کے ساتھ مقام "رفیق اعلیٰ" میں ہے۔ اور باوجود اس کے بدن پر اس کا پرتو اور اس کی اطلاع اور اُس کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ رسول خدا ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور اسی تعلق کے سبب سے رسول خدا نے موسےٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر اُن کو چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نہ موسےٰ نے قبر سے صعود کیا نہ واپس آئے۔ بلکہ وہ اُن کی روح کا مقام اور اُس کے ٹھیرنے کی جگہ ہے اور قبر اُن کے بدن کا مقام اور اُس کے ٹھیرنے کی جگہ ہے جب تک کہ روحیں دوبارہ بدنوں میں آئینگی۔ اسی لئے رسول خدا نے اُن کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا۔ جیسا کہ خود رسول خدا (کی روح) "رفیق اعلیٰ" میں ایک بلند مقام پر ہے۔ اور اُن کا بدن قبر میں موجود ہے اور جب کوئی مسلمان اُن پر درود و سلام بھیجتا ہے خدا اُن کی روح کو بدن میں واپس بھیجتا ہے تاکہ اُس کے سلام کا جواب دیں حالانکہ پھر بھی رسول خدا (کی روح) ملاء اعلیٰ سے جدا نہیں ہوتی۔ اور جس شخص کی عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہے۔ وہ دیکھے کہ آفتاب بہت بلندی پر ہے اور اُس کا تعلق اور تاثیر زمین میں اور نبات اور حیوان کی زندگی میں ہے۔ اور روح کا حال تو اس سے بالاتر ہے۔ کیونکہ روح کا حال اور ہے اور اجسام کا حال اور۔ یہی آگ اپنی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کی گرمی اُس جسم میں سرایت کرتی ہے جو اس سے دُور ہے حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درمیان ہے وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر ہے۔ درد بھری آنکھوں سے کہدے کہ آفتاب کی روشنی کو دیکھنے سے بچو۔ ورنہ راتوں کا اندھیرا چھا جائیگا ✦

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (۵۰)	ہم خوب جانتے ہیں اُس چیز کو جسے وہ سنتے ہیں جس وقت کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جس وقت کہ وہ بھید کی باتیں کرتے ہیں جس وقت کہ کہتے ہیں ظالم کہ تم نہیں پیروی کرتے مگر ایک آدمی جادو کئے گئے کی (۵۰)

تصریح تیسری دلیل کی

جو الفاظ کہ مالک بن صعصعہ کی حدیثوں میں ہیں " انا عند البیت بین النائم والیقظان " اور ایک حدیث میں ہے " فی الحجر مضطجعا " اور انس بن مالک کی حدیث میں ہے " تنام عینہ ولا ینام قلبہ " اور اس حدیث کے آخر میں ہے " فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام " یہ صاف دلیلیں اس بات کی ہیں کہ اسرا اور معراج سونے کی حالت میں ہوئی تھیں ٭

مالک بن صعصعہ کی حدیثوں پر تو کسی شخص نے اعتراض نہیں کیا مگر انس بن مالک کی حدیث پر جس کے راویوں میں سے ایک راوی شریک بھی ہے اعتراض کیا ہے اور اعتراض یہ ہے کہ اُس حدیث میں ہے کہ تین فرشتے وحی آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے۔ اُس کے بعد بیان کیا ہے کہ ایک دوسری رات کو فرشتے آئے ایسی حالت میں جب کہ رسول خدا کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا تھا۔ پس اس حدیث میں دو نقص ہیں اول تو تنزلزل ہے بیان میں۔ دوسرے یہ کہ وحی آنے سے پہلے فرشتوں کا آنا بیان ہوا ہے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ پہلا جملہ ایک الگ واقعہ کا بیان ہے اور دوسرا جملہ جس میں " فیما یری قلبہ وتنام عینہ " آیا ہے وہ بیان ہے اسرا اور معراج کا۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں لکھا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ شریک کی روایت میں چند غلطیاں ہیں جن کا علما نے انکار کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ معراج وحی آنے سے پہلے ہوئی اور یہ غلط ہے کسی نے اس پر اتفاق نہیں کیا۔ اور علما باہم اس پر بھی متفق ہیں کہ نماز کا فرض ہونا معراج کی رات میں ہوا۔ پس معراج کیونکر وحی آنے سے پہلے ہو سکتی ہے ٭ ٭ ٭ خطابی۔ ابن حزم۔ عبد الحق

قال النووی جاء فی روایۃ شریک اوھام انکرھا العلماء من جملتھا انہ قال ذلک قبل ان یوحی الیہ وھو غلط لم یوافق علیہ وایضا العلماء اجمعوا علی ان فرض الصلوۃ کان لیلۃ الاسراء فکیف یکون قبل الوحی ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ وانکرھا الخطابی وابن حزم وعبد الحق والقاضی عیاض والنووی ٭ ٭ ٭ وقد صرح ھؤلاء المذکورون بان شریکا تفرد بذلک ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ قولہ فلم یرھم ای بعد ذلک حتی اتوہ لیلۃ اخری لم یعین المدۃ التی بین المجیئین فیحمل علی ان المجیء الثانی کان بعد

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٥١﴾

دیکھ کس طرح وہ گھڑتے ہیں تیرے لئے مثالیں پھر وہ گمراہ ہوئے پھر نہیں پا سکتے رستہ ﴿۵۱﴾

الوحی الیه وحینئذ تم الاسراء والمعراج واذا کان بین المجیئین مدة فلا فرق بین ان تکون تلك المدة لیلة واحدة اولیالی کثیرة او عدة سنین وبهذا یرتفع الاشکال عن روایة شریك ویحصل الوفاق ان الاسراء کان فی الیقظة بعد البعثة وقبل الهجرة فیسقط تشنیع الخطابی وابن حزم وغیرهما بان شریکا خالف الاجماع فی دعواه ان المعراج کان قبل البعثة -

(عینی جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۲ و ۶۰۳) *

قاضی عیاض اور امام نووی نے اس کا انکار کیا ہے - اور انہوں نے صاف کہدیا ہے کہ شریک اس بات میں کیا ہے * * * * * * * * * * راوی کا یہ قول کہ اس کے بعد اُن کو کسی نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ رسول خدا کے پاس دوسری رات آئے - اس میں اُس نے دونوں دفعہ آنے میں جو مدت گذری اُس کو بیان نہیں کیا ہے - پس خیال کیا جائیگا کہ دوسری دفعہ کا آنا وحی آنے کے بعد ہوا - اور اُس وقت اسرا اور معراج واقع ہوئی - اور اگر دونوں دفعہ کے آنے میں کوئی مدت ہے تو کوئی فرق نہیں ہے اس میں کہ وہ مدت ایک رات ہو یا بہت سی راتیں ہوں یا چند سال ہوں - اور اس سے شریک کی روایت میں جو اشکال پیدا ہوتا ہے - وہ اُٹھ جاتا ہے - اور اس بات پر اتفاق کا ہونا نکلتا ہے کہ اسرا جاگتے میں بعد نبوت کے اور قبل ہجرت کے ہوئی - پس خطابی - ابن حزم اور دیگر معترضین کی یہ ملامت دور رہوجاتی ہے کہ شریک نے اجماع اُمت کو اپنے اس دعوے سے توڑا ہے کہ معراج نبوت سے پہلے ہوئی *

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ پہلا واقعہ ایک رات کا ہے جس میں نہ معراج ہوئی ہے نہ کچھ اور واقعہ ہوا ہے - اور اُس رات فرشتے آئے اور صرف دیکھ کر چلے گئے اور اُسی کی نسبت شریک نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ قبل وحی کا ہے - دوسرا جملہ متعلق ہے اسرا اور معراج سے جیسا کہ عینی نے بیان کیا ہے اس صورت میں شریک کی حدیث میں اور اور قولوں میں کہ اسرا بعد نبوت ہوئی تھی کچھ اختلاف باقی نہیں رہتا لیکن عینی نے جو یہ بیان کیا ہے کہ "ویحصل الوفاق ان الاسراء کان فی الیقظة بعد البعثة" اس جملہ کا پہلا حصہ غلط ہے اس لئے کہ اس بات میں اتفاق نہیں ہوا کہ اسرا فی الیقظة تھی بلکہ اس دوسرے جملہ بھی صاف بیان کیا گیا ہے - "فیما یری قلبه ولا تنام عینه ولا ینام قلبه" اور تمام قصہ معراج کا بیان کرنے کے بعد حدیث کے اخیر میں بیان کیا ہے " فاستیقظ وهو فی المسجد الحرام" یعنی ان تمام واقعات کے بعد آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے - پس کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ ان حدیثوں سے صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ اسرا اور معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کی حالت

وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۵۲﴾	اور اُنہوں نے کہا کہ کیا جب ہو جائینگے ہڈیاں اور گلی ہوئی کیا ہم پھر اُٹھائے جاوینگے نئی پیدائش میں ﴿۵۲﴾

میں ہوئی تھی اور وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا نے دیکھا ۔

اور عینی میں جو یہ بات لکھی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کہا جاوے کہ آنحضرت شروع معراج

فیمکن ان یقال کان فی اول الامر واٰخرہ فی النوم ولیس فیه ما یدل علی کونه نائما فی القصة کلها ۔ (عینی جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۳) ۔

اور آخر معراج میں سوتے تھے اور اس حدیث میں کوئی دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ رسول خدا کل قصہ میں سوتے رہے ۔

ایسی بودی اور ضعیف ہے کہ کوئی شخص بھی اس پر کان نہیں رکھ سکتا ۔ کیونکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ درمیان معراج کے کسی وقت آنحضرت جاگ اُٹھے تھے بلکہ کسی حدیث میں آنحضرت کے جاگتے ہونے کا اشارہ بھی نہیں ہے ۔

مالک بن صعصعہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں "بین النائم والیقظان" اس کی نہایت عمدہ تشریح انس بن مالک کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں بیان ہے "فیما یری قلبه وتنام عینه ولا ینام قلبه" اور تمام انبیا کا سونے میں یہی حال ہوتا ہے ۔ ظاہر میں آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے ۔

تصریح چوتھی دلیل کی

ہم سمجھتے ہیں کہ اس دلیل کی زیادہ تصریح کرنے کی ہم کو چنداں ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جن صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ جسم مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج میں نہیں گیا تھا بلکہ معراج سونے کی حالت میں بالروح ہوئی تھی اُن کے نام مع اُن کی اقوال کی سند کے ہم نے لکھ دئیے ہیں اور اس لئے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے مگر شفا قاضی عیاض نے مندرجہ حاشیہ نام اُن لوگوں کے لکھے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ معراج بجسدہ فی الیقظة ہوتی تھی ۔ ان میں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسامہ بن زید ۔ انس بن مالک ۔ جابر بن عبد اللہ ۔ حذیفہ بن الیمان ۔ عبد اللہ بن عباس ۔ عبد اللہ بن مسعود ۔ عمر بن الخطاب ۔ مالک بن صعصعہ اور ابو ہریرہ تو صحابی ہیں و رباقی تابعی وغیرہ ۔

عبد الله ابن عباس ۔ جابر بن عبد الله ۔ انس بن مالك ۔ حذیفه بن الیمان ۔ عمر بن الخطاب ابو هریره ۔ مالك بن صعصعه ۔ ابو حبة البدری ۔ عبد الله ابن مسعود ۔ ضحاك ۔ سعید ابن جبیر ۔ قتادہ ۔ ابن المسیب ۔ ابن شهاب ۔ ابن زید ۔ حسن ۔ ابراهیم ۔ مسروق ۔ مجاهد ۔ عکرمه ۔ ابن جریج ۔ (شفا قاضی عیاض صفحہ ۸۶) ۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا	کہئے (اے پیغمبر) کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا

مگر ہم کو نہیں معلوم کہ قاضی عیاض نے جو اُن کا مذہب قرار دیا ہے۔ اُس کی کیا سند ہے اور کہاں سے اُس نے استنباط کیا ہے ؂

انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ دو صحابیوں کی حدیثیں ہم نے اوپر نقل کی ہیں۔ جن کی حدیثوں میں خود الفاظ " انا نائم" اور " بین النائم والیقظان" اور " فی الحجر مضطجعا" اور " فیما یری قلبہ وتنام عینہ ولاینام قلبہ" اور " ثم استیقظ وھو فی المسجد الحرام" موجود ہیں۔ جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُن کے نزدیک معراج بحالت نوم ہوئی تھی پس معلوم نہیں ہوتا کہ اُن دونوں صحابیوں کے نام قاضی عیاض نے اُن لوگوں کی فہرست میں کیوں داخل کئے ہیں جن کا مذہب بجسدہ اور فی الیقظۃ ہونے کا ہے ؂

مالک بن صعصعہ اور انس بن مالک کی حدیثوں میں قتادہ بھی ایک راوی ہیں۔ پھر وہ کسی طرح اُن لوگوں کی فہرست میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جو معراج کے بجسدہ اور فی الیقظۃ ہونے کے قائل ہیں ؂

سوائے صحاح کے اور کتب حدیث میں جو حدیثیں ہیں اُن پر بھی ہم نے سرسری طور سے نظر ڈالی ہے سوائے ایک حدیث کے جو بیہقی میں ہے اور جس میں یہ الفاظ ہیں۔" بینما انا نائم عشاءً فی المسجد الحرام اذ اتانی اٰتٍ فایقظنی فاستیقظت" یعنی میں عشا کے وقت مسجد الحرام میں سوتا تھا کہ ایک آنے والا آیا اُس نے مجھ کو جگایا اور میں جاگا۔ اور کسی حدیث میں جاگتے یا سوتے ہونے کا کچھ ذکر نہیں۔ پس ایسی حدیثوں سے اس بات پر استدلال کرنا کہ اُن کے راویوں کا مذہب یہ ہے کہ معراج بجسدہ اور فی الیقظۃ ہوئی تھی۔ کسی طرح پر صحیح نہیں ہے۔ علاوہ اس کے بیہقی اور دیگر کتب کی حدیثیں جو صحاح میں داخل نہیں ہیں لائق وثوق اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔ پس قاضی عیاض نے جو فہرست لکھی ہے اُس کا ماخذ ایسا نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جا سکے ؂

تصریح پانچویں دلیل کی

یہ دلیل اس امر سے علاقہ رکھتی ہے کہ اگر عقل اور نقل میں بظاہر اختلاف پایا جاتا ہو تو نقل کے معنی اس طرح پر بیان کرنے چاہئیں جو عقل کے مطابق ہوں۔ مگر اس کی تصریح بیان کرنے سے پہلے ہم کو یہ بات بیان کرنی چاہیئے کہ حدیثیں جو کتابوں میں جمع ہوئی ہیں اُن کے الفاظ وہ نہیں ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے تھے۔ بلکہ راویوں کے لفظ

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ	یا اور کوئی پیدائش اسطح کی کہ بڑی معلوم ہو تمہارے دلوں میں

ہیں جو انہوں نے اپنی سمجھ کے موافق بیان کئے ہیں *

اس باب میں کہ حدیث بلفظہ روایت کرنی لازم ہے یا بالمعنی بھی روایت کرنا جائز ہے محدثین میں اختلاف ہے ایک گروہ محدثین کا حدیث کو بالمعنی روایت کرنا جائز نہیں سمجھتا بلکہ بلفظہ روایت کرنا ضروری سمجھتا تھا چنانچہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں جو حافظ زین الدین عراقی کی تصنیف ہے لکھا ہے *

محدثین - فقہا اور اصولیین شافعیہ وغیرہ کا ایک گروہ روایت بالمعنی کو مطلقا روا نہیں رکھتا - قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کا اصلی مذہب بھی یہی ہے - یہاں تک کہ

قیل لا یجوز له الروایة بالمعنی مطلقا قاله طائفة من المحدثین والفقهاء والاصولیین من الشافعیة وغیرهم قال القرطبی هو الصحیح من مذهب مالک حتی ان بعض من ذهب الی هذا شدد فیه اکثر التشدید فلم یجوز تقدیم کلمة علی کلمة ولا حرف علی اخر ولا ابدال حرف باخر ولا زیادة حرف ولا حذفه فضلا عن اکثر ولا تخفیف ثقیل ولا تثقیل خفیف ولا رفع منصوب ولا نصب مجرور او مرفوع ولو لم یتغیر المعنی فی ذلک کله بل اقتصر بعضهم علی اللفظ ولو خالف اللغة الفصیحة وکذا لو کان لحنا کما بین تفصیل هذا کله الخطیب فی الکفایه -
(فتح المغیث صفحہ ۲۷۲) *

جو اس طرف گئے ہیں اُن میں سے بعض نے اس باب میں بہت سختی کی ہے - پس اُن کے نزدیک ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ پر یا ایک حرف کا دوسرے حرف پر مقدم لانا جائز نہیں ہے نہ ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہ بدلنا - نہ ایک حرف کو زیادہ یا کم کرنا چہ جائیکہ بہت سے حرفوں کو - نہ ثقیل کو خفیف کرنا اور نہ خفیف کو ثقیل کرنا - نہ منصوب کو رفع دینا - نہ مجرور یا مرفوع کو نصب دینا اگرچہ ان تمام صورتوں میں معنی نہ بدلتے ہوں - بلکہ انہوں نے لفظ ہی پر بس کی ہے چاہے لغت فصیح کے برخلاف ہو - اور ایسا ہی چاہے غلط ہو خطیب نے کفایہ میں اس کو مفصل بیان کیا ہے *

اس تشدد میں جو بلفظہ حدیث کے بیان کرنے کی نسبت تھا بعض بزرگوں نے نرمی کی اور کہا کہ صرف صحابہ کو یا صحابہ اور تابعین کو بالمعنی روایت کرنی جائز ہے اور کو نہیں

وقیل لا یجوز لغیر الصحابة خاصة لظهور الخلل فی اللسان بالنسبة لمن بعد الصحابة فهم ارباب اللسان واعلم الخلق بالکلام حکاه الماوردی والرویانی بل جزما بانه

چنانچہ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ - اور کہا گیا ہے کہ صحابہ کے سوا دوسروں کے لئے روایت بالمعنی کرنا روا نہیں ہے - کیونکہ زبان میں

پھر بھی کہینگے کہ کون پیدا کرے گا ہم کو	فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُّعِيدُنَا

لا يجوز لغير الصحابي وجعلا الخلاف في الصحابي دون غيره وقيل لا يجوز لغير الصحابة والتابعين بخلاف من كان منهم وبه جزم بعض معاصر الخطيب وهو حفيد القاضي ابي بكر في ادب الرواية قال لان الحديث اذا قيده بالاسناد وجب ان لا يختلف لفظه فيدخله الكذب -

(فتح المغيث صفحہ ۵۰۶ و ۵۰۷) +

بہ نسبت اُن کے جو پہلے تھے خلل آ گیا ہے - برخلاف صحابہ کے اس لئے کہ وہ اہل زبان اور کلام کو خوب سمجھنے والے تھے - ماوردی اور رویانی نے باب القضا میں اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اس بات کو زور کے ساتھ بیان کیا ہے کہ صحابی کے سوا دوسرے کو روایت بالمعنی جائز نہیں - مگر یہ اُن کا اختلاف صرف صحابی میں ہے نہ اوروں میں اور بعض کہتے کہ صحابہ اور تابعین کے سوا دوسروں کو روایت بالمعنی جائز نہیں ہے - اور خطیب کے ایک معاصر یعنی قاضی ابو بکر کے پوتے نے ادب الروایۃ میں اس کو زور کے ساتھ بیان کیا ہے - اُس نے کہا ہے کہ جب حدیث میں اسناد کی قید لگائی تو یہ واجب ہے کہ لفظ نہ بدلیں تاکہ جھوٹ داخل نہ ہو جائے باوجود اس قید کے بھی یہ بات کہی گئی کہ روایت کرنے کے بعد راوی کو ایسے الفاظ کا کہدینا ضرور ہے جن سے معلوم ہووے کہ حدیث کے بعینہ وہی لفظ نہیں ہیں جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے چنانچہ فتح المغیث میں لکھا

ولیقل الراوی عقب ایراده الحدیث - بمعنی ای بالمعنی لفظ او کما قال فقد کان انس رضی کما عند الخطیب فی باب المعقود لمن اجاز الروایة بالمعنی یقولها عقب الحدیث ونحوه من الالفاظ کقوله او نحو هذا او شبهه او شکله فقد روی الخطیب ایضا عن ابن مسعود انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ارعد وارعدت ثیابه وقال او شبه ذا او نحو ذا وعن ابی الدرداء انه کان اذا فرغ من الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال هذا او نحو هذا او شکله و رواها کلها الدارمی فی مسنده بنحوها ولفظه فی ابن مسعود وقال او مثله او نحوه او شبیه به وفی لفظ اخر لغیره ان عمر بن میمون سمع یوما ابن مسعود یحدث عن النبی صلی الله علیه وسلم وقد علاه کرب وجعل العرق ینحدر منه عن جبینه و هو یقول اما فوق ذلک واما دون ذلک واما قریب من ذلک وهذا کشکل

ہے کہ راوی کو حدیث بالمعنی بیان کرنے کے بعد کہنا چاہیئے " او کما قال " خطیب نے ایک باب میں جس میں اُن کا بیان ہے جن کو روایت بالمعنی کی اجازت ہے - کہا ہے کہ انس رضی حدیث کے بعد کہتے تھے اُس کے قول کی مانند یا ایسا یا اس جیسا یا اس سے ملتا جلتا خطیب نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر خدا سے سنا ہے پھر کانپنے اور اُن کا کپڑا ہلنے لگا اور کہا اسکی مانند یا اسکی مثل - اور ابو درداسے روایت ہے کہ جب حدیث بیان کر چکتے تو کہتے کہ یہ کہا تھا یا اُس کی مثل یا اس جیسا - دارمی نے اپنی مسند میں یہ سب الفاظ بیان کئے ہیں ابن مسعود کے الفاظ اُس میں یہ ہیں یا اس کی مثل یا اس کی مانند یا اس کے مشابہ اور

کہدے وہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی دفعہ	قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ

من المحدث والقاری ابھما علیہا لا مربہ فانہ یحسن ان یقول او کما قال۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۹)

دوسرے راوی نے اور الفاظ بیان کئے ہیں۔ چنانچہ عمر بن میموں نے کہا کہ میں نے ایک روز ابن مسعود کو حدیث بیان کرتے سنا اور ان کو تکلیف ہونے لگی اور پسینہ اُن کی پیشانی سے ٹپکتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم یا اس کے قریب۔ غرضکہ ایسا لفظ کہے جس سے قاری اور محدث کا شک ظاہر ہو۔

باوجود اس کے صحابہ اور تابعین برابر حدیث کو بالمعنی روایت کرتے تھے۔ جیسا کہ فتح المغیث کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

وعن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابۃ فاجتمعوا فی المعنی واختلفوا علی فی اللفظ فقلت ذلک لبعضھم فقال لا باس بہ مالم یحیل معناہ حکاہ الشافعی وقال حذیفۃ انا قوم عرب نورد الاحادیث فنقدم ونوخر وقال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث من عشرۃ المعنی واحد واللفظ مختلف وممن کان یروی بالمعنی من التابعین الحسن والشعبی والنخعی بل قال ابن الصلاح انہ الذی یشھد بہ احوال الصحابۃ والسلف الاولین فکثیرما کانوا ینقلون معنی واحدا فی امر واحد بالفاظ مختلفۃ وما ذاک الا ان معولھم کان علی المعنی دون اللفظ۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۵)

ایک تابعی کہتے ہیں کہ میں بہت سے صحابیوں سے ملا ہوں۔ جو معنی میں متفق اور الفاظ میں مختلف تھے میں نے ایک صحابی سے کہا تو کہنے لگے کیا مضائقہ ہے اگر معنی نہ بدلیں یہ شافعی کا بیان ہے۔ اور حذیفہ کہتے تھے ہم قوم عرب ہیں جب حدیث بیان کرتے ہیں الفاظ آگے پیچھے کر دیتے ہیں ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں دس آدمیوں سے حدیث سنتا تھا۔ معنی یکساں اور الفاظ جدا جدا ہوتے تھے۔ تابعین میں سے حسن شعبی اور نخعی روایت بالمعنی کرتے تھے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ صحابہ اور سلف اولین کے حالات اس پر شاہد ہیں کہ وہ اکثر ایک مطلب کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کا زیادہ تر خیال مضمون پر ہوتا تھا نہ الفاظ پر۔

حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر روایت بالمعنی کی اجازت نہ ہوتی تو ہم حدیث

قال الحسن لولا المعنی ماحدثنا وقال الثوری لو اردنا ان نحدثکم بالحدیث کما سمعناہ ماحدثنا کم بحرف واحد۔ (فتح المغیث صفحہ ۲۷۷)

نہ بیان کر سکتے۔ اور ثوری کہتے ہیں کہ اگر ہم حدیث اسی طرح تم سے بیان کرنا چاہیں جس طرح سُنی ہے تو ایک حرف بھی نہیں بیان کر سکتے۔

پھر ہلاوینگے تیری طرف اپنے سروں کو اور کہینگے کہ کب وہ ہوگا	فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ

بالآخر حدیثوں کا بعض شرطوں سے بالمعنی روایت کرنا محدثین کے نزدیک جائز قرار پایا۔ چنانچہ امام سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں کہ اس باب میں سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص عربی زبان کے الفاظ کے مدلول اور اُن کے مقاصد اور معنی کے متغیر ہونے اور محتمل اور غیر محتمل معنی اور مرادف کو نہیں جانتا اُس کے لئے ضرور ہے کہ اُنہی الفاظ سے روایت کرے جو اس نے سُنے ہیں بغیر تقدیم و تاخیر کے اور بغیر ایک حرف کی بھی زیادتی یا کمی کے۔ اور بغیر ایک حرف کے بھی بدلنے کے اور مشدد کی جگہ ثقیل اور ثقیل کی جگہ مشدد لانے کے ۔

ولیرو بالالفاظ التی سمع بها مقتصرا علیها بدون تقدیم ولا تاخیر ولا زیادة ولا نقص حرف فاکثر ولا ابدال الحرف او اکثر بغیره ولا مشدد بمثقل او عکسه من لا یعلم مدلولها ای الالفاظ فی اللسان ومقاصدها وما یحل معناها و المحتمل من غیره والمرادف منها وذلک علی وجه الوجوب بلا خلاف بین العلماء۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۵)

اور کچھ لوگ ان لوگوں کے سوا ہیں جو ان سب باتوں کو جانتے ہیں اُن کے روایت بالمعنی کرنے میں اہل حدیث۔ اہل فقہ اور اہل اصول میں اختلاف ہے۔ بہت سے لوگوں نے اُن کو بالمعنی روایت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر روایت کرنے والا قطعاً سمجھتا ہو کہ جو لفظ اُس نے سُنا اُس کے معنی پورے پورے ادا کر دیئے ہیں اور روایت مرفوع ہو یا غیر مرفوع علم پر دلالت کرتی ہو یا عمل پر صحابی سے ہو یا تابعی سے ہے یا اُن کے سوا کسی اور سے منقول ہو۔ راوی نے الفاظ یاد رکھے ہوں یا نہیں افتا اور مناظرہ میں ہو یا روایت میں اس کا مرادف لفظ بیان کیا ہو یا نہیں۔ اس کے معنی مبہم ہوں یا ایسے ظاہر کہ اُس لفظ سے دوسرے معنی کا احتمال نہ نکلے۔ اور اس لفظ سے جو کچھ شارع نے مراد لی ہے راوی کا ظن غالب بھی اسی طرف گیا ہو۔ اور اس معنی مراد لینے میں شائبہ مجاز [illegible] ۔

واما غیره ممن یعلم ذلک ویحققه فاختلف فیه السلف واصحاب الحدیث وارباب الفقه والاصول فالمعظم منها اجاز الروایة بالمعنی اذا کان قاطعا بانه ادی معنی اللفظ الذی بلغه سواء فی ذلک المرفوع او غیره کان موجبه العلم او العمل وقع من الصحابی او التابعی او غیرهما حفظ اللفظ ام لا صدر فی الافتاء والمناظرة او الروایة اتی بلفظ مرادف له ام لا کان معناه غامضا او ظاهرا حیث لم یحتمل اللفظ غیر ذلک المعنی وغلب علی ظنه ارادة الشارع بهذا اللفظ ما هو موضوع له دون التجوز فیه والاستعارة۔

(فتح المغیث صفحہ ۲۷۵)

ان روایتوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ [illegible]

کہدے کہ شاید یہ ہووے نزدیک (۵۳)	قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۳)

کی روایت بالمعنی کرنے کا دستور تھا اور جو حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں لکھی ہیں سوائے شاذ ونادر چھوٹی حدیثوں کے وہ سب بالمعنی روایت کی گئی ہیں یعنی آنحضرت نے جو بات جن لفظوں سے فرمائی تھی وہ لفظ بعینہ وبجنسہ نہیں ہیں بلکہ راویوں نے جو مطلب سمجھا اس کو اُن لفظوں میں جن میں وہ بیان کر سکتے تھے بیان کیا - پھر اسی طرح دوسرے راوی نے پہلے راوی کے اور تیسرے راوی نے دوسرے راوی کے اور چوتھے راوی نے تیسرے راوی کے بیان کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور علےٰ ہٰذا القیاس پس حدیث کی کتابوں میں جو حدیثیں لکھی گئی ہیں وہ اخیر راوی کے لفظ ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس درمیان میں اصلی الفاظ سے کس قدر لفظ ادل بدل اور اُلٹ پلٹ ہو گئے اور کچھ عجب نہیں کہ کسی نے حدیث کے اصل مطلب سمجھنے میں بھی غلطی کی ہو اور اصلی حدیث کا مطلب بھی بدل گیا ہو اور اُس کے یعنی غلط مطلب سمجھنے کی مثال میں متعدد حدیثیں بھی موجود ہیں - خود صحابہ نے حدیث سماع موتیٰ اور حدیث تعذیب المیت ببکاء اھلہ کا مطلب غلط سمجھا تھا ٭

اسی باعث سے کہ حدیثوں کی روایت کے جو الفاظ ہیں وہ اخیر راویوں کے ہیں جب کہ اصلی زبان عرب میں کسی قدر تبدیلی ہو گئی تھی علمائے علم ادب نے حدیثوں کو بلحاظ علم ادب کے قابل سند نہیں سمجھا - چنانچہ

واما کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فیستدل منہ بما ثبت انہ قالہ علی اللفظ المروی وذلک نادر جدا انما یوجد فی الاحادیث القصار علی قلۃ ایضا فان غالب الاحادیث مروی بالمعنی وقد تداولتھا الاعاجم والمولدون قبل تدوینھا فرووھا بما ادت الیہ عباراتہم فزادوا ونقصوا وقدموا واخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولھذا تری الحدیث الواحد فی القصۃ الواحدۃ مرویا علی اوجہ شتی بعبارات مختلفۃ ومن ثم انکر علی ابن مالک اثباتہ القواعد النحویۃ بالالفاظ الواردۃ فی الحدیث قال ابو حیان فی شرح التسہیل قد اکثر ھذا المصنف من الاستدلال بما وقع فی الاحادیث علی اثبات القواعد الکلیۃ فی لسان العرب وما رایت احدا من المتقدمین والمتاخرین سلک ھذہ الطریقۃ غیرہ علی ان الواضعین الاولین لعلم النحو المستقرئین للاحکام من لسان العرب

جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاقتراح میں لکھا ہے پیغمبر خدا کی اُس کلام سے استدلال کیا جاتا ہے جس کی نسبت ثابت ہو چکا ہے کہ یہی الفاظ جو روایت کئے گئے ہیں - آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں - اور یہ بہت ہی کم ہے - صرف چھوٹی چھوٹی حدیثوں میں ہے ورنہ اکثر حدیثیں بالمعنی روایت ہوئی ہیں اور عجمیوں اور مولدین نے حدیثوں کو اُن کے جمع ہونے سے پہلے استعمال کیا ہے - پھر خود ان کی عبارت حدیثوں کے مطلب کو جہاں کھینچ لے گئے وہیں پہنچا دیا - بڑھایا - گھٹایا - تقدیم وتاخیر کی

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾	جس دن کہ خدا تم کو بلاوے گا تو جواب دو گے اُس کی تعریف کر کے اور گمان کرو گے کہ تم نہیں ٹھیرے مگر تھوڑا سا ﴿۵۲﴾

کابی عمرو بن العلاء وعیسی بن عمرو الخلیل و سیبویہ من ائمۃ البصریین والکسائی والفراء وعلی بن مبارک الاحمر وهشام الضریر من ائمۃ الکوفیین لم یفعلوا ذلک وتبعہم علی هذا المسلک المتاخرون من الفریقین وغیرهم عن نحاة الاقالیم کنحاة بغداد واهل الاندلس وقد جری الکلام فی ذلک مع بعض المتاخرین الاذکیاء فقال انما ترک العلماء ذلک لعدم وثوقهم ان ذلک لفظ الرسول صلی الله علیہ وسلم اذ لو وثقوا بذلک لجری مجری القرآن فی اثبات القواعد الکلیۃ وانما کان ذلک لامرین احدهما ان الرواة جوزوا النقل بالمعنی فتجد قصۃ واحدة قد جرت فی زمانہ صلی الله علیہ وسلم لم تنقل بتلک الالفاظ جمیعا نحو ما روی من قولہ زوجتکہا بما معک من القرآن ملکتکہا بما معک خذها بما معک وغیر ذلک من الالفاظ الواردة فی هذه القصۃ فنعلم یقینا انہ صلی الله علیہ وسلم لم یلفظ بجمیع هذه الالفاظ بل لا نجزم بانہ قال بعضها اذ یحتمل انہ قال لفظا مرادفا لهذه الالفاظ غیرها فاتت الرواة بالمرادف ولم تات بلفظہ اذ المعنی هو المطلوب ولا سیما مع تقادم السماع وعدم ضبطہ بالکتابۃ والاتکال علی الحفظ فالضابط منہم من ضبط المعنی واما ضبط اللفظ فبعید جدا لا سیما فی الاحادیث الطوال وقد قال سفیان الثوری ان قلت لکم انی احدثکم کما سمعت فلا تصدقونی انما هو المعنی ومن نظر فی الحدیث ادنی نظر علم العلم الیقین انہم انما یروون بالمعنی ...... وقال ابوحیان انما امعنت الکلام فی هذه المسئلۃ لئلا یقول المبتدی ما بال النحویین یستدلون بقول العرب وفیہم المسلم والکافر ولا یستدلون بما روی فی الحدیث بنقل العدول کالبخاری ومسلم واضرابہما فمن طالع ما ذکرناه

اور الفاظ بدل دیئے - اسی لئے ایک حدیث ایک ہی مضمون کی مختلف طور پر جدا جدا عبارتوں میں بیان ہوئی ہے - اور اسی لئے ابن مالک پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اُس نے الفاظ حدیث سے قواعد نحویہ کو ثابت کیا ہے - ابوحیان شرح تسہیل میں لکھتا ہے کہ اس مصنف نے عربی زبان کے قواعد کلیہ کو اکثر الفاظ حدیث سے ثابت کیا ہے اور اس کے سوا متقدمین اور متاخرین میں سے کوئی اس طریقہ پر نہیں چلا - علم نحو کے اول بانیوں اور زبان عربی کے قواعد کے محققوں جیسے ابو عمر ابن علا - عیسے بن عمر اور سیبویہ نے بصری نحویوں میں سے اور کسائی - فرا - علی بن مبارک احمر اور ہشام الضریر نے کوفی نحویوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا - اور دونوں قسم کے نحوی متاخرین میں سے اور بغداد اور اندلس وغیرہ مختلف ملکوں کے نحوی بھی اسی طریق پر چلے ہیں - متاخرین میں سے ایک عالم کے سامنے اس کا تذکرہ آیا تو اُس نے کہا کہ علما نے اس طریقہ کو اس لئے ترک کیا ہے کہ اُن کو ہرگز اعتماد نہیں ہے کہ یہ الفاظ بعینہ پیغمبر خدا کے ہیں - اگر وہ اعتماد کرتے تو قواعد کلیہ کے ثبوت میں حدیث بھی بمنزلہ قرآن کے ہوتی - اور یہ دو باعث سے ہوا ایک تو یہ کہ راویوں نے روایت بالمعنی کو

وَقُلْ لِّعِبَادِىْ يَقُوْلُوا الَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ	اور کہدے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو وہی اچھی ہے

أدرك السبب الذى لاجله لم يستدل النحاة بالحديث انتهى كلام ابن حيان بلفظة ... و قال ابو الحسن ابن الصائغ فى شرح الجمل تجويز الرواية بالمعنى هو السبب عندى فى ترك الائمة كسيبويه وغيره الاستشهاد على اثبات اللغة بالحديث واعتمدوا فى ذلك على القرآن وصريح النقل عن العرب ولولا تصريح العلماء بجواز النقل بالمعنى فى الحديث لكان الاولى فى اثبات فصيح اللغة كلام النبى صلى الله عليه وسلم لانه افصح العرب۔

(الاقتراح للسيوطى ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) ❊ وهكذا فى خزانة الادب للعلامة عبد القادر البغدادى نا قلا عن السيوطى و مصححاله ❊

جائز سمجھا اور تم دیکھو گے کہ ایک واقعہ جو پیغمبر خدا کے زمانہ میں ہؤا تھا۔ انہی تمام الفاظ میں منقول نہیں ہؤا ہے ۔ جیسے ایک قصہ میں کہیں تو " زوجتکہا بما معك " اور کہیں " ملکتکہا بما معك " اور کہیں " خذها بما معك " الفاظ بیان ہوئے ہیں ۔ اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے یہ تمام الفاظ نہیں کہے بلکہ ہمیں اس کا بھی یقین نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی لفظ کہا ہے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ پیغمبر خدا نے ان الفاظ کا کوئی اور مرادف لفظ فرمایا ہو ۔ پھر راویوں نے وہ لفظ نہ بیان کیا ہو اور اس کا مرادف لفظ کہدیا ہو اس لئے کہ مطلب تو معنی سے ہے ۔ اور خاصکر جب بار بار سُنا گیا اور لکھا نہ گیا اور حافظہ پر بھروسا کیا گیا ۔ پس ضابطہ وہی ہے جس نے مضمون یاد رکھا اور لفظ یاد رکھنا تو مشکل ہے خاصکر لمبی حدیثوں میں ۔ اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر مَیں تم سے کہوں کہ مَیں نے جس طرح یہ حدیث سُنی ہے اُسی طرح تم سے بیان کرتا ہوں تو ہرگز یقین نہ کرنا بلکہ وہ صرف حدیث کا مضمون ہے ۔ اور جو شخص ذرا بھی حدیث پر غور کریگا اُس کو یقین ہو جائیگا کہ سب بالمعنی روایت کرتے ہیں ۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ مَیں نے اس مسئلہ میں زیادہ گفتگو اس لئے کی کہ مبتدی یہ نہ کہدے کہ نحوی عرب کے قول سے جن میں مسلم اور کافر دونوں ہیں استدلال کرتے ہیں ۔ اور الفاظ حدیث سے جو بخاری اور مسلم وغیرہ ثقہ اور معتمد لوگوں سے روایت ہوئی ہیں ۔ استدلال نہیں کرتے ۔ پس جو شخص ہمارے پچھلے بیان کو غور سے پڑھیگا اُسے معلوم ہو جائیگا کہ نحویوں نے حدیث سے کیوں استدلال نہیں کیا .... اور ابو الحسن ابن صائغ شرح جمل میں کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی کا جائز رکھنا ہی میرے نزدیک اس بات کا سبب ہے کہ سیبویہ جیسے نحویوں نے زبان کے کلیہ قواعد ثابت کرنے میں حدیث سے سند نہیں لی ۔ اور اس باب میں قرآن اور عرب کے کلام پر اعتماد کیا ہے ۔ اور اگر علما حدیث میں روایت بالمعنی کو جائز نہ رکھتے تو پیغمبر خدا کا کلام زبان فصیح کے ثابت کرنے میں

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ	بیشک شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اُن میں

زیادہ قابل اعتماد تھا کیونکہ پیغمبر خدا تمام عرب سے زیادہ فصیح تھے ✦

علامہ عبدالقادر بغدادی نے خزانۃ الادب میں سیوطی کے قول کو نقل کرکے اس کی تصدیق کی ہے ✦

علمائے علم حدیث نے جس قدر حدیثوں پر کوشش کی " شکر اللہ سعیہم " اُن کی کوشش صرف راویوں کے ثقہ اور معتمد ہونے کے دریافت کرنے میں ہوئی - مگر ہم کو نہیں معلوم ہوتا کہ جو حدیثیں معتبر سمجھی گئی ہیں اُن کے مضمون کی صحت اور عدم صحت دریافت کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا تھا - حدیثوں کی تقسیم مرفوع - متصل - مسند وغیرہ پر کی گئی ہے - مگر وہ تقسیم بھی بلحاظ اسناد راویوں کے ہے - نہ بلحاظ درایت یعنی بلحاظ صحت یا عدم صحت یا مشتبہ ہونے مضمون حدیث کے ✦

ہاں بلاشبہ موضوع حدیثوں کے پہچاننے کے لئے محدثین نے چند قواعد بنائے ہیں جن کے مطابق مضمون حدیث پر لحاظ کرکے اُس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں - ہم یہ نہیں کہتے کہ صحاح ستہ یا حدیث کی اور معتبر کتابوں میں کوئی موضوع حدیث ہے - مگر جب کہ یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ روایت حدیثوں کی باللفظ نہیں ہے بلکہ بالمعنی ہے اور الفاظ حدیث کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اُن حدیثوں کے مضامین کی صحت نہ جانچی جاوے - تاکہ ظاہر ہو کہ جو مضمون اُس حدیث میں بیان ہوا ہے اُس کے بیان کرنے میں راوی سے تو کوئی غلطی نہیں ہوئی - اور ہمارے نزدیک یہ بات کہنی کافی نہیں ہے کہ جب وہ حدیثیں معتبر کتابوں میں لکھی گئی ہیں تو یہ تصور کرلینا چاہیئے کہ اُن کے مضمونوں کی صحت بھی جانچ لی گئی ہے - خصوصاً اس صورت میں کہ خود علمائے اسلام اُن حدیثوں میں سے جو حدیث کی معتبر کتابوں میں لکھی گئی ہیں متعدد حدیثوں کو صحیح نہیں قرار دیتے ✦

تمام علما اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی حدیث میں مندرجہ ذیل نقصوں میں سے کوئی نقص پایا جاوے تو وہ حدیث معتبر نہیں ہے بلکہ موضوع ہے - چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب عجالہ نافعہ میں لکھتے ہیں کہ " علامات وضع حدیث وکذب راوی چند چیز است " ✦

اول آنکہ خلاف تاریخ مشہور روایت کند ✦

دوم آنکہ راوی رافضی باشد وحدیث در طعن صحابہ روایت کند یا ناصبی باشد وحدیث در مطاعن اہلبیت باشد وعلیٰ ہذا القیاس ✦

اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۵﴾	بیشک شیطان ہے واسطے انسان کے دشمن کھلا ہوا ﴿۵۵﴾

سوم آنکہ چیزے روایت کند کہ بر جمیع مکلفین معرفت آں و عمل براں فرض باشد و او منفرد بود بروایت *

چہارم آنکہ وقت و حال قرینہ باشد بر کذب او *

پنجم آنکہ مخالف مقتضائے عقل و شرع باشد و قواعد شرعیہ آنرا تکذیب نمایند *

ششم آنکہ در حدیث قصہ باشد از امر حسی واقعی کہ اگر بالحقیقت متحقق می شد ہزاراں کس آنرا نقل می کردند *

ہفتم رکاکت لفظ و معنی۔ مثلاً لفظے روایت کند کہ بر قواعد عربیہ درست نشود یا معنی کہ مناسب شان نبوت و وقار نباشد *

ہشتم افراط در وعید شدید بر گناہ صغیرہ یا افراط در وعدہ عظیم بر فعل قلیل *

نہم آنکہ بر عمل قلیل ثواب حج وعمرہ ذکر نماید *

دہم آنکہ کسی را از عاملان خیر ثواب انبیا موعود کند *

یازدہم خود اقرار کردہ باشد بوضع احادیث *

امام سخاوی نے فتح المغیث میں ابن جوزی سے حدیث کے موضوع ہونے کی یہ نشانیاں لکھی ہیں *

اول ۔ جو حدیث کہ عقل اُس کے مخالف ہو اور اصول کے متناقض ہو *

دوم ۔ ایسی حدیث کہ حس اور مشاہدہ اُس کو غلط قرار دیتا ہو *

سوم ۔ وہ حدیث جو کہ مخالف ہو قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے *

چہارم ۔ جس میں تھوڑے کام پر وعید شدید یا اجر عظیم کا وعدہ ہو *

پنجم ۔ رکت معنی اس روایت کی جو بیان کی گئی ہے *

ششم ۔ رکت یعنی سخافت راوی کی *

ہفتم ۔ منفرد ہونا راوی کا *

ہشتم ۔ منفرد ہونا ایسی روایت میں جو تمام مکلفین سے متعلق ہو *

نہم ۔ یا ایسی بڑی بات ہو جس کے نقل کرنے کی بہت سی ضرورتیں ہوں *

دہم ۔ جس کے جھوٹ ہونے پر ایک گروہ کثیر متفق ہو *

یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ خلاصہ ہے اُس کا جو ابن جوزی نے بیان کیا ہے ۔ لیکن

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ	تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے

ہم اس مقام پر ابن جوزی کی عبارت بعینہ جو فتح المغیث میں نقل کی گئی ہے نقل کرتے ہیں *

ابن جوزی نے کہا ہے کہ جو حدیث عقل کے مخالف ہے یا اصول کے برخلاف ہے

قال ابن الجوزی وکل حدیث رایته یخالفه العقول او ینا قض الاصول فاعلم انه موضوع فلا یتکلف اعتبارہ ای لا تعتبر رواته ولا تنظر فی جرحهم - اویکون مما یدفعه الحس و المشاهدة - او مباینا للنص الکتاب والسنة المتواترة اوالاجماع القطعی حیث لا یقبل شیء من ذلک التاویل - او یتضمن الافراط بالوعید الشدید علی الامر الیسیر او بالوعد العظیم علی الفعل الیسیر وهذا الاخیر کثیر موجود فی حدیث القصاص والطرقیة - ومن رکة المعنی لا تاکلوا القرعة حتی تذبحوها ولذا جعل بعض ذلک دلیلا علی کذب راویه وکل هذه من القرائن فی المروی - وقد تکون فی الراوی کقصة غیاث مع المهدی وحکایة سعد بن طریف الماضی ذکرهما واختلاف المامون بن احمد الهروی حین قیل له الا تری الشافعی ومن تبعه بخراسان ذالک الکلام القبیح حکاه الحاکم فی المدخل قال بعض المتاخرین وقد رایت رجلا قام یوم جمعة قبل الصلوة فابتدأ یورده فسقط من قامته مغشیا علیه - وانفرادہ عمن لم یدرکه بما لم یوجد عند غیرهما وانفرادہ بشیء مع کونه فیما یلزم المکلفین علمه وقطع العذر فیه کما قررہ الخطیب فی اول الکفایة - او بامر جسیم تتوفر الدواعی علی نقله کحصر العدد للحاج عن البیت او بما صرح بتکذیبه فیه جمع کثیر یمتنع فی العادة تواطئهم علی الکذب او تقلید بعضهم بعضا - (فتح المغیث صفحه ۱۱۴) *

اس کو موضوع جانو اس کے راویوں کی جرح و تعدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - یا حدیث میں ایسا بیان ہو جو حس و مشاہدہ کے برخلاف ہے - یا قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہے - جن میں سے ایک کی بھی تاویل نہیں ہو سکتی - یا تھوڑے سے کام پر بہت سے عذاب یا ثواب کا ذکر ہو - اور یہ اخیر مضمون قصہ گویوں اور بازاریوں کی حدیثوں میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہے یا معنی رکیک و سخیف ہوں جیسے اس حدیث میں کہ کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ - اسی لئے اس رکت معنی کو بعض نے راوی کے کذب پر دلیل گردانا ہے - اور یہ سب قرینے تو روایت میں ہوتے ہیں اور کبھی راوی میں ایسا قرینہ ہوتا ہے جیسے غیاث کا قصہ مہدی کے ساتھ اور سعد بن طریف کی حکایت جن کا ذکر ہو چکا ہے، اور ابن احمد ہروی کا وہ بیہودہ کلام (نسبت امام شافعی کے) گھڑ لینا جب اس سے کہا گیا کہ کیا تو شافعی کو نہیں دیکھتا اور اُن کو جو اُس کے تابع ہیں خراسان میں - حاکم نے اس کو مدخل میں بیان کیا ہے - اور متاخرین میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے کھڑا ہوا اور چاہا کہ اُس کو

اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ	اور اگر چاہے تم کو عذاب دے

بیان کرے پھر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ یا راوی کا منفرد ہونا ایسی حدیث میں جو اوروں کے پاس نہیں ہے۔ اُن لوگوں سے جنہوں نے اُس حدیث کو نہیں سنا۔ یا اس کا منفرد ہونا ایسی حدیث میں جس کے مضمون کا جاننا تمام مکلفین کو نہایت ضروری ہے۔ یا ایسے عظیم الشان واقعہ کا بیان جس کے نقل کرنے کی بہت سے لوگوں کو ضرورت ہے جیسے کعبہ سے حاجیوں کے ایک گروہ کا روکا جانا یا ایسا بیان جس کو اتنی بڑی جماعت نے جھٹلا دیا ہے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کی تقلید کرنا عادۃً ناممکن ہے +

اور جو قبیح الفاظ حضرت امام شافعی کی نسبت کہے گئے تھے وہ یہ ہیں۔ کہ ماموں

وقیل لماموں بن احمد الھروی الا تری الی الشافعی ومن تبعہ بخراسان فقال حدثنا احمد بن عبد البر حدثنا عبد اللہ بن معدان الازدی عن انس مرفوعاً یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی اُمتی من ابلیس۔
(تدریب الراوی صفحہ ۱۰۰) +

بن احمد ہروی سے کہا گیا کہ کیا تو نے شافعی کو نہیں دیکھا اور اُن کو جو خراسان میں اُس کے تابع ہیں تو اُس نے کہا ہم سے احمد بن عبد البر نے اور اُس سے عبد اللہ بن معدان ازدی نے انس سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو محمد بن ادریس (امام شافعی) کہینگے۔ وہ میری اُمّت کو شیطان سے زیادہ نقصان پہنچائیگا +

اور تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع ہونے کے اُن قرینوں میں سے جو خود

ومما یدخل فی قرینۃ حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر بن الطیب ان من جملۃ دلائل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ ما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او یکون منافیا لدلالۃ الکتاب القطعیۃ او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی۔
(تدریب الراوی صفحہ ۹۹) +

روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اُس نے ابو بکر بن الطیب سے نقل کیا ہے۔ کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اس طرح عقل کے مخالف ہو کہ اُس کی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اسی ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو۔ یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو +

اور اسی کتاب میں در باب مخالفت عقل و نقل یہ لکھا ہے کہ اُن حدیثوں میں سے

ومن المخالف للعقل ما رواہ ابن الجوزی من طریق عبد الرحمن بن زید بن سالم عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً ان سفینۃ نوح طافت بالبیت سبعا

جو عقل کے مخالف ہیں۔ ایک وہ ہے۔ جو ابن جوزی نے عبد الرحمن سے اور اُس نے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا (۵۶)	اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اُن پر ذمہ دار (۵۶)

وصلت عند المقام رکعتین -
(تدریب الراوی صفحہ ۱۰۰) ✣

اپنے باپ زید سے اور اُس نے اپنے باپ سالم سے مرفوعاً بیان کی ہے کہ نوح کی کشتی نے کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھی ✣

اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن جوزی کہتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

وقال ابن الجوزی ما احسن قول القائل اذا رایت الحدیث یباین المعقول او یخالف المنقول او یناقض الاصول فاعلم انه موضوع ومعنی مناقضة للاصول ان یکون خارجا عن دواوین الاسلام من المسانید والکتب المشهورة
(تدریب الراوی صفحہ ۱۰۰) ✣

جب تو حدیث کو عقل یا نقل کے خلاف پائے سمجھ لے کہ وہ موضوع ہے - اور اصول سے مخالف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حدیث دواوین اسلام سے یعنی مسانید اور حدیث کی مشہور کتابوں سے خارج ہو ✣

ابن جوزی نے جو مناقضة للاصول کے معنی میں لکھا ہے کہ وہ حدیث دواوین اسلام یعنی کتب حدیث اور کتب مشہورہ میں نہ ہو اس قید کو ہم صحیح نہیں قرار دیتے - کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یا اُن کے بعد جو حدیث کے راوی ہیں معصوم نہ تھے - اور یہ بھی تسلیم ہے کہ احادیث کی روایت بالمعنی ہے بلفظہ نہیں ہے - پس اگر اُن حدیثوں میں جو حدیث کی مروجہ کتابوں میں مندرج ہیں منجملہ مذکورہ بالا نقصوں کے کوئی نقص پایا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُس حدیث کی نسبت یہ نہ خیال کریں کہ راوی سے بیان کرنے میں یا مضمون کے سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے اور اس بات کو فرض کر لینا کہ جب وہ حدیث کتب حدیث میں مندرج ہو گئی ہے تو اُس میں کچھ غلطی نہیں ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے - اور راویوں کو معصومیت کا درجہ دینا ہے ✣

نقل اور عقل میں مخالفت

جب کہ نقل اور عقل میں مخالفت ہو تو ابن تیمیہ کی یہ رائے ہے کہ نقل کو عقل پر مقدم کیا جاوے - کیونکہ وہ دلیل عقلی کا نقل کے خلاف ہونا محال سمجھتا ہے اور ابن رشد کا یہ خیال ہے کہ اگر نقل پر بخوبی غور کی جاوے اور اُس کے ماسبق اور مالحق پر لحاظ کیا جاوے تو خود نقل سے ظاہر ہو گا کہ وہ مُأوّل ہے اور اس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نہیں رہیگی اور وہ اقوال یہ ہیں ✣

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے اُن کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں

قول ابن تیمیہ

پس اگر کوئی کہے کہ جب یقینی دلیل عقلی سمعی دلیل کے خلاف ہو تو دونوں میں سے

فلو قال قائل اذا قام الدليل العقلي القطعي على مناقضة هذا (السمعي) فلا بد من تقديم احدهما فلو قدم هذا السمعي قدح في اصله و ان قدم العقلي لزم تكذيب الرسول فيما علم بالاضطرار انه جاء به وهذا هو الكفر الصريح فلا بد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه يمتنع ان يقوم عقلي قطعي يناقض هذا فتبين ان كلما قام عليه دليل قطعي سمعي يمتنع ان يعارضه قطعي عقلي

(کتاب العقل و النقل لابن تیمیہ صفحہ ۱۹) نسخہ قلمی)

ایک کو مقدم کرنا ناگزیر ہوگا پس اگر سمعی دلیل مقدم کی جاوے تو اصل کے خلاف ہوگا اور عقلی دلیل مقدم کی جاوے تو رسول کو جھٹلانا لازم آویگا ایسی بات میں جس کی نسبت اضطراری علم ہے کہ رسول نے فرمایا ہے اور یہ کھلا ہوا کفر ہے پس اس بات کا اُن کو جواب دینا چاہئے اور جواب یہ ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی یقینی عقلی دلیل سمعی دلیل کے خلاف ہو پس ظاہر ہو گیا کہ جس بات پر یقینی سمعی دلیل قائم ہو محال ہے کہ یقینی عقلی دلیل اُس کے خلاف ہو ✤

قول ابن رشد

اور ہم کو پورا یقین ہے کہ جس بات پر دلیل ہو اور ظاہر شرع اُس کے خلاف ہو تو ظاہر

ونحن نقطع قطعا ان كل ما ادى اليه البرهان و خالفه ظاهر الشرع ان ذلك الظاهر يقبل التاويل على قانون التاويل العربي و هذه القضية لا يشك فيها مسلم ولا يرتاب بها مومن و ما اعظم ازدياد اليقين بها عند من زاول هذا المعنى و جربه و قصد هذا المقصد من الجمع بين المعقول والمنقول بل نقول انه ما من منطوق به في الشرع مخالف بظاهره لما ادى اليه البرهان الا اذا اعتبر الشرع و تصفحت سائر اجزايه وجد في الفاظ الشرع ما يشهد بظاهره لذلك التاويل او يقارب ان يشهد -

(کتاب فصل المقال و تقریر ما بین الشریعۃ والحکمۃ من الاتصال لابن الرشد) ✤

عربی کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل ہوگا اور یہ قضیہ ہے جس میں کسی مسلم اور مومن کو شک نہیں ہوسکتا اور اُس شخص کو اُس قضیہ کا یقین کتنا بڑھ جاتا ہے جس نے اُس کی مشق اور تجربہ کیا ہو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا چاہا ہو ۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جب کوئی ظاہر شرع اُس بات کے خلاف ہو جس پر دلیل قائم ہو چکی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ جب شرع کا لحاظ کیا جاوے اور اُس کے تمام حصوں میں تلاش ہو تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاہر نہ ملے کہ

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ	اور بیشک ہم نے بزرگی دی بعض نبیوں کو بعض پر

اُس تاویل کے موافق ہو جو ظاہر شرع کی تاویل کے ہو اگر بعینہ ایسا نہ ہوگا تو اُس کے قریب ہوگا *

اور شریف مرتضےٰ علم الہدےٰ کا جو شیعوں کا ایک بہت بڑا عالم ہے اس باب میں یہ قول ہے کہ اعتقادات میں بس انہی باتوں پر اعتماد کرنا چاہیئے جو دلیلیں اثباتاً یا نفیاً ثابت ہوں پس جب دلیلیں کسی بات پر دلالت کریں پس واجب ہے کہ جو خبریں ظاہر میں اُس بات کے خلاف ہوں اُن خبروں کو ہم اس بات کی طرف کھینچ لاویں اور اُس سے مطابق کردیں اور اُن خبروں کے ظاہر کو چھوڑ دیں اور مطلق ہو تو شرط لگا دیں اور عام ہوں تو خاص کردیں اور مجمل ہوں تو تفصیل کردیں اور جس راہ سے ہو اُن خبروں میں اور دلیلوں میں مطابقت کردیں *

اور جب ہم قرآن کے ظواہر کی نسبت جن کی صحت یقینی ہے اور جن کا نازل ہونا قطعی ہے ایسا کرتے ہیں تو اخبار احاد کی بابت جو علم اور یقین کا موجب نہیں ہوتیں ایسا کرنے میں کیوں رکینگے پس جب تجھ پر خبریں وارد ہوں

اعلم ان المعول فیما یعتقد علی ما تدل الادلۃ علیہ من نفی واثبات فاذا دلت الادلۃ علی امر من الامور وجب ان نبنی کل وارد من الاخبار اذا کان ظاھرہ بخلافہ علیہ ونسوقہ الیہ ونطابق بینہ وبینہ ونجلی ظاھرا ان کان لہ ونشترط ان کان مطلقا ونخصہ ان کان عاما ونفصلہ ان کان مجملا ونوفق بینہ وبین الادلۃ من کل طریق اقتضی الموافقۃ وآل الی المطابقۃ واذا کنا نفعل ذلک ولا نحتشم فی ظواھر القران المقطوع علی صحتہ المعلوم ورودہ فکیف نتوقف عن ذلک فی اخبار احاد لا توجب علما ولا تثمر یقینا فمتی وردت علیک اخبار فاعرضہا علی ھذہ الجملۃ وابنہا علیہا وافعل فیہا ما حکمت بہ الادلۃ واوجبتہ الحجج العقلیۃ وان تعذر فیہا بناء وتاویل وتخریج وتنزیل فلیس غیر الاطراح لہا وترک التعریج علیہا ولو اقتصرنا علی ھذہ الجملۃ لاکتفینا فیمن یتدبر ویتفکر۔
(درر و غرر شریف مرتضی علم الہدی) *

تو اُن کو دلیلوں سے مقابلہ کرا اور جو مقتضا دلیلوں کا ہو اُن خبروں کی نسبت وہی برتاؤ کر اور اگر اُن کی تاویل اور نکالنا اور اُتارنا نہ ہو سکے تو سوائے گرا دینے خبروں اور اُن کی تصریح چھوڑ دینے کے کیا چارہ ہے اور اگر ہم ان باتوں پر اقتصار کریں تو اُن لوگوں کے لئے جو تامل اور فکر کرتے ہیں کافی ہوگا *

اس بیان سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں اول یہ کہ الفاظ احادیث کے اور خصوصاً احادیث طوال کے جیسے کہ معراج کی حدیثیں ہیں راویوں کے الفاظ ہیں اور وہ لفظ بعینہ نہیں ہیں - جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے *

وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۷﴾	اور ہم نے دی ہے داؤد کو زبور ﴿۵۷﴾

دوم یہ کہ جب نقل صحیح اور عقل قطعی میں مخالفت ہو (ابن تیمیہ کے نزدیک تو مخالفت ہو ہی نہیں سکتی اور ابن رشد کے نزدیک نقل پر غور کرنے سے ضرور ایسی بات نکلیگی جس سے مخالفت دور ہوجاویگی) اور نہ ابن تیمیہ کے یقین کے مطابق اور نہ ابن رشد کے قول کے موافق اُن میں تطبیق ہو سکے تو اس کے راوی اگر نامعتمد ہیں تو وہ حدیث موضوع سمجھی جاویگی اور اگر معتمد ہیں تو یقین اس بات کا ہوگا کہ وہ قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے اور اُس کے بیان میں راویوں سے کچھ سہو و غلطی ہوئی ہے اور اگر وہ قول پیغمبر مانا جاوے تو ضرور اُس کے معنی اور مقصد سمجھنے میں کچھ غلطی ہے ÷

مگر ہم کو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ کن امور کو ہم عقل قطعی کے مخالف قرار دیتے ہیں اُن میں سے ایک تو ممتنعات عقلی ہیں اور دوسرے ممتنعات استقرائی جو کلیہ کی حد تک پہنچ گئے ہوں اور جو قانون فطرت سے موسوم ہوتے ہیں ÷

مثلاً جزء کا کل کے برابر ہونا یا مساوی کے مساوی کا مساوی نہ ہونا یا موجود بالذات غیر مخلوق کا کسی کو اپنے مثل پیدا کرنا ممتنعات عقلی سے ہیں ÷

استقرا جس میں تجربہ اور امور بھی داخل ہیں جو تحقیقات علمی سے ثابت ہوئے ہیں جب کلی ہونے کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور جس سے قانون فطرت ثابت ہوتا ہے اُس کی مخالفت ہونا ممتنعات استقرائی سے ہے اور اُس کو بھی طرداللباب ممتنعات عقلی سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً انسان کا مستقیم القامت بادی البشرہ عریض الاظفار ہونا استقرا کلی سے ثابت ہوتا ہے ÷

اسی استقرا سے جو امور ثابت ہوئے ہیں وہی قانون فطرت کہلاتے ہیں اور اُن میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور جیسا کہ اُن میں تغییر و تبدیل ہونا ممتنعات عقلی سے ہے اسی طرح مذہب اسلام میں از روے نقل کے بھی اُن میں تغییر و تبدیل ہونا ممتنعات سے ہے قرآن مجید میں جا بجا فرمایا ہے "لا تبدیل لخلق اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" پس قانون فطرت کے برخلاف ہونا ممتنعات عقلی میں سے ہے ÷

اسی بنا پر حدیث صلوٰۃ سفینہ نوح عند المقام اور حدیث رد الشمس ان کان مرادہ حقیقۃ ردہا اور حدیث شق القمر تسلیم نہیں کی جاتی خواہ اُن کو موضوع کہا جاوے اگر اُن کے راوی کاذب البیان ہوں یا ناسمجھی اور غلط فہمی راویوں سے تعبیر کیا جاوے اگر اُن کے

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ	کہدے (اے پیغمبر) کہ بلاؤ اُن لوگوں کو

راوی عادل ہوں *

معراج کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں اُن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ جبریل کا ہاتھ پکڑکر خواہ براق پر سوار ہوکر یا پرند جانور کے گھونسلے میں بیٹھ کر جو درخت میں لٹکا ہوا تھا بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشریف لے جانا یا بذریعہ ایک سیڑھی کے جو آسمانوں تک لگی ہوئی تھی چڑھ جانا خلاف قانون فطرت ہے۔ اور اس لئے ممتنعات عقلی میں داخل ہے اگر ہم اُن کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کرلیں تو بھی یہ قرار پائیگا کہ اُن کو اصل مطلب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں غلطی ہوئی مگر اُس واقعہ کی صحت تسلیم نہیں ہوسکتی کیونکہ اس لئے کہ ایسا ہونا ممتنعات عقلی میں سے ہے۔ اور یہ کہدینا کہ خدا میں سب قدرت ہے اُس نے ایسا ہی کردیا ہوگا جاہل اور ناسمجھ بلکہ مرفوع القلم لوگونکا کام ہے نہ ان کا جو دل سے اسلام پر یقین کرتے ہیں اور دوسروں کو اُس مقام پر یقین دلانا اور اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہیں *

واقعات خلاف قانون فطرت کے وقوع کا ثبوت اگر گواہان رویت بھی گواہی دیں تو محالات سے ہے اس لئے کہ وہ اُس وقت دو دلیلیں جو ایک ہی حیثیت پر مبنی ہیں سامنے ہوتی ہیں ایک قانون فطرت جو ہزاروں لاکھوں تجربوں سے جیلاً بعد جیل وزماناً بعد زمان ثابت ہے۔ اور ایک گواہان رویت جن کا عادل ہونا بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے پس اس کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے کہ دونوں تجربوں میں کونسا تجربہ ترجیح کے قابل ہے قانون فطرت کو غلط سمجھنا یا راوی کی سمجھ اور بیان میں سہو و غلطی کا ہونا۔ کوئی ذی عقل تو قانون فطرت پر راوی کے بیان کو ترجیح نہیں دیسکتا۔ قول پیغمبر بلاحجت قابل تسلیم ہے مگر کلام تو اسی میں ہے کہ قول پیغمبر ہے یا نہیں *

اب ہم غور کرتے ہیں احادیث معراج پر جن میں صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ایک واقعہ ہے جو سوتے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اور دلالت النص سے بھی پایا جاتا ہے اور صحاح کی کسی حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ حالت بیداری میں آپنے دیکھا اور بجسدہ آپ بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے بلکہ برخلاف اس کے چند حدیثوں میں سونے کی حالت پائی جاتی ہے تو ہمارا اور ہر ذی عقل کا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُس کو ایک واقعہ خواب کا تسلیم کرے اور ابن رشد کے قول کو صحیح سمجھے کہ اگر نقل میں کوئی بات خلاف عقل معلوم ہوتی ہے تو خود نقل اور اُس کے ماسبق و مالحق پر غور کرنے سے وہ مخالفت دور ہوجاتی

جن پر تم گھمنڈ رکھتے اُس کے (یعنی خدا کی) سوا	زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِہٖ

ہے نہ یہ کہ تاویل بعیدہ اور رکیکہ اور دلائل فرضی دور از کار سے اُس کو ایسا واقعہ بنا دے جو حقیقت کے بھی ایسا ہی مخالف ہو جیسا کہ عقل کے اور مذہب اسلام کی بنیاد مستحکم کو توڑ کر ریت پر بلکہ پانی پر اُسکی بنیاد رکھے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم +

شق صدر

منجملہ واقعات معراج کے شق صدر کا بھی واقعہ ہے جس کو ہم بالتخصیص بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اُس کی نسبت ایسی بھی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ معراج کے اور دفعہ بھی شق صدر ہوُا تھا +

بخاری میں تین حدیثیں ابو ذر سے اور دو حدیثیں مالک ابن صعصعہ سے اور ایک حدیث مسلم میں اور ایک نسائی میں مالک ابن صعصعہ سے اور بخاری میں ایک حدیث انس بن مالک سے اور مسلم میں دو حدیثیں انس ابن مالک سے مروی ہیں جن میں شق صدر کا واقعہ معراج کے واقعات کے ساتھ بیان ہوا ہے +

علاوہ اس کے اور روایتوں سے جن میں مسلم کی بھی ایک حدیث ہے جو انس ابن مالک سے مروی ہے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ معراج کے چار دفعہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوُا ہے اور یہ اختلاف روایات اس امر کا باعث ہوُا ہے کہ اُن کی تطبیق کے خیال سے لوگوں نے متعدد دفعہ شق صدر کا ہونا قرار دیا ہے مگر یہ محض غلطی ہے - ابن قیم نے معراج کی مختلف روایات کے سبب جن لوگوں نے تعدد معراج کو مانا ہے اُن کی نسبت لکھا ہے کہ مختلف روایات سے تعدد واقعہ کا ماننا بالکل خبط ہے اور یہ طریقہ ظاہری المذہب ضعیف

وکل ھذا خبط وھذہ طریقۃ ضعفاء الظاھریۃ من ارباب النقل الذین اذا راوا فی القصۃ لفظۃ تخالف سیاق بعض الروایات جعلوہ مرۃ اخری فکلما اختلف علیھم الروایات عددوا الوقایع - (زاد المعاد ابن قیم صفحہ ۲۰۳) +

راویوں کا ہے جو سارے قصہ میں روایت کے ایک لفظ کو دوسری روایت کے مخالف پاکر ایک جدا واقعہ ٹھیرلتے ہیں اور جتنی مختلف روایتیں ملتی جاتی ہیں اُتنے ہی جدا واقعات خیال کرتے ہیں پس مناسب ہے کہ اول ہم اُن حدیثوں اور روایتوں کو اس مقام پر نقل کردیں +

شق صدر عند حلیمۃ فی بنی اللیث

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

فَلَا يَمْلِكُونَ	پھر وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے

عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاه جبرئيل وهو يلعب مع الغلمان فاخذه فصرعه فشق عنه قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشيطان منك ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لامه ثم اعاده في مكانه وجاء الغلمان يسعون الى امه يعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال انس فكنت ارى اثر المخيط في صدره -
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲) +

جبرئیل آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر پچھاڑا اور آپ کے دل کو چیر کر نکالا اور اُس میں سے ایک پھٹکی نکالی اور کہا کہ یہ تجھ میں شیطان کا حصہ تھا پھر دل کو سونے کے لگن میں آب زمزم سے دھویا اور زخم اچھا کر کے وہیں رکھ دیا جہاں تھا۔ لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کی ماں یعنی دودھ پلائی کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے لوگ آنحضرت کی طرف دوڑے دیکھا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔ انس کہتے ہیں کہ میں حضرت کے سینہ پر ٹانکوں کے نشان دیکھتا تھا +

بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے حلیمہ کے قصہ میں ابن عباس کی یہ روایت بیان کی

واخرج البيهقي وابن عساكر وغيرهم عن ابن عباس (في قصة حليمة) قوالله انه لبعد مقدمنا بشهرين او ثلاثة مع اخيه من الرضاعة لفي بهم لنا خلف بيوتنا جاءنا اخوه يشتد فقال ذاك اخي القرشي قد جاءه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه وشقا بطنه فخرجت انا وابوه نشتد نحوه فنجده قائما منتقعا لونه فاعتنقناه وقال اي بني ما شانك قال فجاءني رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاني فشقا بطني ثم استخرجا منه شيئا فطرحاه ثم رداه كما كان -
(مواهب اللدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۵) +

ہے کہ خدا کی قسم ہمارے آنے کے دو تین مہینے بعد آنحضرت ہمارے گھر کے پیچھے جہاں ہمارے جانور چرتے تھے اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا آیا اور اُس نے کہا کہ دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور انہوں نے میرے قریشی بھائی کو زمین پر لٹا کر اُس کا پیٹ چیر ڈالا۔ میں اور اُس کا باپ دونوں اُن کے ڈھونڈنے کو دوڑے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ متغیر ہے۔ باپ نے اُن کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا بیٹا! تمہارا کیا حال ہے۔ کہا دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے مجھ کو زمین پر لٹایا اور میرا پیٹ چیر ڈالا پھر پیٹ میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور اس کو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا +

ابو یعلی۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کی حدیث میں جو بنی عامر کے ایک

وفي حديث شداد بن اوس عن رجل من بني عامر عند ابي يعلى وابي نعيم وابن عساكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنت مسترضعا في بني ليث

شخص سے مروی ہے بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جب میں قبیلہ بنی لیث میں دودھ

كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٨﴾ | دور کرنے برائی کا تم سے اور نہ بدل دینے کا ﴿٥٨﴾

بن بکر فبینما انا ذات یوم فی بطن ادمع اتراب من الصبیان اذا انا برھط ثلاثۃ معھم طست من ذھب ملئ ثلجا فاخذونی من بین اصحابی وانطلق الصبیان ھرابا مسرعین الی الحی فعمد احدھم فاضجعنی الی الارض اضجاعا لطیفا ثم شق ما بین مفرق صدری الی منتھی عانتی وانا انظر الیہ لم اجد لذلک مسا ثم اخرج احشاء بطنی ثم غسلھا بذلک الثلج فانعم غسلھا ثم اعادھا مکانھا ثم قام الثانی فقال لصاحبہ تنح ثم ادخل یدہ فی جوفی فاخرج قلبی وانا انظر الیہ فصدعہ ثم اخرج منہ مضغۃ سوداء فرمی بھا ثم قال بیدہ یمنۃ ویسرۃ کانہ یتناول شیئا فاذا بخاتم من نور یحار الناظر دونہ فختم بہ قلبی فامتلاء نورا وذلک نور النبوۃ والحکمۃ ثم اعادہ مکانہ فوجدت برد ذلک الخاتم فی قلبی دھرا ثم قال الثالث لصاحبہ تنح فامر یدہ بین مفرق صدری الی منتھی عانتی۔ فالتأم ذلک الشق باذن اللہ تعالی ثم اخذ بیدی فانھضنی من مکانی انھاضا لطیفا ثم قال الاول زنہ بعشرۃ من امتہ فوزنونی بھم فرجحتھم ثم قال زنہ بمائۃ من امتہ فرجحتھم ثم ضمونی الی صدورھم فقبلوا راسی وما بین عینی ثم قالوا یا حبیب لم ترع انک لوتدری مایراد بک من الخیر لقرت عیناک۔

(مواھب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۵ و ۳۶)*

پلتا تھا ایک دن لڑکوں کے ساتھ میدان میں کھیل رہا تھا کہ تین شخص آئے جن کے پاس سونے کا لگن برف سے بھرا ہوا تھا۔ اُنہوں نے لڑکوں کے درمیان سے مجھ کو اُٹھا لیا اور سب لڑکے بھاگ کر قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ اُن شخصوں میں سے ایک نے مجھ کو آہستہ زمین پر لٹا دیا۔ اور میرے پیٹ کو سینہ کے سرے سے پیڑو تک چیر ڈالا۔ میں دیکھ رہا تھا اور مجھ کو کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ پھر اُس نے میرے پیٹ کی آنتوں کو نکال کر برف میں اچھی طرح دھویا۔ اور ان کو اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے اپنے ساتھی سے کہا تو ہٹ جا پھر اُس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا اور میں دیکھتا تھا پھر اُس کو چیر کر ایک کالی پھٹکی اُس میں سے نکال کر پھینک دی۔ پھر اُس نے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا گویا کسی چیز کو لینا چاہتا ہے۔ پھر ایک نور کی مُہر سے جس کو دیکھ کر آنکھیں چندھیائیں میرے دل پر مُہر کی اور اُس کو نور سے بھر دیا وہ نورِ نبوت اور حکمت کا تھا پھر دل کو اُسی جگہ رکھ دیا۔ اُس مہر کی ٹھنڈک ایک مدت تک میرے دل میں محسوس ہوتی رہی پھر تیسرے شخص نے اپنے رفیق سے کہا تو ہٹ جا پھر اُس نے میرے سینہ کے سرے سے پیڑو تک ہاتھ پھیرا خدا کے حکم سے زخم بھر آیا۔ پھر آہستہ پکڑ کر مجھ کو اُٹھایا۔ پہلے شخص نے کہا کہ اس کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ اس کو تولو۔ اُنہوں نے مجھ کو تولا تو میں وزن میں اُن سے زیادہ نکلا پھر اس نے کہا اب کے سو آدمیوں کے ساتھ تولو۔ میں وزن میں اُن سے بھی زیادہ نکلا۔ اس نے کہا ان کو چھوڑ دو اگر ساری امت کے ساتھ ان کو تولو گے تو پھر بھی یہ وزن میں زیادہ نکلیں گے پھر

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	یہ لوگ

اُنھوں نے مجھ کو چھاتی سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر کہا اے عزیز اندیشہ نہ کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ خدا تم سے کیا بھلائی کرنی چاہتا ہے تو تم ضرور خوش ہوتے ٭

بیہقی میں ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حلیمہ کہتی ہیں ناگاہ میرا بیٹا ضمرہ دوڑتا ہوا

فی روایة ابن عباس عند البیہقی قالت حلیمة اذا انا بابنی ضمرة یعدو فزعا وجبینه یرشح باکیا ینادی یا ابت یا اماه الحقا محمدًا فما تلحقاه الا میتا اعاذه الله من ذلك اتاه رجل فاختطفه من وساطنا وعلا به ذروة الجبل حتی شق صدره الی عانته وفیه انه علیه السلام قال اتانی رهط ثلاثة بید احدهم ابریق من فضة وفی ید الثانی طست من زمرد اخضر۔ (مواهب اللدنیه نسخه قلمی صفحه ۳۶) ٭

خوف زدہ اور روتا ہوا آیا اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپکتا تھا۔ اور پکارتا تھا اے باپ اے ماں جاؤ محمد سے ملو تم اُن کو مردہ پاؤ گے خدا اُن کو پناہ میں رکھے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور ہمارے درمیان سے اُن کو اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور اُن کے سینہ کو پیڑو تک چیر ڈالا اور اسی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تین شخص آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا اور دوسرے کے زمرد سبز کا لگن تھا ٭

شق صدرہ فی غار حرا

روی ابو النعیم ان جبرئیل ومیکائیل شقا صدره وغسلاه ثم قال اقرا باسم ربك۔ وکذا روی شق صدره الشریف هھنا الطیالسی والحارث فی مسندیهما۔
(مواهب اللدنیه نسخه قلمی صفحه ۴۹ و ۵۰) ٭

ابو النعیم نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل دونوں نے آنحضرت کے سینہ مبارک کو چیرا اور دھویا پھر کہا پڑھ خدا کے نام سے۔ اور ایسا ہی طیالسی اور حارث نے اپنی مسندوں میں (غار حرا میں آنحضرت کے شق صدر کا) ذکر کیا ہے ٭

شق صدرہ وهو ابن عشر

وروی شق ایضا وهو ابن عشر ونحوها مع قصة له مع عبد المطلب ابو نعیم فی الدلائل۔
(مواهب اللدنیه نسخه قلمی صفحه ۳۶) ٭

اور ابو نعیم نے دلائل النبوت میں ایک اور شق صدر کا بیان کیا ہے جب کہ آنحضرت کی دس برس کی عمر تھی اور عبد المطلب کے ساتھ ان کا ایک قصہ بیان کیا ہے ٭

یہ لوگ جو پکارتے ہیں (یعنی اللہ کے سوا اور کو) ڈھونڈھتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ	یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ

شق صدرہ مرۃ خامسۃ

ورؤی خامسۃ (ای مع شق صدرہ فی المعراج) و لا یثبت۔ (مواھب اللدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۶) ✤

پانچویں دفعہ بھی شق صدر بیان کیا گیا ہے مگر ثابت نہیں ہے ✤

جو اختلافات کہ اُن روایتوں میں ہیں وہ خود ان سے ظاہر ہیں۔ مگر منجملہ ان روایتوں کے ابن عساکر۔ شداد ابن اوس۔ ابن عباس۔ انس کی روایتیں ایسی ہیں جن میں خاص ایک وقت اور ایک مقام اور ایک زمانہ کا قصہ شق صدر مذکور ہے۔ یعنی جب کہ آنحضرت بنی لیث میں حلیمہ کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ یہ چاروں روایتیں باوجودیکہ ایک وقت اور ایک زمانہ اور ایک مقام کی ہیں ایسی مختلف ہیں کہ کسی طرح اُن میں تطبیق نہیں ہوسکتی۔ اور اس لئے اُن میں سے کوئی روایت بھی قابل احتجاج کے نہیں ✤

۱۔ اختلاف اس باب میں کہ کتنے شخص یا فرشتے شق صدر کے لئے آئے

ابن عساکر کی حدیث میں ہے۔ کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے آنحضرت کے پاس آئے ✤

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے۔ کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا ✤

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی آیا اور آنحضرت کو اُٹھالے گیا۔ اور یہ بھی ہے کہ تین شخص آئے ✤

انس کی حدیث میں ہے کہ جبرئیل آنحضرت کے پاس آئے ✤

۲۔ جو چیزیں کہ اُن شخصوں کے پاس تھیں اُن میں اختلاف

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ اُن کے پاس ایک طشت تھا سونے کا برف سے بھرا ہؤا ✤

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھاگل تھی اور دوسرے

اَیُّہُمْ اَقْرَبُ	کہ کونسا اُن میں سے زیادہ نزدیک ہے

کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت *

ابن عساکر اور انس کی حدیث میں ان چیزوں میں سے کسی کا ذکر نہیں ہے *

۳- اختلاف آنحضرت کے زمین پر لٹانے کی نسبت

ابن عساکر اور شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کو زمین پر لٹایا (یعنی حلیمہ کے گھر کے پیچھے جو میدان تھا اُس میں) *

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کو اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وہاں لٹایا *

انس کی حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے *

۴- اختلاف نسبت شق صدر و غسل قلب وغیرہ

ابن عساکر کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا پیٹ چیرا اور اُس میں سے کچھ نکال کر پھینکدیا۔ اور پھر ویسا ہی کر دیا اور اُس میں کسی چیز کا کسی چیز سے دھونے کا ذکر نہیں ہے *

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا سینہ پیڑو تک چیرا اور کسی چیز کے نکال کر پھینکنے کا ذکر نہیں ہے *

انس کی حدیث میں ہے کہ اُن کا دل چیرا اور اُس میں سے کوئی کالی چیز نکال کر پھینکدی اور کہا کہ یہ حصہ ہے شیطان کا۔ اور اُن کے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ اور جہاں تھا وہیں رکھ دیا *

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ حلقوم سے پیڑو تک آنحضرت کا سینہ چیرا *

مندرجہ ذیل امور صرف شداد ابن اوس کی حدیث میں ہیں اور کسی حدیث میں نہیں

۱- آنحضرت کے پیٹ کی انتڑیاں نکالیں *

۲- اُن کو برف سے دھویا اور جہاں تھیں وہیں رکھ دیں *

۳- پھر دوسرے شخص نے آنحضرت کے پیٹ میں ہاتھ ڈالا *

۴- اور ایک کالا لَوتھڑا نکال کر پھینکدیا *

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا (۵۹)	اور امید رکھتے ہیں اُس کی رحمت کی اور ڈرتے ہیں اُس کے عذاب سے بیشک عذاب تیرے پروردگار کا ہے خوف کیا گیا (۵۹)

۵۔ پھر ایک نور کی مہر سے آنحضرت کے دل پر مہر کی۔ اور جہاں تھا وہاں رکھ دیا ✦

۶۔ پھر پہلے شخص نے آنحضرت کو اُن کی اُمت سے تولا ✦

۷۔ پھر اُن تینوں شخصوں نے آنحضرت کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا ✦

۵۔ اختلاف درباب اطلاع واقعات بحلیمہ

ابن عساکر کی حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں ✦

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ قبل شق صدر جو لڑکے وہاں تھے وہ بھاگ گئے ✦

انس کی حدیث میں ہے کہ بعد شق صدر لڑکے دوڑتے ہوئے حلیمہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے ✦

ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ میرا بیٹا ضمرہ میرے پاس دوڑتا ہوا آیا ✦

۶۔ اختلاف نسبت صحت پانے شق صدر کے

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہے کہ تین شخص جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقوم سے پیڑو تک ہاتھ پھیرا اور زخم اچھا ہو گیا ✦

انس کہتے ہیں کہ میں ٹانکے لگانے کا نشان آنحضرت کے سینہ پر دیکھتا ہوں (یعنی بعد شق صدر ٹانکے لگائے گئے) ✦

باقی دو حدیثوں میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے ✦

غرضکہ یہ روایتیں ایسی مختلف ہیں کہ اُن میں تطبیق غیر ممکن ہے۔ جو کہ شق صدر کا ہونا نہ امر عادی ہے نہ امر عقلی اس لئے بسبب اختلاف روایات کے اُس کا متعدد دفعہ واقعہ ہونا تسلیم نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کے اختلاف کے سبب سے یہ حدیثیں قابل احتجاج نہیں ✦

اصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے "الم نشرح لك صدرك" اُس کے ٹھیک معنی یہ ہیں "شرح الله صدره للاسلام" جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ابن عباس سے مروی ہے (بخاری صفحہ ۷۳۹) لیکن مسلم میں جو حدیث مالک بن صعصعہ کی معراج کے متعلق

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور نہیں کوئی بستی مگر ہم اُس کو ہلاک کرنے والے ہیں قبل دن قیامت کے

آئی ہے اُس میں بجائے شق صدر کے لفظ شرح صدر کا آیا ہے اس لئے مفسرین نے سورۂ الم نشرح میں جو لفظ شرح صدر کا ہے۔ اُس کو شق صدر سے تعبیر کیا ہے حالانکہ وہاں شق صدر سے تعبیر کرنا محض غلط ہے۔ اور ترمذی نے بھی غلطی سے حدیث معراج کے اُس ٹکڑے کو جس میں لفظ شرح صدر آیا ہے سورہ الم نشرح کی تفسیر میں لکھ دیا ہے اسی بنا پر راویوں نے شق صدر کی مختلف حدیثیں پیدا کر لی ہیں۔ جن میں اختلاف کثیر واقع ہو گیا ہے۔ مگر ہم اُن روایتوں میں سے کسی روایت کو بھی قابل احتجاج نہیں سمجھتے ٭

علاوہ معراج کے صحاح کی کسی حدیث میں بجز مسلم کے شق صدر کا ذکر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو انس بن مالک سے مروی ہے ہم ابھی لکھ آئے ہیں لیکن وہ حدیث بھی قابل احتجاج نہیں ہے کیونکہ خود اُس حدیث سے تعارض ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے سینہ مبارک پر ٹانکے لگانے کا نشان میں دیکھتا ہوں یعنی شق صدر کے بعد جبریل نے آپ کے سینہ پر جیسے جراح زخم پر ٹانکے لگاتا ہے ٹانکے لگائے تھے۔ اور آنحضرت کے سینہ مبارک پر اُس زمانہ تک کہ انس مسلمان ہوئے ہوں ٹانکوں کے نشان موجود تھے اور حضرت انس اُن کو دیکھتے تھے۔ العجب ثم العجب !! ٭

ایسی حدیثوں پر احتجاج نہیں ہو سکتا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز نے عجالۂ نافعہ میں علامات وضع حدیث میں لکھا ہے کہ ،، مخالف مقتضائے عقل و شرع باشد و قواعد شرعیہ آنرا تکذیب نماید،، اس حدیث کا خلاف عقل ہونا تو ظاہر ہے اور مخالف شرع اس لئے ہے کہ اگر شق صدر رسول خدا کا ہوا ہو تو وہ بطور معجزہ کے ہوا ہوگا اور پھر اُس کا اندمال بھی بطور معجزہ کے ہوا ہوگا۔ اُس پر مثل جراحوں کے ٹانکے لگائے جانے اور اُن کے نشانوں کو حضرت انس کا دیکھنا خود اعجاز کے مخالف ہے۔ جس پر اس واقعہ کی بنا ہے اور اس لئے اُس حدیث پر احتجاج نہیں ہو سکتا ٭

چند حدیثیں ایسی ہیں جن میں شق صدر کا ہونا معراج کے ساتھ بیان ہوا ہے ایسا ہونا البتہ تسلیم ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہماری تحقیق میں واقعہ معراج کا ایک خواب تھا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اُسی خواب میں یہ بھی دیکھا کہ جبرئیل نے آپ کا سینہ چیرا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا قابل انکار نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ سمجھتے ٭

أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (۶۰)	یا اُس کو عذاب کرنے والے ہیں عذاب بہت سخت کتاب میں ہے یہ لکھا ہوا (۶۰)

بعض کتابیں حدیث کی جیسے کہ بیہقی اور دار قطنی اور مثل اُن کے ہیں اور کتب سیرۃ تواریخ جیسے کہ مواہب لدنیہ اور سیرۃ ابن ہشام وغیرہ ہیں وہ جب تک اُن کے صحیح ہونے یا غلط نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ ہو مطلقاً قابل التفات نہیں ہیں اور اُن کی اکثر حدیثیں اور روایتیں نامعتبر اور موضوع ہیں اُن پر استدلال کرنے سے زیادہ کوئی کام نادانی وسفاہت وبلادت کا نہیں ہے کیا یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ جبرئیل ومیکائیل شق صدر کرنے کو آئے تھے ایک راوی نے اُس پر یہ طرہ اضافہ کیا کہ

وفی روایتہ فاقبل الی طیران ابیضان کانھما نسران وفی روایۃ غریبۃ نزل علیہ کرکیان و قد یقال ان الطیرین تارۃ شبھا بالنسرین وتارۃ بالکرکیین فی کون مجیئی جبریل ومیکائیل علیھما السلام علی صورۃ النسر لطیفۃ لان النسر سید الطیور۔ (صفحہ ۳۴ سیرۃ محمدیہ) ۞

آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس دو سفید پرند آئے گویا کہ وہ نسران یعنی دو گد تھے اور ایک شاذ روایت میں ہے کہ دو کرکی یعنی دو کلنگ جانور آئے تھے کہا جاتا ہے کہ وہ دونو جانور کبھی تو گد کے مشابہ ہو جاتے تھے اور کبھی کلنگ کے (اور وہ جبرئیل ومیکائیل فرشتے تھے) اور جبرئیل ومیکائیل کے گدوں کی صورت بنکر آنے میں یہ حکمت تھی کہ گد پرندوں میں سردار ہے۔ کیا کوئی باایمان مسلمان جس کو اپنے ایمان کی کچھ بھی قدر ہو گی ایسی لغو اور بیہودہ روایتوں پر جن کے راوی "فلیتبوء مقعدہ من النار" کے مصداق ہیں۔ التفات کر سکتا ہے حاشا وکلا ۞

(۶۰ ــــ ۶۱) اس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالےٰ نے کافروں کے عقیدوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ اور خدا بھی ٹھیراتے تھے اور حشر کو اور قیامت کو نہیں مانتے تھے۔ پھر اُن کے اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے کہ سختی اور مصیبت دور ہونے کے لئے خدا کے سوا اوروں کو وسیلہ ٹھیراتے تھے اور اُن کے وسیلہ سے خدا کی مہربانی چاہتے تھے۔ اُن کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہر شہر و قریہ کی حفاظت خدا کے سوا کسی دوسرے کے سپرد ہوتی ہے۔ اور اس شہر اور قریہ کے لوگ اُس کو پوجتے تھے جیسے کہ اس زمانہ کے مشرکین بھی کسی دیوی یا دیوتا کو اس کا محافظ سمجھتے ہیں یا جیسے جاہل مسلمان کسی ولی یا شہید کو اُس جگہ کا صاحب ولایت قرار دیکر افعال شرکیہ اُس کی قبر کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کی تردید میں خدا نے فرمایا کہ جن قریوں کو ہم ہلاک کرتے ہیں یا کوئی عذاب اُن پر نازل کرتے ہیں وہ پہلے سے مقدر ہو چکا ہے۔ اور مشرکین جن کو اُن قریوں کا محافظ سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ بیفائدہ ہے ۞

اور ہم کو نہیں روکا کہ ہم بھیجیں نشانیوں کو مگر یہ کہ جھٹلایا اُن کو پہلوں نے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دکھائی دیتی ہوئی پھر اُنہوں نے ظلم کیا اُس پر نہیں بھیجتے ہم مگر نشانیوں کو واسطے ڈرانے کے (۶۱)	وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (۶۱)

ثمود کی قوم جو الحجر میں بستی تھی اور جس کی ہدایت کے لئے حضرت صالح پیغمبر مبعوث ہوئے تھے۔ بت پرست تھی اور اُن کے بھی اسی قسم کے اعتقادات تھے۔ جب اُنہوں نے حضرت صالح سے نشانی چاہی اور حضرت صالح نے خدا کے حکم سے ایک اونٹنی خدا کے نام پر چھوڑ دی جس طرح کہ اس ملک میں دیوتاؤں کے نام پر سانڈ چھوڑا جاتا ہے اور عرب والے اونٹنی چھوڑتے تھے مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اُس کے بعد سخت بھونچال آنے سے وہ قوم تباہ ہوگئی ✣

عرب کے لوگ جو نشانیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہتے تھے اُس کی نسبت خدا نے ثمود کے قصہ پر اشارہ کر کے بتلایا کہ اگلوں نے نشانی مانگی اور پھر جھٹلایا۔ اس لئے اُن کی خواہش سے کوئی نشان مقرر کرنا بیفائدہ ہے پس یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ ہم کو کسی نشانی یا احکام خاص کے بھیجنے سے بجز اس کے اور کسی چیز نے منع نہیں کیا کہ باوجودیکہ اگلوں کے مانگنے پر جو نشان دئے گئے تھے اُس کو بھی اُنہوں نے نہیں مانا۔ پس ایسی خواہشیں لغو اور بیفائدہ ہیں۔ اور نشانیوں یا احکام خاص کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لئے ہے وہ کوئی ایسا امر نہیں ہے جو ذریعہ ایمان لانے کا ہو ✣

آیت اور آیات کا لفظ جو اس آیت میں ہے اُس کے معنی احکام کے بھی ہو سکتے ہیں جو اس اونٹنی کے متعلق حضرت صالح نے بتائے تھے اور نشانی کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر معجزہ یا معجزات کے معنی نہیں ہو سکتے اور اس پر بحث ہم پہلے کر آئے ہیں ✣

(۶۲) مفسرین نے اور نیز تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے کہ اس آیت میں تقدیم تاخیر ہے۔ تفسیر ابن عباس میں تقدیم و تاخیر کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اذ قلنا لك ان ربك احاط بالناس وما جعلنا الرویا التی اریناك والشجرة الملعونة فی القران الا فتنة للناس۔ ونخوفهم فلا یزیدهم الا طغیانا کبیرا ✣

اس آیت سے پہلے خدا نے فرمایا تھا کہ نشانیوں کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لئے ہے۔ اُسی کے ساتھ خدا نے فرمادیا کہ ہم نے تجھ سے کہہ دیا ہے کہ بیشک تیرے پروردگار نے سب

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۲﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۳﴾

اور جس وقت ہم نے کہا تجھ کو کہ بیشک تیرے پروردگار نے گھیر لیا ہے آدمیوں کو اور ہم نے نہیں کیا خواب کو جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش لوگوں کے لئے اور درخت لعنت کیا گیا (یعنی اس کا ذکر) ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں تو نہیں زیادہ کرتا ان کو (ڈرانا) مگر سرکشی بہت بڑی ﴿۶۲﴾ اور جس وقت ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پھر انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں اُسے سجدہ کروں جسے تو نے پیدا کیا ہے مٹی سے ﴿۶۳﴾

سب آدمیوں کو گھیر لیا ہے - پس نشانیوں کا بھیجنا نہ بھیجنا برابر ہے - اس کے بعد خدا فرماتا ہے کہ جو خواب ہم نے تجھ کو معراج میں دکھایا تھا اور شجرۂ ملعونہ یعنی زقوم کا جو ذکر قرآن میں ہے وہ لوگوں کی آزمائش کے لئے ہے کہ کون معراج کی تصدیق کرتا ہے اور کون زقوم سے خوف کھاتا ہے مگر ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کے دوسرے معنی لیکر زقوم کی ہنسی اُڑائی اور کہا وہ تو کھجور کو مکھن سے ملا کر کھانا ہے جو نہایت مزیدار ہے - پیغمبر ہم کو اس سے کیا ڈراتا ہے - اس پر خدا نے فرمایا کہ ہم تو اُن کو زقوم سے ڈراتے ہیں - اُن کو ڈر تو نہیں ہوتا بلکہ سرکشی بڑھ جاتی ہے ❖

لسان العرب میں لکھا ہے کہ جب زقوم کی آیت نازل ہوئی کہ زقوم گنہگاروں کا کھانا ہے - قریش نے زقوم کے معنی نہیں سمجھے اور ابوجہل نے کہا یہ درخت تو ہمارے ملک میں پیدا نہیں ہوتا - کیا تم میں سے کوئی زقوم کو جانتا ہے - ایک شخص نے جو افریقیہ سے قریش کے ہاں آیا ہوا تھا - کہا کہ افریقیہ کی زبان میں زقوم کھجور کے ساتھ مکھن ملا کر کھانے کو کہتے ہیں - ابوجہل نے اپنی کنیز سے کہا کہ مکھن اور

لما نزلت اٰية الزقوم ان شجرة الزقوم طعام الاثيم لم يعرفه قريش فقال ابوجهل ان هذا الشجر ماينبت في بلادنا فمن منكم من يعرف الزقوم فقال رجل قد م عليهم من افريقية الزقوم بلغة افريقية الزبد بالتمر فقال ابوجهل ياجارية هاتي لنا تمرا وزبدا نزدقمه فجعلوا ياكلون منه ويقولون افبهذا يخوفنا محمد في الاخرة -

(لسان العرب مادہ زقم) ❖

کھجور لے آتا کہ ہم کھائیں - اور وہ سب ملکر کھاتے تھے اور کہتے تھے کیا آخرت میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو اسی چیز سے ڈراتا ہے - اسی ہنسی اُڑانے پر جو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے زقوم کی نسبت اُڑائی خدا تعالٰے نے سورہ صافات میں زقوم کا پھر ذکر کیا اور فرمایا کہ

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا (٦٤) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (٦٥) وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (٦٦) اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (٦٧) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (٦٨)

کہا کیا تو نے دیکھا ہے اُس شخص کو جسے بزرگی دی تو نے اوپر میرے اگر تو مجھ کو مہلت دے قیامت کے دن تک البتہ ستیاناس کر دونگا میں اُس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو (٦٤) کہا خدا نے دور ہو پھر جو کوئی تیری پیروی کریگا اُن میں سے پھر بیشک جہنم ہے سزا تم سب کی سزا پوری (٦٥) اور بہکا جس کو بہکا سکے اُن میں سے اپنی آواز سے اور چڑھائی کر اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے اور اُن کا شریک ہو مال میں اولاد میں اور وعدہ دے اُن کو (یعنی خدا سے بخوف ہونیکا) اور نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان بجز فریب کے (٦٦) بیشک میرے بندے نہیں ہے تجھ کو اُن پر کچھ حکومت اور کافی ہے تیرا پروردگار کام سنوارنے والا (٦٧) تمہارا پروردگار وہ ہی جو رواں کرتا ہے تمہارے لئے کشتی کو دریا میں تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل (یعنی اُس کے رزق) سے بیشک وہ ہے تم پر مہربان (٦٨)

انا جعلناها فتنة للظالمين انها شجرة تخرج في اصل الجحيم طلعها كانه رؤوس الشياطين فانهم لآكلون منها فمالئون منها البطون ثم ان لهم عليها لشوبا من حميم ٭

ہم نے اُس کو (یعنی زقوم کو) ظالموں کے واسطے فتنہ بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ سے پیدا ہوگا اُس کے خوشے شیطانوں کے سروں کے مانند ہیں وہ اس میں سے کھائینگے۔ اور اس سے اپنا پیٹ بھرینگے۔ پھر اس کے اوپر گرم پانی ملا کر اُن کو دیا جائیگا ٭

اور اس آیت سے خدا نے بتایا کہ زقوم کا وہ مطلب نہیں ہے جو کفار عرب نے بتایا ہے بلکہ وہ منجملہ عذابہائے آخرت کے ایک قسم کا عذاب ہے۔ اور جو کہ تمام عذاب دوزخ کے اُن چیزوں کی تمثیل میں بیان کئے جاتے ہیں جو دنیا میں تکلیف دہ پائی جاتی ہیں اس لئے اُس عذاب کو بھی زقوم سے استعارہ میں بیان کیا ہے ٭

زقوم حقیقت میں ایک درخت ہے جس کی نسبت حاشیہ تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ تہامہ میں ہوتا ہے اور لسان العرب میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ (دینوری) کہتے ہیں کہ قبیلہ

قال ابو حنيفة اخبرني اعرابي من ازد السراة

ازد کے ایک اعرابی نے مجھ سے بیان کیا کہ

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۹﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۷۰﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۷۱﴾

اور جب تم کو پہنچے سختی دریا میں تو کھوئے جاتے ہیں جنکو پکارتے ہو مگر وہی (یعنی خدا) پھر جب تم کو بچا لیجاتا ہے خشکی کی طرف تو مُنہ پھیر لیتے ہو اور ہے انسان ناشکرگذار ﴿۶۹﴾ پھر کیا تم نڈر ہو اس سے کہ دھنسا دیوے تم کو خشکی کے ہی کسی کونہ میں یا بھیجے تم پر کنکر برسانے والی سخت آندھی پھر نہ پاؤ گے اپنے لئے بچانیوالا ﴿۷۰﴾ کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لیجاوے تم کو اُس میں (دریا میں) دوسری دفعہ پھر بھیجے تم پر کشتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی ہوا کو پھر ڈُبو دیوے تم کو اُس سبب سے کہ تم نے کفر کیا پھر تم نہ پاؤ اپنے لئے ہم پر اُس کے بدلے کوئی پیچھا کرنے والا (یعنی مواخذہ کرنے والا) ﴿۷۱﴾

قال الزقوم شجرة غبراء صغيرة الورق مدورتها لا شوك لها ذفرة مرة لها كعابر في سوقها كثيرة ولها ورید ضعیف جدا يجرسها النحل ونورتها بيضاء ورأس ورقها قبيح جدا۔
(لسان العرب مادہ زقم) ٭

زقوم ایک خاکی درخت ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے گول اور بے خار پتے ہوتے ہیں۔ بو تیز۔ مزہ کڑوا۔ اور اس کی ٹہنیوں میں بہت سی گرہیں ہوتی ہیں اور پھول بہت نازک اور نرم ہوتا ہے جس کو شہد کی مکھی چاٹتی ہے۔ اُس کا شگوفہ سفید ہوتا ہے اور پتوں کے کنارے بہت بدصورت ہوتے ہیں پس عذاب دوزخ کو اسی خبیث ترین درخت کے ساتھ جو دنیا میں پایا جاتا ہے تشبیہ دیکر بیان کیا ہے ٭

﴿۸۶﴾ خدا نے اس سے پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ جب ہم انسان پر نعمت بھیجتے ہیں تو وہ مُنہ پھیر لیتا ہے اور جب اُس کو بُرائی پہنچتی ہے تو نا اُمید ہوتا ہے۔ اس کے بعد خدا نے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو کہدے کہ ہر ایک اپنی جبلت یا خلقت پر کام کرتا ہے ٭

جس لفظ کا ہم نے "جبلت یا خلقت" ترجمہ کیا ہے وہ لفظ "شاکلہ" ہے۔

الشاكلة۔ الناحية والطريقة والجديلة و شاكلة الانسان شكله وناحيته وطريقته و في التنزيل العزيز" قل كل يعمل على شاكلته " اي على طريقته وجديلته ومذهبه وقال الاخفش " على شاكلته " اي على ناحيته وخليقته ٭

لسان العرب میں لکھا ہے کہ شاکلہ کے معنی ہیں طرف۔ طور وطریقہ اور انسان کے شاکلہ سے اُس کی شکل۔ اس کی طبیعت کا میلان جس طرف ہو اور اس کا طریقہ مراد ہے۔ قرآن میں ہے

(لسان العرب مادہ شکل) ٭

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (۷۲) يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (۷۳) وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (۷۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا (۷۵) وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـــًٔا قَلِيْلًا (۷۶) اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (۷۷)

اور بیشک ہم نے بزرگی دی بنی آدم کو اور ہم نے اُن کو چڑھایا سواریوں پر خشکی میں اور دریا میں اور ہم نے اُن کو روزی دی پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے اُن کو بزرگی دی بہتوں پر اُن میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہر طرح سے بزرگی دینی (۷۲) جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقہ کے لوگوں کو اُن کے پیشواؤں سمیت پھر جو کوئی کہ دیگئی اس کی کتاب اُس کے دائیں ہاتھ میں پھر وہ لوگ پڑھینگے اپنی کتاب کو اور نہ ظلم کئے جاوینگے ایک تاگے کی برابر (۷۳) اور جو ہے اس دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور رستہ بھٹکا ہُوا (۷۴) اور بیشک قریب تھا کہ فریب دیکر باز رکھیں تجھ کو اُس چیز سے کہ وحی بھیجی ہے ہم نے تیرے پاس تاکہ تو افترا کر لیوے ہم پر اُس کے سوا۔ اور اُس وقت وہ تجھ کو کر لیتے گہرا دوست (۷۵) اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے ثابت رکھا تجھ کو تو البتہ قریب تھا کہ تو جھک جاوے اُن کی طرف کچھ تھوڑا سا (۷۶) اور اُس وقت البتہ ہم مزا چکھاتے تجھ کو دوگنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا پھر نہ پاتا تو اپنے لئے ہم پر کوئی مدد دینے والا (۷۷)

کہ اے پیغمبر کہدے ہر شخص اپنی ” شاکلہ “ پر کام کرتا ہے یعنی اپنے طور و طریقہ پر اور اپنے مذہب پر اور اخفش نے یہ معنی لئے ہیں کہ اپنی طبیعت کے میلان پر جس طرف ہوا اور اپنی خلقت پر ٭

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے کہ شاکلہ کے معنی شکل و صورت کے ہیں

الشاکلۃ۔ الشکل یقال ھذا علی شاکلۃ ابیہ ای شبھہ والشاکلۃ الناحیۃ والجھۃ وبہ فسرت الآیۃ ” قل کل یعمل علی شاکلتہ “ عن الاخفش وایضا النیۃ قال قتادۃ فی تفسیر الآیۃ ای علی جانبہ وعلی ما ینوی وایضًا الطریقۃ والجد یلۃ وبہ فسرت

جیسے کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باپ کی شاکلہ پر ہے یعنی اُس کا ہم شکل ہے اور شاکلہ میلان کی سمت اور جہت کو بھی کہتے ہیں۔ اخفش نے آیت قل کل یعمل الخ کی تفسیر میں شاکلہ کے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۸﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۹﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۸۰﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۱﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۳﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۴﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۵﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۶﴾

اور بیشک قریب تھا کہ ہلادیں تجھ کو زمین سے (یعنی مدینہ سے) تاکہ نکال دیں تجھ کو اُس سے اور اُس وقت رہینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا ﴿۷۸﴾ طریقہ پر اُن کے جن کو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے اور نہیں پانے کا تو ہمارے طریقہ میں تبدیلی ﴿۷۹﴾ قائم کر نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے ہو جانے تک اور (قائم کر) قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہے گواہی دیا گیا ﴿۸۰﴾ اور تھوڑی سی رات کو پھر کوشش کر اُس کے ساتھ (یعنی قرآن پڑھنے کے ساتھ) زیادہ ہوا ہے تیرے لئے قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا پروردگار مقام محمود میں ﴿۸۱﴾ اور کہ اے پروردگار داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچا اور نکال مجھ کو نکالنا سچا اور کر میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ دینے والا ﴿۸۲﴾ اور کہ آیا حق (یعنی قرآن) اور مٹ گیا باطل (یعنی شرک) بیشک باطل تھا مٹ جانیوالا ﴿۸۳﴾ اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت ہے واسطے ایمان والوں کے اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر خسارہ ﴿۸۴﴾ اور جب ہم نعمت بھیجتے ہیں انسان پر مُنہ پھیر دیتا ہے اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب پہنچتی ہے اُس کو بُرائی تو ہوتا ہے نا اُمید ﴿۸۵﴾ کہدے ہر ایک کام کرتا ہے اپنی جبلت پر پھر تمہارا پروردگار جانتا ہے اُس شخص کو کہ وہ بہت ٹھیک پانے والا ہے رستہ کو ﴿۸۶﴾

الآية وايضا المذهب والخليقة وبه فسرت الآية عن ابن عرفة وقال الراغب في تفسير الآية اى على سجيته التى قيدته وذلك ان سلطان السجية على الانسان قاهر بحسب ما يثبت في الذريعة الى مكارم الشريعة وهذا كما قال عليه السلام "كل ميسر لما خلق له"۔
(تاج العروس مادہ شكل)

یہی معنی لئے ہیں۔ شاکلہ کے معنی نیت کے بھی ہیں۔ قتادہ نے آیت مذکور کے یہی معنی بیان کئے ہیں کہ ہر شخص اپنی طبیعت کے رُخ اور نیت پر عمل کرتا ہے شاکلہ کے ایک معنی طور و طریقہ کے بھی ہیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۷﴾	اور[۵] پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے کہدے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے تم نہیں دیئے گئے ہو علم سے مگر تھوڑا سا ﴿۸۷﴾

آیت مذکورہ بالا کی تفسیر ان معنوں پر بھی کی گئی ہے - ایک معنی شاکلہ کے مذہب اور خلقت کے ہیں ابن عرفہ نے اسی معنی پر آیت کی تفسیر کی ہے - اور راغب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ہر شخص اپنی سجیہ یعنی طبیعت پر عمل کرتا ہے جس کا وہ مقید ہے - سجیہ ہی انسان پر ایسا حاکم غالب ہے جو مکارم شریعت تک لیجانے میں وسیلہ ہو جاتا ہے - اور یہ آنحضرت کے اس قول کے مطابق ہے کہ ہر شخص آسانی دیا گیا ہے اُس کام کے لئے جس کے لئے وہ پیدا ہُوا ہے *

محیط المحیط میں ہے کہ شاکلہ کے معنی ہیں شکل - طرف - گوشہ ران - نیت - طریقہ اور مذہب اور سورہ بنی اسرائیل میں آیت قل کل یعمل الخ کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص اپنی سجیہ یعنی طبیعت اور خلقت پر عمل کرتا ہے *

الشاکلۃ - الشکل والناحیۃ والخاصرۃ والنیۃ والطریقۃ والمذھب فی سورۃ بنی اسرائیل "قل کل یعمل علی شاکلتہ" ای علی سجیتہ وخلقتہ -

(محیط المحیط مادہ شکل) *

لغات القرآن مصنفہ علامہ محمد بن ابی بکر رازی میں ہے کہ "علی شاکلتہ" کے معنی ہیں اپنے طریقہ اور میلان طبعی کے رخ پر - اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں اپنی خلقت اور طبیعت پر - اور پوری آیت سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے *

قولہ علی شاکلتہ ای علی طریقتہ وجھتہ وقیل علی خلیقتہ وطبیعتہ وتمام الآیۃ یفید القول الاول وعلی حاشیۃ الکتاب بنسختہ ای "علی جبلتہ" *

اور امام محی الدین ابن العربی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر شخص اپنی شاکلہ پر عمل کرتا ہے یعنی اپنی خلقت اور ملکہ پر جو اس کے مقام اور مرتبہ کے موافق اس پر غالب ہوتا ہے پس جس کا مقام نفس ہے اور ملکہ وہ ہے جو نفس کے اقتضا کے موافق ہے - وہ خدا سے مُنہ پھیرتا ہے اور ناامید ہوتا ہے اور جس کا مقام قلب ہے اور ملکہ نیک عادت ہے وہ اس کے مقتضا کے موافق شکر و صبر کرتا ہے *

"قل کل یعمل علی شاکلتہ" ای خلیقتہ وملکتہ الغالبۃ علیہ من مقامہ فمن کان مقامہ النفس وشاکلتہ مقتضی طباعہا عمل ما ذکرنا من الاعراض والیاس ومن کان مقامہ القلب شاکلتہ السجیۃ الفاضلۃ عمل بمقتضاہا الشکر والصبر -

(تفسیر ابن العربی جلد اول صفحہ ۳۸۴) *

معالم التنزیل میں علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ آیت قل کل یعمل الخ کی تفسیر میں

[۵] روح کی نسبت ہم نے پوری بحث اپنی تفسیر کی تیسری جلد میں کی ہے *

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۸﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۹﴾

اور اگر ہم چاہیں تو البتہ لیجاویں وہ چیز جو وحی بھیجی ہے ہم نے تیرے پاس پھر نہ پاویگا تو اپنے لئے اُس کے بدلے ہم پر کارساز ﴿۸۸﴾ مگر (اُس کا نہ لیجانا) بسبب رحمت کے ہے تیرے پروردگار سے بیشک اُس کا فضل ہے اوپر تیرے بہت بڑا ﴿۸۹﴾

،،قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ،، قال ابن عباس علیٰ ناحیتہ قال الحسن و قتادہ علیٰ نیتہ قال المقاتل علیٰ جدیلتہ قال الفراء علیٰ طریقتہ التی جبل علیہا وقال القتیبی علیٰ طبیعتہ وخلیقتہ -
(معالم التنزیل جلد ثانی صفحہ ۲۰۳) +

ابن عباس نے شاکلہ کے معنی لئے ہیں طبیعت کا میلان جس طرف ہو اور حسن بصری اور قتادہ نے نیت کے معنی لئے ہیں - اور مقاتل نے طور و طریقہ کے معنی قرار دئے ہیں اور فراء نحوی نے وہ طریقہ مراد لیا ہے جس پر انسان مجبول ہے اور قتیبی نے طبیعت اور خلقت کے معنی بیان کئے ہیں +

تفسیر بیضاوی میں - آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں لکھا ہے - اے پیغمبر کہدے کہ ہر شخص

،،قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ،، قل کل احد یعمل علیٰ طریقتہ التی تشاکل حالہ فی الھدیٰ والضلالۃ او جوہر روحہ واحوالہ التابعۃ لمزاج بدنہ .... و قد فسرت الشاکلۃ بالطبیعۃ والعادۃ والدین -
(بیضاوی جلد اول صفحہ ۴۷۰) +

ایسے طریقہ پر عمل کرتا ہے جو ہدایت اور گمراہی میں اُس کے حال کے مشابہ ہو یا اُس کے جوہر روح اور اُن حالات کے موافق ہو جو اس کے مزاج بدنی کے تابع ہیں - اور شاکلہ کی تفسیر میں طبیعت عادت اور مذہب کے معنی بھی لئے گئے ہیں +

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہے کہ علما نے ،، شاکلہ،، کے متعدد معنی اختیار کئے ہیں اگرچہ ہر ایک معنی کا ماحصل قریب قریب ہے لیکن ہم ،، شاکلہ،، کے معنی خلقت اور جبلت کے اختیار کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالےٰ نے انسان کی ایک فطرت کا بیان کیا ہے جس پر تمام انسان مجبول ہیں اور اس آیت کو اُسی آیت پر متفرع کیا ہے - اور اس لئے اس آیت میں ،، شاکلہ،، کے وہی معنی لینے ضرور ہیں جو انسان کی فطرت اور جبلت پر دلالت کرتے ہوں - پس الفاظ جبلت یا خلقت سے ،، شاکلہ،، کو تعبیر کرنا نہایت صحیح اور موافق سیاق قرآن کے ہے - چنانچہ ابن عرفہ نے شاکلہ کے معنی خلقت کے لئے ہیں - راغب نے سجیہ کے معنی لئے ہیں - اُس کا قول ہے کہ سجیہ ہی انسان پر حاکم غالب ہے اور مکارم شریعت تک لیجاتا - قسمت کا وہی وسیلہ ہوتی ہے اور اُسی کی نسبت آنحضرت کا فرمانا ہے کہ ہر شخص آسانی پاتا ہے اُس چیز کیلئے جس کیلئے پیدا کیا گیا ہے - محیط المحیط میں بھی شاکلہ کے معنی سجیہ اور خلقت کے لکھے ہیں - اور محمد بن ابی بکر

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۹۰) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (۹۱) وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا (۹۲)	کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر اکٹھے ہوں انس اور جن اس بات پر کہ لاویں مثل اس قرآن کے نہ لاسکینگے مثل اس کے اگرچہ ہو ویں ان میں سے بعضے بعضوں کے مددگار (۹۰) اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بیان کیا لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر ایک مثل سے پھر انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر ناشکری سے (۹۱) اور انہوں نے کہا ہرگز ہم نہ مانینگے تجھ کو جب تک تو پھاڑ کر نکالدے ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (۹۲)

رازی نے بھی لغات قرآن میں شاکلہ کے ایک معنی طبیعت خلقت اور جبلت کے ایک بیان کئے ہیں اور امام محی الدین ابن العربی نے اس کے معنی لئے ہیں خلقت اور ملکہ جو انسان پر غالب ہے اور فرا نحوی نے جبلت خلقت اور طبیعت کے معنی لئے ہیں۔ اور صاحب بیضاوی نے اس کے معنی عادت اور طبیعت کے بیان کئے ہیں۔ پس ہم نے جو شاکلہ کے معنی خلقت اور جبلت یعنی فطرت کے قرار دئیے ہیں۔ اس کی تائید میں علمائے مذکورہ بالا کے اقوال ہیں ✤

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک انسان ایک فطرت یا جبلت پر پیدا ہوا ہے جس کو انگریزی زبان میں نیچر کہتے ہیں اور ان الفاظ سے جو قرآن مجید میں ہیں "قل کل یعمل علی شاکلتہ" صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو جبلت یا فطرت یا خلقت خدا نے جس انسان کی پیدا کی ہے۔ اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور دوسری بات ان الفاظ سے "فربکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلا" یہ ثابت ہوتی ہے کہ جو کچھ انسان کرتا ہے یا کریگا اچھا یا برا قبل اس کے کہ وہ کرے خدا کو اس کا علم ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ یہ کریگا ✤

اب ہم کو یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا نے انسان کو کس خلقت یا جبلت یا فطرت پر پیدا کیا ہے ✤

یعنی اس کے نیچر میں کیا باتیں پیدا کی گئی ہیں۔ کیونکہ برخلاف اس فطرت کے اس سے کوئی امر ظہور میں نہیں آسکتا ہے قرآن مجید میں بھی خدا نے یہی فرمایا ہے "فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ" اور یہ بات ظاہر ہے کہ خدا نے ایک حد معین تک انسان کو قدرت عطا کی ہے جس سے وہ اس حد تک اپنے افعال کا مختار ہے اور یہ سمجھنا کہ ایسا اختیار دینے سے خدا کی قدرت میں اضطرار لازم آتا ہے محض غلط ہے کیونکہ اس نے وہ قوت کسی اضطرار یا مجبور ہونے کے سبب سے نہیں دی تھی بلکہ اپنی خوشی اور اپنی مرضی سے دی تھی اور

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۳﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۴﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾	یا ہووے تیری لئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو پھاڑ کر نکالیں نہریں اُس کے بیچ میں اچھی طرح پھاڑ کر ﴿۹۳﴾ یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تو نے گمان کیا ہے (کہ خدا چاہے تو اُس کو گرادے) ہم پر ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے تو اللہ کو اور فرشتوں کو آمنے سامنے ﴿۹۴﴾ یا ہو تیرے لئے ایک گھر سنہری یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہرگز ہم نہ مانینگے تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی یہاں تک کہ اُتار لائے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑھ لیں ہم اُس کو کہدے (اے پیغمبر) پاک ہے میرا پروردگار نہیں ہوں میں مگر ایک آدمی بھیجا ہُوا (یعنی رسول) ﴿۹۵﴾

وہ مختار تھا چاہے دیتا چاہے نہ دیتا اور اس قدرت کا دینا نہایت حکمت پر مبنی ہے جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا ہے جہاں فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے "انی اعلم مالا تعلمون"۔

یہ کہنا کہ خدا نے جس فطرت پر جس کو بنایا ہے اُس کے تبدیل نہ کرنے سے خدا کا عجز ثابت ہوتا ہے جہلا کا کلام ہے کیونکہ کسی صاحب قدرت اور اختیار کا اپنی بنائی ہوئی فطرت یا قانون فطرت کو قائم رکھنا اُس کی قدرت کی دلیل ہے نہ اُس کے عجز کی۔

خدا نے اپنی تمام مخلوقات کے پیدا کرنے میں اور اُن کو ایک فطرت عطا کرنے میں ہر ایک کے ساتھ نہایت عدل کیا ہے اُس کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ ہر ایک مخلوق کو ایک بھنگے سے لیکر انسان تک جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے جو چیزیں کہ بلحاظ اُس کی خلقت کے اُس کے لئے ضروری تھیں سب عطا فرمائی ہیں کوئی مخلوق ایسا نہیں ہے جس کی نسبت کہا جا سکے کہ بلحاظ اُس کی خلقت کے اُس کو فلاں چیز ضرور تھی اور اُس کو عطا نہیں ہوئی۔ پس یہ ایسا بے نظیر عدل ہے جو خدا کے سوا اور کسی سے ہو ہی نہیں سکتا اور جو فطرت جس میں پیدا کی ہے بلحاظ اُس کی خلقت کے اُس فطرت کا اُس میں ہونا بھی مقتضائے عدل تھا۔ انسان کو جب اُس نے مکلف بنایا تو اُس فطرت کا بھی جس سے وہ مکلف ہو سکے عطا کرنا عین انصاف تھا اور وہ فطرت اُس کا ایک حد مناسب تک مختار ہونا ہے اور اُس فطرت کا بدلنا اور اُس کو بدستور مکلف رکھنا عدل و حکمت دونوں کے برخلاف تھا اسی لئے خدا نے فرمایا کہ "لا تبدیل لخلق اللہ" پس اُس فطرت کو قائم رکھنا عین دلیل

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۶﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۷﴾	اور نہیں منع کیا آدمیوں کو اس بات سے کہ ایمان لائیں جب کہ آئی اُن کے پاس ہدایت مگر یہ کہ اُنہوں نے کہا کہ کیا بھیجا اللہ نے ایک آدمی کو رسول کر کے ﴿۹۶﴾ کہہ دے (اے پیغمبر) اگر ہوتے زمین میں فرشتے (اُس پر) چلتے (اُس میں) رہتے تو البتہ ہم بھیجتے اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول کر کے ﴿۹۷﴾

اُس کے کمال قدرت اور عدل کی ہے نہ عجز و ظلم کی ✣

اب ہم کو فطرت انسانی کا دریافت کرنا ہے۔ اس بات کو تو کوئی تسلیم نہیں کرنے کا کہ انسان حی کو مثل جماد بیجان کے پیدا کیا ہے اور وہ بذاتہ لا یعقل اور غیر متحرک بالارادہ ہے کیونکہ ہم اُس کو دیکھتے ہیں کہ وہ ذی عقل اور متحرک بالارادہ ہے۔ جس کام کو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے نہیں کرتا۔ بعض کاموں کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اُن کے کرنے سے رُک جاتا ہے اور نہیں کرتا ✣

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں ایک کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور دوسری اُسی کام کے کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور اُنہی قوتوں کے مطابق وہ عمل کرتا ہے اور اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے " کل یعمل علیٰ شاکلتہ " اور اُنہی قوتوں کے سبب جو خدا نے عطا کی ہیں خدا نے فرمایا ہے " فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر " ✣

اس غرض سے کہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاوے ہم ان دونوں قوتوں میں سے ایک کو بنام قوت تقوے اور ایک کو بنام قوت فجور تعبیر کرتے ہیں یہ دونوں قوتیں ہر ذی عقل انسان میں موجود ہیں اور پہلی سے دوسری کو مغلوب کرنا انسان کی سعادت ہے اور دوسری سے پہلی کو مغلوب کرنا انسان کی شقاوت ہے ✣

بعض انسان ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ اُن میں قوت تقوے قوت فجور پر فطرتاً غالب ہے جس سے وہ از روے فطرت کے قوت فجور کو مغلوب کھتے ہیں جیسے کہ انبیاے معصومین اور آئمہ اہل بیت معصومین علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں ✣

اور بعضے ایسے ہیں جن میں قوت فجور ہے مگر جس درجہ تک قوت تقوے اُن میں ہے اُس کا [illegible] خواہ قوت فجور مغلوب ہو سکی یا نہیں اور اُس کا کام منع لانا معصیت ہے اور اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ " التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ " توبہ کیا ہے اپنے فعل پر نادم اور شرمندہ ہونا اور [illegible] اُس کی [illegible]

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۸﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۹﴾	کہدے (اے پیغمبر) کافی ہے اللہ گواہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے بیشک وہ ہی اپنی بندونکی خبر رکھنے والا دیکھنے والا ﴿۹۸﴾ اور جس کو ہدایت کرے اللہ پھر وہی ہے ہدایت پانیوالا اور جس کو گمراہ کرے پھر نہیں پانے کا تو اُن کے لئے دوست اُس کے (یعنی خدا کے) سوا اور اُٹھاوینگے ہم اُن کو اپنے مُنہوں پر پڑے ہوئے اندھے اور گونگے اور بہرے - ان کی جگہ ہے جہنم جب بجھنے لگیگی زیادہ کرینگے ہم اُن پر بھڑکنے کو ﴿۹۹﴾

اور مصمم ارادہ آیندہ اُس کے مرتکب نہ ہونے کا کرنا ہے اور یہ کیا ہے اُسی قوت تقوے کو کام میں لانا ہے ❖

جس طرح کہ انسان کے اور قوے ضعیف اور قوی ہو جاتے ہیں اسی طرح قوت تقوے بزرگوں کی صحبت اور اعمال نیک اور توجہ الی اللہ اور خوف و رجا سے قوی ہو جاتی ہے اور قوت فجور نہایت ضعیف اور مضمحل کالمعدوم ہو جاتی ہے کما قیل ؎

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

اسی طرح افعال شنیعہ کے اشتغال سے قوت فجور قوی اور قوت تقوے ضعیف اور مضمحل اور بعضی دفعہ کالمعدوم ہو جاتی ہے نعوذ باللہ منہا ❖

تقوے اور فجور ایسے امر ہیں جو مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں میں مختلف طرح پر قرار دیئے جا سکتے ہیں مگر ایک امر یعنی خدا کے خالق واحد ہونے کا یقین ایک ایسا امر ہے کہ ادنے تامل میں ہر ذی عقل اُس پر یقین کر سکتا ہے ❖

دلائل اور مباحث فلسفی کو علیحدہ رکھو کیونکہ عام لوگوں کی سمجھ کے قابل نہیں بلکہ ایک سیدھے اور عام امر پر خیال کرو کہ جب کوئی شخص ایک مٹی کے برتن یا ایک مٹی کے کھلونے کو یا ایک پتھر کو کسی جگہ پڑا ہوا یا پتھروں کو بترتیب چنا ہوا دیکھتا ہے تو فی الفور اُس کے دل میں خیال آتا ہے کہ کوئی ان برتنوں اور کھلونوں کا بنانے والا اور اُس پتھر کو ڈالنے والا یا پتھروں کو بترتیب چننے والا ہے - پس جب کہ ہم اس کائنات کو عجیب خوبی اور عمدگی اور عجیب انتظام سے بنایا ہوا دیکھتے ہیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے دل میں یہ خیال نہ آوے کہ اُن کا کوئی بنانیوالا ہے پس احمق سے احمق از روے فطرت کے وجود ذات باری پر یقین لا سکتا ہے اور اس کی وحدت پر بھی اُس انتظام سے جو کائنات کا ہے ہر شخص یقین کر سکتا ہے - اسی عام سمجھ کے

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۱۰۰﴾	یہ ہے سزا اُن کی بسبب اس کے کہ اُنہوں نے کفر کیا ہماری نشانیوں سے اور اُنہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہوجاوینگے ہڈیاں اور گلی ہوئی کیا ہم البتہ اُٹھائے جاوینگے ایک نئی پیدائش میں ﴿۱۰۰﴾

لائق دلیل کو خدا نے فرمایا، لوکان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا، یعنی اگر آسمان و زمین میں کئی خدا ہوتے تو تمام انتظام بگڑ جاتا پس تمام انسان کسی فطرت پر پیدا ہوئے ہوں خدا کے وجود اور اُس کے وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننے پر مکلف ہیں۔ غرضکہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان ایک فطرت پر پیدا ہوا ہے اور اسی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے ✢

جب ہم یہاں تک پہنچتے ہیں تو ایک اور امر خدا کی ذات میں ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جس کو ہم اُس کی صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ کسی صانع نے جو کسی چیز کو بنایا ہو اُس کی نسبت یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ اُس صنعت کی حقیقت کو اور اس بات کو کہ اس سے کیا کیا امر ظہور میں آوینگے نہ جانتا ہو۔ کیونکہ اگر وہ نہ جانتا ہو تو اس سے اس کا بنانا غیر ممکن ہے مثلاً ایک گھڑی ساز قبل بنانے اُس گھڑی کے جانتا ہے کہ اس قدر پُرزے اس میں ہونگے اور وہ پرزے فلاں فلاں کام دینگے۔ اور اس قدر عرصہ تک وہ گھڑی چلیگی اور اس قدر عرصہ کے بعد بند ہوجاویگی۔ پس وہ علۃ العلل جس نے انسان کو مع اُس کے قوٰے اور اُس کی فطرت کے پیدا کیا ہے۔ بخوبی جانتا ہے کہ یہ پتلا کیا کیا کریگا اور اسی جاننے کو ہم اس علۃ العلل کی صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اور جو کچھ اُس کے علم میں ہے۔ ممکن نہیں کہ اُس کے برخلاف وہ پتلا کرسکے ✢

اس بیان سے یہ سمجھنا نہ چاہیئے کہ ایسی حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہوجاتا ہے کہ خواہ مخواہ وہی کرے یا وہی کریگا جو اس علۃ العلل کے علم میں ہے اور اُس کے برخلاف کرنا ناممکن ہے کیونکہ یہ بات کہ وہ پتلا کیا کریگا ایک جدا امر ہے اور اس بات کا علم کہ وہ پتلا یہ کریگا ایک جدا امر ہے اور اس کے علم سے اُس پتلے کی مجبوری اُس کے افعال میں لازم نہیں آتی۔ اس کی مثال اس طرح بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ فرض کرو۔ ایک نجومی ایسا کامل ہے کہ جو کچھ آیندہ کے احکام بتاتا ہے اُس میں سرمو فرق نہیں ہوتا اب اُس نے ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مریگا۔ اس کا ڈوب کر مرنا تو ضرور ہے اس لئے کہ نجومی کا علم واقعی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نجومی نے اس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کردیا تھا پس جو علم الٰہی میں ہے یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۚ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۳﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۴﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۵﴾

کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قدرت رکھتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے مثل اُن کے اور کی ہے اُس نے اُن کے لئے ایک میعاد نہیں شک اس میں پھر انکار کیا ظالموں نے مگر ناشکری سے ﴿۱۰۱﴾ کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم مالک ہوتے میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے اُس وقت البتہ تم کنجوسی کرتے خوف خرچ ہو جانے کی سے اور ہے انسان تنگی کرنیوالا ﴿۱۰۲﴾ اور بیشک ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں ظاہر پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب کہ وہ آیا اُن کے پاس تو اُس سے کہا فرعون نے کہ بیشک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے موسیٰ جادو کیا ہوا ﴿۱۰۳﴾ موسیٰ نے کہا کہ بیشک تو نے جان لیا کہ نہیں بھیجا ہے اُن نشانیوں کو مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دکھلائی دینے والی اور بیشک میں گمان کرتا ہوں اے فرعون تجھ کو بھلائی سے پھرا ہوا ﴿۱۰۴﴾ پھر ارادہ کیا فرعون نے کہ نکالدے اُن کو زمین سے پھر ڈبو دیا ہم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے سب کو ﴿۱۰۵﴾

خدا کی طرف سے مجبوری نہیں ہے بلکہ خدا کے علم کو اُس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے ہونے میں مجبوری ہے ❊

امام احمد بن یحییٰ المرتضیٰ زیدی نے اپنی کتاب ملل ونحل میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن بعض قوموں کے لوگ زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ خدا کے علم میں تھا ہم کو اُس سے کوئی چارہ نہیں ہے عبد اللہ

وقال لعبد الله بن عمر بعض الناس يا ابا عبد الرحمن ان اقواما يزنون ويشربون الخمر ويسرقون ويقتلون النفس ويقولون كان في علم الله فلا نجد بدا منه فغضب ثم قال سبحان الله العظيم قد كان ذلك في علمه انهم يفعلونها ولم يحملهم علم الله على فعلها حدثني ابن عمر بن الخطاب انه سمع

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۶﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾

اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ آباد ہو اُس زمین پر پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو لے آوینگے ہم تم کو اکٹھا کر کر اور ہم نے اُس کو (یعنی قرآن کو) اُتارا ہے برحق اور اُترا ہے برحق اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا ﴿۱۰۶﴾ اور قرآن ہم نے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے بھیجا ہے تو کہ پڑھے تو اُس کو لوگوں پر ٹھیر ٹھیر کر (یعنی وقتاً فوقتاً) اور ہم نے اُس کو اُتارا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُتارنا ﴿۱۰۷﴾ کہدے (اے پیغمبر) ایمان لاؤ اُس پر یا تم نہ ایمان لاؤ بیشک وہ لوگ جن کو دیا گیا ہے علم اُس کے پہلے سے جس وقت کہ پڑھا جاویگا اُن پر گر پڑینگے اپنی ٹھوڑیوں (یعنی مُنہ) کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہینگے کہ پاک ہے ہمارا پروردگار بیشک ہے وعدہ ہمارے پروردگار کا البتہ مقدر کیا گیا ﴿۱۰۸﴾ اور گر پڑینگے ٹھوڑیوں (یعنی مُنہ) کے بل روتے ہوئے اور زیادہ کریگا عاجزی کرنا ﴿۱۰۹﴾ کہدے (اے پیغمبر) کہ پکارو اللہ کو یا پکارو رحمٰن کو جس نام سے کہ تم پکارو پھر اُس کے لئے ہیں نام بہت اچھے اور نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اُس کو اور ڈھونڈ اُس کے درمیان میں طریقہ ﴿۱۱۰﴾

رسول الله صلے الله علیہ وسلم یقول مثل علم الله فیکم کمثل السماء التی اظلتکم والارض التی اقلتکم فکما لا تستطیعون الخروج من السماء والارض کذلك لا تستطیعون الخروج من علم الله و کما لا تحملکم الارض والسماء علی الذنوب کذلك لا یحملکم علم الله علیها +

بن عمر غصہ ہوئے پھر کہا سُبحان اللہ! بیشک اُس کے علم میں تھا کہ وہ ایسے کام کرینگے مگر خدا کے علم نے اُن کو اُن کاموں کے کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ مجھ سے میرے باپ عمر بن خطاب نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ علم الٰہی کی مثال تم میں مانند آسمان کے ہے جس نے تم پر

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (۱۱۱)	اور کہہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے نہیں پکڑا کسی کو بیٹا اور نہیں ہے اُس کے لئے کوئی شریک بادشاہت میں اور نہیں ہے اُس کے لئے کوئی مددگار بسبب عاجزی کے اور بڑائی کر اُس کی بڑائی کرنا (۱۱۱)

سایہ کر رکھا ہے اور مانند زمین کے ہے جس نے تم کو اُٹھا رکھا ہے پس جس طرح تم آسمان و زمین سے باہر نہیں جا سکتے اُسی طرح تم خدا کے علم سے باہر نہیں ہو سکتے اور جس طرح آسمان و زمین تم کو گناہوں پر مائل نہیں کرتے اسی طرح خدا کا علم بھی تم کو اُن گناہوں پر مجبور نہیں کرتا ❖

جلد ششم تمام ہوئی

مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز سید احمد خاں صاحب بہادر مرحوم و مغفور

مصنف مرحوم علیہ الرحمۃ کا مبارک نام ہی اس مجموعہ کی خوبی اور لیاقت کی اعلیٰ کافی شہادت ہے، اور اسکی توصیف اور تعریف میں کچھ بھی کہنا سراسر بےادبی اور اسکی کسرشان ہے۔ سرسید مرحوم علیہ الرحمۃ کے مبارک نام اور اسکے مشن (مدعا) سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ مسلمان ایسا ہوگا جو واقف نہ ہو۔ بیبہا کارنامے اس مرحوم و مغفور کے اسلامی پبلک کی ترقی تعلیم اور ہر قسم کی بہبودی کی خاطر اپنی گرانبہا عمر در زندگی میں کئے وہ فی الواقع اس قابل ہیں کہ فی زمانہ آیندہ ہر ایک قسم کے قومی کاموں کی تمہید اسکے مبارک نام سے تبرکاً و تیمناً شروع ہو۔ چنانچہ عموماً مرحوم و مغفور کا ذکر خیر کسی نہ کسی طرح سے اس قسم کے قومی جلسوں میں آنا شروع ہو گیا ہے +

اس کتاب یعنی مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز میں سرسید مرحوم کی تمام عرق ریزی شروع سے لیکر اختتام تک بھری پڑی ہے جیسا کہ انہوں نے مختلف طریقہ سے مسلمانوں کی حالت گمنام کو روبہ اصلاح کرنے کی خاطر کوشش کی ویسے ہی یہ لکچرز بھی بےنظیر دل و دماغ کے طرح طرح کے نتیجوں سے مملو ہیں جو شخص اس مرحوم مہتدی کی اولوالعزمی۔ استقلال۔ صبر و تحمل۔ بردباری۔ انکساری اور عالی حوصلگی نیز گاہے گاہے یہ پوشیدہ کام جو وقتاً فوقتاً [illegible] قوم اور قومی ہمدردی اور ملک کی بہتری۔ اسلام کی حمایت۔ سچی دلسوزی۔ صاف بیانی۔ اعلیٰ درجہ کی زبان اردو کی تقریر و تحریر۔ تہذیب اخلاق کا بیش قیمت نمونہ بننے کیلئے اپنی آیندہ زندگی میں اس سے اچھا سبق سیکھنا چاہے اسکے واسطے اس مجموعہ لکچرز و اسپیچز سے بہتر کوئی ناصح مشفق اور ریفارمر نہیں ہوسکتا لقمان کی حکمت۔ ارسطو کا فلسفہ اور شیکسپیر کی فصاحت اسکے آگے معمولی قرار دیجاسکتی ہیں +

یہ بیبہا ذخیرہ زمانہ حال کی دینی و دنیوی بہتری کیلئے ہی عزیز تر نہ ہوگا بلکہ جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا آنیوالی نسلوں کو ہمیشہ انکیلئے خود بخود یہ مجموعہ عزیز تر ہوگا۔ ملکی و قومی لائبریریوں کی زیب و زینت ہوگا عام پبلک جلسوں میں اسکے تذکرے نہایت شوق سے ہوا کرینگے۔ بڑے بڑے لکچرار اس سے مدد لینگے۔ اردو لٹریچر کے سیکھنے والے اس سے مدد لیا کرینگے۔ غرضکہ یہ بےنظیر مجموعہ بےنظیر ہے بےنظیر ہے اسکے شروع میں مرحوم سید کی رنگین عکسی تصویر ہے اور ۱۸۶۳ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک کے کل لکچرز اس میں نہایت محنت سے جمع کر دئے ہیں اور وہ لکچرز بھی اس میں ہیں جن کا اکثر سرسید مرحوم کے دوستوں نے آج تک نام تک نہ سنا ہوگا۔ ۵۰۰ صفحے نہایت اعلیٰ درجہ کا کاغذ۔ عمدہ چھپائی۔ خوشخط لکھائی۔ نیز اس سے پہلے جس قدر مجموعے لکچرز لوگوں نے چھاپے ہیں وہ بالکل ناکمل ہیں + قیمت مجلد [illegible] + قیمت بلاجلد [illegible] +

تہذیب الاخلاق جلد اول

یعنی عالیجناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر مصنف کتاب آیات بینات وغیرہ کے کل مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق گذشتہ ہفت سالہ از ابتدائے ۱۲۸۷ ہجری لغایت ۱۲۹۳ھ یہی مضامین ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں اپنی صداقت سے ایک غیر معمولی ترقی کا جوش پھیلایا اور یہ وہی مضامین ہیں جنکی تلاش ایک مدت سے خیرخواہان قوم و ملک کو تھی مگر افسوس کہ ان کو میسر نہ آئے اب ہم نے نہایت کوشش سے بہم پہنچا کر شائع کر دئے ہیں۔ بہت عمدہ ڈیمی کاغذ پر چھپی ہوئی کتاب ہے اور اس میں ۲۰ نہایت عجیب مضامین ہیں اگر کوئی شخص اسلام سے واقفیت حاصل کرنی چاہے یا اردو انشاپردازی اور معلوم کا ذخیرہ جمع کرنا چاہے تو اس سے بہتر اور کوئی کتاب اس کو نہ ملیگی۔ ضخامت ۳۰۰ صفحے۔ قیمت .. .. عہ

تہذیب الاخلاق جلد دوم

عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں صاحب بہادر بالقابہ کے گذشتہ ہفت سالہ تہذیب الاخلاق کے مضامین جنکی قوم کو از حد ضرورت تھی از ابتدائے ۱۲۸۷ھ لغایت ۱۲۹۳ھ چھپ کر تیار ہو گئے ہیں۔ اس میں سرسید کے وہ مضامین ہیں جنکے پڑھنے سے ایک قسم کی روشنی پیدا ہوتی ہے تعداد میں یہ مضامین ایک کم سو ہیں۔ اخلاقی اور تمدنی مضامین کا مخزن ہیں اسلامی مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے ایک کورس مضامین نگاری کیلئے اتالیق اردو لٹریچر کی جان۔ یہ ہی وہ مضامین ہیں جنکی مقبولیت سے سرسید کو کامیابی ہوئی۔ یہی سچے اور پرجوش آرٹیکل ہیں جنہوں نے سرسید کا بول بالا کیا مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا۔ اسلام اور اسلامی ہمدردی کا سبق دیا۔ ان مضامین کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اصلاح قوم میں سرسید کو کس قدر رکاوٹیں اور تکلیفیں پیش آئیں ہیں مفصل حالات کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہونگے اہل ملک کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً اس کتاب کے مطالعہ کی کمال

تفسیر القرآن جلد اول

اس جلد میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقر کی تفسیر ہے اس میں [illegible] نہایت محققانہ طریق سے لکھے گئے ہیں دعا اور اس کے مقبول ہونے کی حقیقت، حروف مقطعات کی تحقیق، مسئلہ [illegible]، وحی و الہام کی حقیقت، اعجاز القرآن اور جنت و [illegible] کی حقیقت، [illegible] حقیقت، شیطان [illegible]، قصہ [illegible] معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں، جبرئیل و میکائیل کی حقیقت، ناسخ و منسوخ کی بحث، سمت قبلہ کی حقیقت، [illegible] کی قسمیں، قصاص پر بحث، مسئلہ وصیت، روزوں پر بحث، جہاد کی حقیقت، حج کی حقیقت، مسئلہ طلاق پر بحث، مسئلہ [illegible] کی تحقیق ● قیمت .. .. عہ

تفسیر القرآن جلد دوم

اس جلد میں سورۂ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ کی تفسیر ہے اور اس میں ذیل کے مضامین پر بحث کی گئی ہے۔ آیات محکمات و متشابہات پر بحث، کفار کی دوستی کا مسئلہ، حضرت مریم کی نسبت بعض بحثیں، حضرت عیسیٰ [illegible] پیدا [illegible]، صلیب دئے جانے اور زندہ کر آسمان [illegible] کی تحقیق، بدر کی لڑائی میں فرشتوں کے اترنے کی حقیقت، [illegible] لڑائی میں [illegible] [illegible]، سورۂ مائدہ قربانی پر بحث، ہابیل قابیل اور [illegible] مسئلہ کی تحقیق، [illegible] [illegible] تفسیر کیا جانے حضرت عیسیٰ کے معجزات پر تفصیلی اور محققانہ بحث و قیمت - عہ

تفسیر القرآن جلد سوم

اس جلد میں سورۂ انعام و سورۂ اعراف کی تفسیر ہے اور اس میں ذیل کے مضامین نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں آنحضرت کے [illegible] کی حقیقت، [illegible] کے پہلی سبب، [illegible] کی تحقیق، [illegible] کی تحقیق، [illegible] کی حقیقت، حضرت ابراہیم ستاروں کو کیونکر رب کہ [illegible] جنات کی [illegible] پر بحث، میزان اور وزن اعمال کی تحقیق، [illegible] قیامت پر مفصل اور محققانہ بحث، [illegible] کی تحقیق، [illegible] حالات کی تحقیق [illegible] انسان [illegible] منسوب کرنے کا سبب، قوم ثمود کے حالات کی [illegible]، قصہ حضرت شعیب، قصہ حضرت [illegible] پر بحث، حضرت موسیٰ کے معجزات [illegible] تفصیلی اور محققانہ بحث، توریت اور انجیل میں آنحضرت کی نسبت بشارات کے [illegible] پر بحث ● قیمت .. .. عہ

تفسیر القرآن جلد چہارم

اس جلد میں سورۂ انفال، سورۂ توبہ، سورۂ یونس کی تفسیر ہے اس میں آنحضرت کی [illegible] پر مفصل بحث کی گئی ہے اور یہ نہایت [illegible] طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ [illegible] اور [illegible] خونریزی اور قتل و غارت [illegible] نہیں [illegible] اسلام [illegible] ● قیمت عہ

تفسیر القرآن جلد پنجم

اس جلد میں سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ رعد، سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر، سورۂ نحل کی تفسیر ہے اس میں ذیل کی بحثیں نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہیں۔ طوفان نوح پر بحث، قصہ حضرت ابراہیم، قصہ حضرت لوط، خواب کی حقیقت اور حضرت یوسف اور بادشاہ مصر اور دو قیدیوں کے خوابوں کی تحقیق، حضرت یوسف اور [illegible] کے درمیان جو واقعات گذرے ان کی تحقیق، حضرت یعقوب کے نابینا اور بینا ہونے پر بحث، آسمانی برجوں کی حقیقت آسمان کو شیاطین سے محفوظ رکھنے پر بحث، شیاطین سے کیا مراد ہے، رجم شیاطین و شہاب ثاقب کی تفسیر، جنوں کو آگ سے پیدا کرنے پر بحث، پہاڑوں سے زمین کے ہلانے پر بحث ● قیمت .. .. عہ

تفسیر القرآن جلد ششم

اس جلد میں سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے اس میں معراج کے قصے پر نہایت تفصیل و استیعاب سے بحث کی گئی ہے ● قیمت - عہ

ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف و الرقیم

اس رسالہ میں اصحاب کہف کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہے نہایت متانت اور سنجیدگی سے محققانہ بحث کی گئی ہے ● قیمت

المشتہر منشی فضل الدین بکسیلر تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت کشمیری بازار لاہور